ران سیریز
یشیا کلب
مظہر کلیم
ایم اے

ن‌شر ن ---- اشرف قریشی
---- یوسف قریشی
تزئین ---- محمد بلال قریشی
طابع ---- [illegible]
قیمت ---- 80 روپے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول پاکیشیا کلب پیش خدمت ہے۔ یہ ناول سسپنس، ایکشن اور کہانی تینوں لحاظ سے آپ کو پسند آئے گا۔ اس ناول میں ٹائیگر نے جس انداز میں کام کیا ہے وہ یقیناً آپ کو حیران کر دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اب آیئے اپنے خطوط کی طرف۔

پاراٹی آزاد کشمیر سے ناصر طاہر صاحب لکھتے ہیں۔ "آرٹ کیمپ" اور "ٹاپ پلان" دونوں ہی بہترین ناول ہیں۔ اور ہمارے معیار پر ہر لحاظ سے پورے اترے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ اب آپ سیکرٹ سروس کو کنواروں کی ٹیم بنائے رکھنے کی بجائے شادی شدہ افراد کی ٹیم بنا دیں اور سب کی شادیاں کروا کر ان کی بیگمات کو بھی سیکرٹ سروس میں شامل کرا دیں اس طرح ناولوں میں ایک نئی دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔

ناصر طاہر صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ کی خواہش سر آنکھوں پر۔ لیکن محترم! آپ بیگمات کی نفسیات سے شاید ابھی ذاتی طور پر واقف نہیں ہوتے۔ ورنہ اس فرمائش کے بعد کم از کم اسے سیکرٹ سروس نہ لکھتے۔ کیونکہ بیگمات اور سیکرٹ دونوں ہی ایک دوسرے کے متضاد واقع ہوتے ہیں۔ کیا خیال ہے۔

گوجرانوالہ سے محمد سلیم شاہد انصاری صاحب لکھتے ہیں۔ "انوسٹری گرپ"

بے حد پسند آیا ہے۔ ایک بات آپ سے پوچھنا ہے کہ جولیا مسلمان تو ہو چکی ہے۔ لیکن کیا عمران نے اُسے اسلام قبول کرایا ہے یا ایکسٹو نے — ؟ جواب ضرور دیں۔

محمد سلیم شاہد انصاری صاحب! ناول کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جولیا کو اسلام کس نے قبول کرایا ہے۔ تو محترم! کوئی بھی باشعور آدمی اس معاملے میں کسی پر جبر نہیں کرتا۔ اسلام ایک سچا دین ہے اور ہر وہ شخص جو اسلام قبول کرتا ہے اسلام کی حقانیت کا از خود قائل ہو کر ہی اسے قبول کرتا ہے اور یقیناً ایسا جولیا کے ساتھ بھی ہوا ہو گا۔ اُمید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے۔

فیصل آباد سے محمد عباس صاحب لکھتے ہیں۔ فیاض کو آپ انتہائی نکما۔ احمق۔ شرابی اور رشوت خور کے طور پر پیش کرتے رہے ہیں لیکن "انوشری گرپ" میں آپ نے اس کے کردار کو جس طرح اُبھارا ہے وہ پہلے — ناولوں سے خاصا مختلف محسوس ہوا ہے کیا فیاض میں خود بخود یہ تبدیلی آگئی ہے یا اس کے پس منظر میں کوئی واقعہ ہے۔ اگر ایسا ہے تو کسی ناول میں ضرور اس کا ذکر کر دیں۔ ٹاپ پلان اور ڈیشنگ ایجنٹ بھی انتہائی یادگار ناول تھے اتنے اچھے ناول لکھنے پر مبارک باد قبول کریں۔

محمد عباس صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ! اس دنیا میں ہر انسان کردار۔ سوچ اور انداز عمل میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اور ناولوں میں جو کردار پیش کئے جاتے ہیں وہ ہمارے معاشرے میں موجود ایسے ہی مختلف کرداروں کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ ہر برا انسان مجسم برائی نہیں ہوتا اس کے کردار میں اچھائیاں بھی موجود ہوتی ہیں جو مخصوص مواقع پر خود بخود سامنے آجاتی ہیں۔ جہاں تک فیاض کا تعلق ہے۔ یہ درست ہے کہ فیاض کا کردار اعلیٰ ترین اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتا۔ لیکن اس بات کو تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ فیاض اپنی برائیوں کے باوجود ایک دلچسپ کردار ہے جو ہمارے معاشرے میں موجود بے شمار انسانوں کی نمائندگی کرتا ہے اور یہی اس کردار کی زندگی کا ثبوت ہے۔

ساہیوال سے عالیہ سسٹرز لکھتی ہیں۔ ہم نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں۔ آپ کے ناولوں میں جس طرح وطن سے محبت، انسانی ہمدردی، انسانی کردار کی تشکیل۔ اعلیٰ اخلاقی معیار اور سماجی برائیوں کے خلاف جدوجہد سامنے آتی ہے وہ پاکستان کی نوجوان نسل کے کردار کو بہترین انداز میں تعمیر کر رہی ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کے ناول واقعی شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن چند پوائنٹس ایسے ہیں جو بے حد دلچسپ ہیں۔ آپ کو شاید سُرخ رنگ بے حد پسند ہے۔ مجرم کی کار کا رنگ سُرخ۔ عمران کی تو سیٹر سُرخ — لڑکیوں کے بال سُرخ۔ ان کے سکرٹ کا رنگ سُرخ — ذہن میں بھی سُرخ چادر اکثر پھیلتی رہتی ہے — تنظیموں کے ناموں میں ریڈ کا لفظ بھی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ کوٹھیاں بھی اکثر سُرخ رنگ کی ہوتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ — اور دوسری بات یہ کہ سیکرٹ سروس کے ارکان اور عمران جب بھی سوٹ پہنتے ہیں تو سوٹ ہمیشہ کشمشی رنگ کے ہی ہوتے ہیں۔ کیا یہ کشمشی رنگ سیکرٹ سروس کی یونیفارم میں تو شامل نہیں ہے۔" ؟

عالیہ سسٹرز صاحبات! آپ نے میرے ناولوں کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے آپ سسٹرز کا مشترکہ طور پر مشکور ہوں۔ باقی رہا سُرخ اور کشمشی رنگ کا مسئلہ۔ تو دراصل یہ دونوں رنگ دو نسلوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ سُرخ رنگ نوجوانوں کا پسندیدہ رنگ ہوتا ہے اور کشمشی رنگ قدرے بڑی عمر والوں کا پسندیدہ رنگ سمجھ لیں۔ باقی ہلکے رنگ پرانی نسل یعنی بزرگوں کے پسندیدہ رنگ ہوتے ہیں کم از کم ان سے آپ مصنف کے ساتھ ساتھ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان کی عمروں کے فرق کا تو تعین کر ہی لیں گی۔ کیا خیال ہے۔ ؟

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم۔ ایم۔ اے۔

دارالحکومت کے سب سے شاندار سکس سٹار ہوٹل کے وسیع و عریض اور انتہائی خوبصورت ہال میں دارالحکومت کے ایک مشہور کلب کی طرف سے اُس ...ر کے معززین شہریوں کو استقبالیہ دیا جا رہا تھا۔ اخبارات میں اس استقبالیہ کے بڑے بڑے اشتہارات شائع ہو رہے تھے۔ اس کلب کی طرف سے ہر سال یہ استقبالیہ دیا جاتا تھا اور اب تو یہ روائت سی بن گئی تھی کہ دارالحکومت میں صرف وہی معزز سمجھا جاتا تھا جسے اس استقبالئے میں شامل ہونے کا کارڈ مل جاتا تھا۔ لیکن سب سے دلچسپ اور پر اسرار بات یہ تھی کہ اس کلب سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فرد یا اس کے کسی بھی دفتر سے کوئی شخص بھی واقف نہ تھا۔ وہ صرف ...س کا نام جانتے تھے۔ پاکیشیا کلب۔ بس صرف یہ دو لفظ ہی سب سے متعارف تھے لیکن پاکیشیا کلب کے ممبران کون ہیں۔ اس کی آرگنائزنگ کمیٹی میں کون کون شامل ہے۔ اس کے مقاصد کیا ہیں اور ان کے پاس فنڈ کہاں سے آتے ہیں ...س بارے میں کسی کو بھی علم نہ تھا۔ بس سال کے بعد اچانک اخبارات میں

پاکیشیا کلب کی طرف سے اشتہار شائع ہوتا کہ فلاں ہوٹل میں فلاں تاریخ اور فلاں وقت پر پاکیشیا کلب دارالحکومت کے معززین کو استقبالیہ دے رہا ہے۔ اس کے بعد جس کے پاس کلب کا کارڈ پہنچ جاتا وہ بس پورے شہر میں معزز گردانا جاتا تھا اور جس کے پاس یہ کارڈ نہ پہنچتا وہ لاکھ کوشش کر کے بھی کارڈ حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اسی لئے اس کو پراسرار کلب بھی کہا جاتا تھا۔ ہر سال کارڈ منتخب افراد کو ارسال کئے جاتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہوتے تھے جنہوں نے اس سال میں کوئی نہ کوئی ایسا کام کیا ہوتا جو کلب کی نظر میں ان کی اس استقبالیہ میں شرکت کی وجہ سمجھا جا سکتا تھا۔ لیکن اس سے بھی دلچسپ بات یہ تھی کہ اس استقبالیہ میں صرف سماجی طور پر معزز افراد ہی شرکت نہ کرتے تھے بلکہ بعض اوقات ایسے لوگوں کو بھی یہ کارڈ ملتا تھا جو سماجی حیثیت سے معاشرہ میں انتہائی کم تر مقام رکھتے تھے۔ کارڈ کی پشت پر اس کارنامے کے متعلق چند سطور بھی ٹائپ ہوتی تھیں جس کی بنا پر اس آدمی کو یہ کارڈ بھیجا جا رہا تھا اور یہ ضروری نہ تھا کہ یہ کارنامہ صرف معروف معنوں میں نیکی پر مشتمل ہو بلکہ بعض اوقات بڑے بڑے سمگلروں، منشیات فروش اور مجرموں کو بھی یہ کارڈ مل جاتے تھے۔ یہ اور بات تھی کہ وہ اس کارڈ کے مل جانے کے باوجود اس میں شرکت نہ کریں البتہ وہ اس کارڈ کی تشہیر سارا سال کرتے رہتے تھے۔ ایک لحاظ سے یہ کارڈ پورے سال اس آدمی کے معزز ہونے کا ایک سرٹیفکیٹ سمجھا جاتا تھا۔ آج کل بھی اخبارات میں اس سال کے استقبالئے کے بے حد چرچے تھے اور شہر کا ہر آدمی استقبالئے کے لئے کارڈ کا منتظر تھا۔ اخبارات کے تجسس پسند صحافیوں بلکہ ایک دو بار تو حکومت نے بھی اس کلب اور اس استقبالیہ کا پس منظر تلاش کرنے کی کوشش کیں لیکن تمام انکوائریوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ہوٹل والوں کو فون پر استقبالیہ

کے انتظامات کا حکم دے دیا جاتا اور پھر استقبالیہ پر خرچ ہونے والی رقم سے بھی کہیں زیادہ رقم اس ہوٹل کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دی جاتی۔ ہوٹل والے ایسے استقبالئے کے لئے اپنے ہوٹل کا انتخاب باعث فخر سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ فوراً ہی استقبالئے کی تیاریاں شروع کر دیتے۔ استقبالئے کی پبلسٹی بھی ہوٹل کی طرف سے ہی کی جاتی تھی کیونکہ پبلسٹی کی رقم بھی ان کے اکاؤنٹ میں شامل ہونے والی رقم میں شامل ہوتی تھی البتہ کارڈز وغیرہ سے ہوٹل والوں کا کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ کارڈ بس عام ڈاک کے ذریعے افراد تک پہنچ جاتے تھے۔ ان پر شہر کے مختلف ڈاکخانوں کی مہریں موجود ہوتی تھیں اور یہ بھی ضروری نہ تھا کہ تمام کارڈ ڈاک کے ذریعے ہوں بلکہ بعض اوقات بس کارڈ متعلقہ افراد کی رہائش گاہوں کے لیٹر بکسوں اور بعض اوقات کاروں میں اچانک نظر آنے لگ جاتے۔ اس لئے ڈاکخانوں اور لیٹر بکسز کی نگرانی کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا۔ چونکہ اس استقبالئے کی وجہ سے آج تک کوئی جرم یا کوئی غیر قانونی بات سامنے نہ آئی تھی۔ اس لئے حکومت نے بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی۔ ایسے استقبالئے دارالحکومت میں گذشتہ پانچ سالوں سے دیئے جا رہے تھے۔ عمران بھی ان کے متعلق اخبارات میں پڑھتا رہتا تھا۔ استقبالئے میں شامل افراد کی تصاویر اور ان کے متعلقہ کوائف بھی جو تقریباً تمام اخبارات شائع کرتے تھے وہ بھی اس کی نظروں سے گزرتے رہتے تھے لیکن اسے کبھی اس طرف توجہ دینے کی فرصت نہ ملی تھی لیکن آج کل وہ فارغ تھا۔ اس لئے صبح ناشتے کے وقت، جیسے ہی اس کی نظر اخبار میں شائع ہونے والے استقبالئے کے اشتہار پر پڑی۔ اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس بار وہ بھی لازماً استقبالیہ میں شریک ہوگا۔ بلکہ صرف وہی کیوں پوری

سیکرٹ سروس شامل ہو گی۔

"سلیمان۔ سلیمان"۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے زور سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ کئی بار کہا ہے کہ اتنی گرم چائے نہ پیا کیجئے۔ حلق گرم ہو جاتا ہے تو آواز بھی اونچی نکلتی ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے دروازے پر نمودار ہوتے ہی بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"چھوڑو گرم ٹھنڈی کے چکر کو۔ کبھی تو باورچی خانے سے بھی باہر نکل آیا کرو۔ پہلے یہ بتاؤ تم معزز ہو یا غیر معزز"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں غیر معزز ہونے لگا۔ میں تو سکہ بند معزز آدمی ہوں۔ آل پاکیشیا باورچی ایسوسی ایشن کا صدر اور آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا چیئرمین بھلا کیسے غیر معزز ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کارڈ آیا ہے کسی پاکیشیا کلب کا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کلب کا کارڈ۔ اوہ آپ اسی استقبالیئے والے کارڈز کی بات کر رہے ہیں جو ہر سال آتا ہے۔ مگر میں پھاڑ کر چولہے میں ڈال دیتا ہوں۔ میں کوئی فقیر تو نہیں ہوں کہ لوگوں کی دی ہوئی روٹی کھاتا پھروں"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سال بھی آیا ہے کارڈ"۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں کل آیا تھا۔ چولہے میں جل گیا مگر ایک بات ہے کاغذ بہت قیمتی تھا ہے۔ البتہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنی شادی کا دعوت نامہ اسی قسم کے کاغذ پر چھپواؤں گا"۔۔۔۔۔ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اگر اس قسم کا کاغذ نہ ملا تو"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہ ملا تو شادی ہی نہیں کروں گا"۔۔۔۔۔ سلیمان نے فوراً ہی جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے ایک مسئلہ تو حل ہوا۔ یہ کاغذ بنانے والا کارخانہ میں نے خرید لیا ہے اور اس قسم کے کاغذ کی پروڈکشن بند کر دی ہے۔ اس لئے آئندہ میرے سامنے شادی کی بات نہ کرنا"۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ نے تو اب پروڈکشن بند کی ہے۔ میں نے پہلے ہی کاغذ خرید کر بینک کے لاکر میں رکھوا دیا ہے تاکہ آپ جیسے حاسدوں کی حاسدانہ چالوں کا مقابلہ کیا جا سکے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور واپس جانے کے لئے مڑنے لگا۔

"ارے ارے کہاں جا رہے ہو۔ بات تو سنو وہ دراصل اس سال استقبالیئے کے لئے دو کارڈ کلب والوں نے مجھے بھیجے تھے۔ میں نے سوچا تھا کہ چلو ایک کارڈ تمہیں دے دوں۔ لیکن تم تو لوگوں کی روٹی کھانے جاتے ہی نہیں ہو۔ اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ میں دوسرا کارڈ سوپر فیاض کو دے دوں۔ آخر وہ بھی معزز آدمی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا کہاں ہیں کارڈز دکھائیے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔

"تم تو پچھلے پانچ سالوں سے دیکھ ہی رہے ہو اور چوبے میں ڈال ہی رہے ہو۔ اس لئے اب تم نے کیا دیکھنا، میں سوپر فیاض کو فون کرلوں۔ وہ یقیناً اس خوشخبری پر اچھل پڑے گا اور پھر اسے معزز بنانے کے معاوضے میں کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اس کا مطلب ہے آپ سوپر فیاض کو مجھ پر فوقیت دے رہے ہیں یعنی وہ مجھ سے زیادہ معزز ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے یکلخت غصیلے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ بات نہیں میں تو تمہیں ہی معزز سمجھتا تھا۔ آخر تم میرے جیسے معزز کے باورچی ہو اور معززپن تو وبائی بیماری کی طرح ہوتا ہے۔ تھانیدار بھی معزز اور اس کا نوکر بھی معزز۔ اس کی بیگم تو اور بھی زیادہ معزز"۔۔۔۔۔ لیکن تم تو خود ہی گھٹیا بننے پر مُصر ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"پہلے تو یہ بات ذہن میں بیٹھا لیجئے کہ میں اس لئے معزز نہیں ہوں کہ میں آپ کا باورچی ہوں۔ بلکہ آپ کو لوگ اس لئے معزز سمجھتے ہیں کہ میں آپ کا باورچی ہوں اور دوسری بات یہ کہ اگر آپ نے اس غیر معزز سوپر فیاض کو مجھ سے زیادہ معزز سمجھا تو پھر مونگ کی دال کی بجائے آلو کی بھجیا کھانی پڑے گی"۔۔۔۔۔ سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"آلو کی بھجیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ کس چیز کا نام لے دیا۔ مجھے تو یہ نام سنتے ہی موٹے اور پھیلے پیٹوں والے سرمایہ دار نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ بالکل

آلوؤں کی طرح۔ اچھا بھائی تم معزز تمہارا باپ معزز تمہارا دادا معزز اور تمہاری ہونے والی اولاد معزز"۔۔۔۔۔ عمران نے فوراً ہی دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"تو نکالیئے کارڈ۔ بلکہ دونوں مجھے دیجئے۔ ساتھ والے فلیٹ کا باورچی بھی بڑا معزز ہے۔ میرا دوست ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کارڈز۔ ارے وہ تو ابھی مجھے ملے نہیں۔ وہ کاغذ ہی نہیں مل رہا۔ یار ایسا کرو تم ہی وہ اپنے شادی کارڈ والا کاغذ ادھار دے دو۔ کارڈ تو چھپ جائیں"۔۔۔۔۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"ان کی بات مت کیجئے۔ ان پر تو شادی کا دعوت نامہ چھپ بھی چکا ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا۔ شادی کا دعوت نامہ چھپ گیا ہے۔ یعنی شادی ہو رہی ہے اچھا تو یہ بات ہے۔ ہم سے بھی خفیہ سارا کام کرلیا۔ کونسی تاریخ ہے اور اصل بات تو یہ کہ وہ محترمہ کون ہیں جنہیں ہمارے جیسے معزز آدمی کے باورچی کی زوجہ منکوحہ بننے کا شرف حاصل ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"زوجہ منکوحہ۔ ہونہہ اتنے بھاری بھرکم الفاظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کسی بھینس سے تو شادی نہیں کرنی۔ لڑکی نہیں کہہ سکتے آپ"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا اب تم میرے فلیٹ کا فرنیچر تڑواؤ گے"۔۔۔۔۔ عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"فرنیچر تڑواؤں گا۔ میں سمجھا نہیں "۔۔۔۔۔ سلیمان کے چہرے پر حقیقی تعجب موجود تھا۔

"جب لڑکی یہاں آئے گی تو فرنیچر نہیں ٹوٹے گا تو اور کیا ہوگا۔ لڑکا کی مؤنث لڑکی ہی ہوتا ہے نا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ایک تو آدمی کسی جاہل کا باورچی بن جائے تو دوہری مصیبت میں پھنس جاتا ہے ۔۔۔۔ جناب لڑاکا کی مؤنث لڑاکی ہوتا ہے، لڑکی نہیں ہوتا"۔ سلیمان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا بھئی صرف الف کی کمی ہوتی ہے۔ وہ ڈنڈے سے پوری ہو جاتی ہے۔ ڈنڈے کی شکل بھی تو ویسی ہی ہوتی ہے۔ بہرحال وہ لڑاکی یا بغیر ڈنڈے کے لڑکی ہے کون "۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔ بے شمار ہیں، مجھ سے تو انتخاب کرنا ہی مشکل ہو رہا ہے۔ بڑی بڑی سفارشیں آ رہی ہیں، انتخاب کے لئے۔ اس سلسلے میں ابھی غور کر رہا ہوں۔ لیکن آپ وہ کارڈ والی بات گول کر گئے "۔۔۔۔۔ سلیمان نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔

"واہ، یعنی بے شمار لڑکیاں تم سے شادی کے لئے تیار ہیں۔ اس کے لئے مجھے بتاؤ میں انتخاب کر دیتا ہوں "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"انتخاب اور آپ کریں گے، رہنے دیجئے۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے انتخاب تو وہی کر سکتا ہے جس کا معیار اچھا ہو اور آپ کا معیار میں اچھی طرح جانتا ہوں "۔۔۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس، معزز باورچی کا غیر معزز مالک بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"عمران میں، جولیا بول رہی ہوں "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے میں نے تو ابھی تک کچھ لیا ہی نہیں۔ آپ سلیمان سے پوچھ لیں۔ صبح سے فلیٹ میں موجود ہوں۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں "۔۔۔۔۔ عمران نے فوراً ہی کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے ایک تو آپ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں کہ میں نے جو لیا ہے۔ وہ واپس کر دوں۔ ادھر دماغ بھی میرا ہی خراب بتا رہی ہیں، کمال ہے۔ یہ تو سراسر زیادتی ہے۔ یہ لینے دینے کا کام سلیمان ہی کرتا ہے۔ آخر غیر معزز مالک کا معزز باورچی ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا کے نام کو الٹے معنی پہناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ بے موقع بکواس خواہ مخواہ دوسرے کو غصہ دلا دیتی ہے "۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"موقع بے موقع کے لئے آپ چارٹ بنا کر بھجوا دیجئے۔ تاکہ کم از کم مجھے تو پتہ چلے کہ بکواس کا موقع کونسا ہوتا ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو میں نے ایک اہم بات کے لئے فون کیا ہے۔ تمہاری بکواس سننے کے لئے نہیں کیا۔ یہاں میرے فلیٹ میں سارے ممبر اکٹھے ہیں اور سب

کا فیصلہ ہے کہ اس بار پاکیشیا کلب کی طرف سے جو استقبالیہ دیا جا رہا ہے اس میں سب نے لازماً شرکت کرنی ہے۔" ——— جولیا نے ایک ہی سانس میں اتنا لمبا فقرہ بول دیا۔

" تو میں نے کب منع کیا ہے شرکت سے۔ استقبال ہی کرنا ہے ناں۔ بازار سے ہار خریدو اور ہوٹل کے گیٹ پر کھڑے ہو جاؤ، استقبال کے لئے۔ ارے ہاں میرا باورچی آغا سلیمان پاشا کے گلے میں ضرور دو چار ہار ڈال دینا۔ آخر وہ میرا باورچی ہے کسی سرمایہ دار کا نہیں۔ ایسا صاحب کمال باورچی کم از کم اس صدی میں تو پیدا نہیں ہو سکتا کہ جو بغیر رقم وصول کئے گذشتہ کئی سالوں سے کھانا بھی کھلا دیتا ہے، ناشتہ بھی کرا دیتا ہے اور گرم گرم چائے بھی۔" عمران کی زبان چل پڑی۔

" استقبال نہیں کرنا استقبالئے میں شرکت کرنی ہے اور سنو مزید بکواس کی ضرورت نہیں، فوراً ہم سب کے لئے کارڈز کا بندوبست کرو۔" ——— جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" میں دو کام اکٹھے نہیں کر سکتا۔ یا بند کر سکتا ہوں یا کشاد کر سکتا ہوں یعنی کھول سکتا ہوں۔ بیک وقت کھولنا اور بند کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ البتہ یہ کام سوپر فیاض بڑی مہارت سے کرتا ہے۔ آدمی بند کئے، جیب کھول دی۔ جیب بند کی اور آدمی کھول دیئے۔ تم ایسا کرو ان کاموں کے لئے سوپر فیاض سے رجوع کرو۔" ——— عمران نے لفظ بندوبست کو استعمال کرتے ہوئے کہا۔

" تم چاہے فیاض سے کہو یا ایکسٹو سے، ہمیں تو شرکت کے لئے کارڈز چاہئیں اور بس۔" ——— جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

سلیمان اس دوران کمرے سے جا چکا تھا لیکن جیسے ہی عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھا سلیمان کی آواز دور سے سنائی دی۔

" میرے کارڈ کا بندوبست بھی ہونا چاہیے ورنہ کھانا پینا بند اور فاقہ کھل جائے گا۔" ——— سلیمان نے دھمکی دینے والے لہجے میں کہا۔

" یا اللہ یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا۔ کاش آج اخبار ہی نہ چھپا ہوتا یا چھپا ہوتا تو آج میرے ہاکر کے پیٹ میں درد ہو جاتا یا میرے ہاکر کے نہ ہوتا تو سیکرٹ سروس کے ممبران کو اخبارات دینے والے ہاکر ہی ہڑتال پر چلے جاتے کچھ ہی نہ ہوا لیکن اب یہ کارڈز کہاں سے آئیں گے۔" ——— عمران نے بڑے بے چارگی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور اٹھایا اور بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو۔" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" جناب ایکسٹو صاحب کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ایکس الیون بلکہ ایکس تھرٹین فورٹین بن جائیں۔ ٹو سے اب کام نہیں چل سکتا۔ امیدوار بہت ہو گئے ہیں۔" ——— عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" اوہ عمران صاحب یہ کس کے امیدوار اتنے پیدا ہو گئے ہیں۔" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا کلب کے کارڈ کے۔ میں نے تو سوچا تھا چلو ٹو سے فائدہ ہو جائے گا۔ ایک تم اور ایک میں معزز بن جائیں گے لیکن اب سیکرٹ سروس نے بھی معزز بننے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ مسٹر سلیمان بھی، اور اگر یہ حال رہا تو سوپر

فیاض، جوزف دی گریٹ اور جوانا دی لارڈ، یہ سب کب پیچھے رہنے والے ہیں۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں آپ ایکسٹو کی بجائے ایکس تھرٹین فورٹین بن جائیں تبھی مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے اونگھے سے لہجے میں کہا۔

" واقعی عمران صاحب یہ پاکیشیا کلب اور اس کی طرف سے دیئے جانے والے استقبالیئے کا اصل چکر کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں ہر سال اس پراسرار انداز میں یہ ڈرامہ رچاتے ہیں۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے بھائی اس قدر سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو کوئی بھی اپنی گرہ سے مال خرچ کرتے ہیں۔ چندہ نہیں مانگتے، عطیات اکٹھا نہیں کرتے، سرکاری رقومات غبن نہیں کرتے۔ یہ ذرا جدید دور ہے، پرانے زمانے میں حاتم طائی صاحب یہ کام کیا کرتے تھے کہ بس سارے شہر کو کھانا کھلا دیا۔" عمران نے جلد جلد بولتے ہوئے کہا۔

" میں نہیں مانتا عمران صاحب لازماً اس کے پس پردہ ضرور کوئی خاص مقصد ہوگا، آج کل کے دور میں حاتم طائی جیسے بے غرض لوگ پیدا نہیں ہوتے میں تو لازماً اس کی انکوائری کراؤں گا۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو واقعی بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔

" اگر تم اتنے ہی سنجیدہ ہو تو پھر ایسا کرتے ہیں انکوائری ڈیڈی کے سپرد کر دیتے ہیں۔"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ آپ کا مطلب ہے کہ سنٹرل انٹیلیجنس انکوائری کرے۔ سر رحمٰن لازماً سوپر فیاض کی ڈیوٹی لگائیں گے اور سوپر فیاض آپ کی مدد چاہے گا۔ یہی مطلب ہے ناں۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے کہیں دانش منزل میں موجود دانش کا سارا اسٹاک اکیلے ہی ہضم تو نہیں کر گئے۔ اتنی جلدی تو تم پہلے مطلب نہ سمجھا کرتے تھے۔ بہرحال سر سلطان سے کہہ کر یہ انکوائری ڈیڈی کے ذمہ لگا دو۔ پھر دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے اور دوسری بات یہ کہ اپنے ممبران کو بھی کہہ دو کہ اس استقبالیئے سے دور رہیں۔ ورنہ وہ خواہ مخواہ میری جان کھاتے رہیں گے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر شریر قسم کی مسکراہٹ تیر رہی تھی، چونکہ آج کل وہ ویسے بھی فارغ تھا۔ اس لئے اس نے بھی یہی سوچا کہ چلو سوپر فیاض کے ساتھ مل کر اس پاکیشیا کلب کو ہی تلاش کیا جائے اور پھر سوپر فیاض سے اس انکوائری میں مال ملنے کی بھی امید تھی اس لئے اس نے خود ہی بلیک زیرو کو راستہ بتا دیا تھا۔

" سلیمان۔ سلیمان۔ ذرا ایک گرم گرم چائے لے آؤ۔ تمہارے لئے موٹی رقم کا بندوبست ہونے والا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا۔

" رقم نہیں کارڈ چاہیے۔ تب چائے ملے گی۔"۔۔۔۔ دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" ارے گھبراتے کیوں ہو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ایک کارڈ تو کیا پانچ کارڈ چھپیں گے تمہارے۔"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پانچ کارڈ کیسے چھپ سکتے ہیں جبکہ اسلام میں تو چار شادیوں کی اجازت ہے۔"۔۔۔۔ دوسرے لمحے سلیمان نے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کے برتن تھے اور چہرے پر عمران کی بات کے تاثر میں بڑی خوشگوار سی مسکراہٹ۔

" چائے گرم ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں بالکل گرم ہے ۔۔۔۔۔ لیکن "۔۔۔۔۔ سلیمان نے چائے کی پیالی تیار کر کے عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

" جب چار کارڈ چھپ جائیں تو پھر پانچویں کی گنجائش فوراً ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ میرا مطلب ہے قل خوانی کا کارڈ "۔۔۔۔۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا اور سلیمان کا چار شادیوں کے تصور میں گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا چہرہ عمران کا جواب سنتے ہی یکلخت مرجھا گیا اور عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

دور سے پولیس کی گشتی کار کی مخصوص گھومتی ہوئی لائٹ کو دیکھتے ہی سڑک کے کنارے پر کھڑا ڈالی جان چونک کر تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر جلدی سے سائیڈ پر رکھے ہوئے گندگی کے بڑے سے ڈرم کی سائیڈ میں اس طرح بیٹھ گیا جیسے وہ چھپنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کے بال بُری طرح بکھرے ہوئے تھے، شیو بڑھی ہوئی تھی۔ اس کے دانت گہرے پیلے رنگ کے اور جسم پر لباس بھی پرانا اور پھٹا ہوا تھا۔ اس کی پشت پر سیاحوں جیسا مخصوص تھیلا لدا ہوا تھا۔ پیروں میں فل بوٹ تھے لیکن وہ بھی اپنی ظاہری شکل و صورت سے ایسے لگ رہے تھے جیسے انہیں گندگی کے ڈھیر سے اٹھایا گیا ہو۔ کار کی لائٹیں نزدیک آتی گئیں اور پھر چند لمحوں بعد اس ڈرم کے سامنے پہنچ کر کار کی بریکیں چرچرائیں اور کار رک گئی۔ یہ واقعی پولیس کار تھی جس سے چھپنے کے لئے ڈالی جان پیچھے ہٹا تھا لیکن شاید پولیس کار میں بیٹھے ہوئے افراد نے اسے تیزی سے پیچھے ہٹتے دیکھ لیا تھا۔

کار رکتے ہی اس میں سے چار پولیس آفیسر ہاتھوں میں ریوالور سنبھالے
تیزی سے نیچے اترے تو ڈائی جان ایک طویل سانس لیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا. ظاہر
ہے اب چھپنا فضول تھا.

" ہینڈز اپ " ____ ایک پولیس آفیسر نے اسے للکارتے ہوئے کہا اور
ڈائی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے.

" کون ہو تم " ____ پولیس افیسران نے طاقتور ٹارچ جلا کر روشنی اس پر
ڈالتے ہوئے کہا. ٹارچ کی روشنی اتنی تیز تھی کہ ڈائی جان کی آنکھیں بے اختیار
چندھیا گئیں. اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں کے عین سامنے
سورج پوری آب و تاب سے چمکنے لگا ہو.

" میں سیاح ہوں " ____ ڈائی جان نے اسی طرح آنکھیں بند کئے اور
ہاتھ اٹھائے ہوئے جواب دیا.

" اوہ واقعی یہ تو کوئی غریب سا سیاح لگتا ہے " ____ ایک پولیس آفیسر
نے کہا.

" ادھر سڑک پر آؤ. ہاتھ گرا دو " ____ دوسرے پولیس آفیسر نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی ٹارچ بجھ گئی. سڑک پر موجود بجلی کے کھمبے پر چونکہ ایک
ہلکی پاور کا بلب جل رہا تھا اس لئے وہاں قدرے روشنی موجود تھی. ڈائی جان نے
ہاتھ نیچے کئے اور پھر قدم آگے بڑھاتا ہوا سڑک پر آ گیا.

" بغیر کاغذات کے ہو " ____ ایک پولیس آفیسر نے اُسے غور سے
دیکھتے ہوئے کہا.

" جی نہیں، میرے پاس کاغذات موجود ہیں. بالکل صحیح کاغذات ہیں "
ڈائی جان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا.

" لیکن پھر تم ہمیں دیکھ کر چھپ کیوں گئے تھے " ____ ایک نے طنزیہ
انداز میں پوچھا.

" جی اگر آپ ناراض نہ ہوں تو سچ بتا دوں " ____ ڈائی جان نے کہا.

" ہاں ہاں سچ سچ بتا دو' کیا چکر ہے " ____ تمام پولیس آفیسرز نے
بیک آواز ہو کر کہا.

" مجھے یہاں آنے سے پہلے ایک پاکیشیائی نے بتایا تھا کہ پاکیشیا کی پولیس
بہت ظالم ہے. وہ سیاحوں کے ساتھ بہت برا سلوک کرتی ہے. ان سے
چیزیں چھین لیتی ہے " ____ ڈائی جان نے کہا.

" اوہ تو تم اس لئے چھپ رہے تھے. کیا نام ہے تمہارا " ____ ایک
پولیس آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا جب کہ باقی ڈائی جان کی بات سن کر
خاموش ہو گئے تھے.

" میرا نام ڈائی جان ہے. میں گریٹ لینڈ کا رہنے والا ہوں. یہ دیکھو میرے
کاغذات " ____ ڈائی جان نے اپنی پتلون کی جیب سے ایک پلاسٹک کا پرانا
سا لفافہ نکالتے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر نے ٹارچ جلا کر اس کے کاغذات
کو بغور چیک کرنا شروع کر دیا. کاغذات واقعی اصل اور درست تھے.

" ٹھیک ہے تمہارے کاغذات درست ہیں لیکن ہم تمہاری تلاشی لیں
گے " ____ پولیس آفیسر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا.

" جی بالکل لے لیں. میں غریب سیاح ہوں بس سیاحت میرے خون میں
شامل ہے اس لئے میں کہیں ایک جگہ ٹک کر نہیں رہ سکتا اور میرے پاس
رقم وغیرہ نہیں ہے. میں تو مزدوری کر کے اور چندہ وغیرہ مانگ کر گزارہ کرتا
ہوں " ____ ڈائی جان نے کمر پر لدا ہوا تھیلا اتار کر سامنے رکھتے ہوئے کہا.

ایک پولیس آفیسر نے اس کے جسم کی تلاشی لی۔ اس کے بعد انہوں نے [illegible]۔ جلد ہی ڈائل پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ جل اٹھا اور ڈائی جان نے ناب
تھیلا کھولا تو اس میں پرانے لباس کے ایک دو جوڑے، ایک چھوٹا سا ٹرانسسٹر [illegible]نا بند کرکے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسسٹر سے ٹرانسمیٹر جیسی ٹوں
اور دوسرا عام استعمال کا سامان تھا۔ پولیس آفیسر نے ٹرانسسٹر کا بٹن آن [illegible]ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

کیا تو اس میں سے ہلکی ہلکی موسیقی برآمد ہونے لگی۔ پولیس آفیسر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بٹن آف کر دیا۔

" ٹھیک ہے۔ کوئی مشکوک چیز نہیں ہے۔ لیکن ایک بات بتاؤ۔ تم شہر سے نکل کر ادھر ویرانے میں کیوں آ گئے ہو "——— پولیس آفیسر نے کہا۔

" جناب میں نے سوچا کہ وہاں شہر میں اگر میں کسی فٹ پاتھ پر سوؤں گا تو رات کو پولیس مجھے تنگ کرے گی اس لئے میں شہر سے باہر آ گیا تاکہ یہاں کسی مناسب جگہ پر سو کر رات گزار لوں "——— ڈائی جان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" او۔ کے جاؤ سو جاؤ "——— پولیس آفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ ڈائی جان کو چھوڑ کر تیزی سے کار کی طرف بڑھ گئے اور چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھ گئی اور ڈائی جان کے لبوں پر زہریلی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے اپنا سامان سمیٹا اور پھر بیگ اٹھائے وہ واپس مڑا اور اس نے وہیں ڈرم کے پاس ہی اپنا بیگ سرہانے رکھا اور لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد کار واپس آئی۔ ایک بار پھر وہیں رکی، کار میں سے ٹارچ جلا کر ڈائی جان کو دیکھا گیا اور پھر ٹارچ بند ہوئی اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

چند لمحوں تک تو ڈائی جان اسی حالت میں پڑا رہا۔ پھر وہ جلدی سے اٹھا۔ اس نے بیگ میں سے وہی ٹرانسسٹر نکالا اور اس کی ناب تیزی سے گھمانے

" ہیلو ہیلو ڈائی جان کالنگ یو اوور "——— ڈائی جان نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

" یس باس وکٹر اٹنڈنگ اوور "——— ٹرانسسٹر سے اچانک ایک ...ریک سی آواز ابھری۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

" وکٹر آپریشن کس پوزیشن میں ہے۔ میں نے گشتی پولیس کو مطمئن کرکے واپس بھیج دیا ہے اوور "——— ڈائی جان نے کہا۔

" ہم آپ کی کال کے منتظر تھے۔ آپریشن کے لئے تمام انتظامات مکمل ہیں اوور "——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او۔ کے پھر اسے مکمل کرکے واپس آؤ۔ میں اسپیشل پوائنٹ پر موجود ہوں اوور "——— ڈائی جان نے کہا۔

" یس باس اوور "——— دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈائی جان نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور وہ ٹرانسسٹر بیگ میں ڈال کر اس نے بیگ بند کر دیا اور پھر بیگ کو اٹھائے وہ جلدی سے سڑک پر آیا اور کھمبے کے قریب رک کر دائیں طرف دیکھنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد اندھیرے میں ایک کار کا ہیولہ اسے سڑک پر آتا ہوا دکھائی دیا اور ڈائی جان چوکنا ہو گیا۔ کار چند لمحوں بعد ...س کے قریب آ کر رک گئی۔

" ادھر ڈرم کے ساتھ لٹا دو "——— ڈائی جان نے کار رکتے ہی تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے کار میں سے دو غیر ملکی نیچے اترے۔ انہوں نے عقبی سیٹ

میں سے ایک لاش کو باہر گھسیٹا۔ اس کے جسم پر بالکل ڈائی جان جیسا لباس تھا۔ ڈائی جان کی رہنمائی میں وہ اسے اٹھائے جلدی سے سائیڈ میں موجود گندگی کے ڈرم کے پاس لے آئے اور پھر اس لاش کو ڈرم کے ساتھ لٹا دیا گیا۔ ڈائی جان نے اس کی پوزیشن درست کی اور اس کے بعد اس نے اپنی جیب میں موجود وہی کا غذات والا لفافہ نکالا اور اسے اس لاش کی جیب میں ڈال کر اس نے اپنے بیگ میں سے وہ ٹرانسسٹر نکال لیا۔ لاش لے آنے والوں میں سے ایک نے جیب سے اسی جیسا ٹرانسسٹر نکال کر تھیلے میں ڈالا اور پھر تھیلا بند کر کے اسے لاش کے سر کے نیچے اس طرح رکھ دیا گیا جیسے کوئی شخص تھیلا سر کے نیچے رکھے سو رہا ہو۔

" سب کچھ چیک کر لیا ہے ناں " ——— ڈائی جان نے مڑ کر اپنے ساتھی سے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ پولیس کو معمولی سا شک بھی نہ پڑے گا۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ آپ کو سوتے سوتے ہارٹ اٹیک ہوا اور آپ چل بسے۔ میڈیکل رپورٹ بھی یہی آئے گی اور میک اپ کے لئے جو میٹریل استعمال کیا گیا وہ یہاں اس ملک میں چیک ہی نہیں کیا جا سکتا " ——— اس کے ساتھی نے کہا اور ڈائی جان نے اس لاش پر ایک نظر ڈالی اور تیزی سے مڑ کر کار کی طرف بڑھ گیا۔

" اب جلدی سے نکل چلو " ——— گشتی پولیس مسلسل چکر لگاتی رہتی ہے اور اس کے یہاں آنے سے پہلے ہم نے یہاں سے نکل جانا ہے " ——— ڈائی جان نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کار کو آگے بڑھایا اور پھر تیزی سے موڑ کر واپس چل پڑا۔ اس نے اس وقت تک اس کی ہیڈ لائیٹس نہ جلائیں جب تک کہ وہ اس مین روڈ سے نکلنے والی

ب...ئی روڈ پر نہ مڑ گیا۔ بائی روڈ پر مڑتے ہی اس نے لائٹیں جلا دیں اور ڈائی ...ات بھی جواب تک بڑا چوکنا بیٹھا ہوا تھا اطمینان کی ایک طویل سانس لے کر ...میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے لبوں پر پُراسرار سی مسکراہٹ تھی۔

" تو ڈائی جان اب ختم ہو گیا۔ اب بلیو برڈ والے ڈائی جان کو تلاش نہ کر سکیں گے " ——— ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو صوفے پر نیم دراز ایک خوبصورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"اوہ ڈیوڈ تم۔ کیسے آئے" ——— لڑکی نے آنے والے نوجوان کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام انتہائی حیرت انگیز خبر لایا ہوں۔ انتہائی حیرت انگیز" ——— آنے والے نوجوان نے کہا۔

"کیا خبر" ——— مادام نے چونک کر کہا۔ اتنی دیر میں آنے والا مادام کے سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مادام ڈائی جان مر گیا ہے۔ رات اس پر سوتے ہوئے دل کا دورہ پڑا ہے" ——— ڈیوڈ نے اس طرح یہ خبر سنائی جیسے کوئی بہت بڑا انکشاف کر رہا ہو اور واقعی یہ خبر مادام کے لئے ایک دھماکہ ہی ثابت ہوئی۔ وہ اچھل کر صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات نے اس کا

خوبصورت چہرہ بگاڑ دیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو" ——— مادام کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"اوہ مادام بھلا میں آپ کے سامنے غلط بات کہہ سکتا ہوں" ——— ڈیوڈ نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو ایسا ممکن ہی نہیں ہے" مادام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مادام ایسا ہو چکا ہے۔ میں پوری تفصیل لے کر آیا ہوں اور ساتھ ہی فوٹو گراف بھی۔ یہ دیکھئے" ——— ڈیوڈ نے کہا اور اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر مادام کی طرف بڑھا دیا۔

"پہلے مجھے تفصیل بتاؤ، مجھے اب تک اس پر یقین نہیں آ رہا" ——— مادام نے لفافہ ڈیوڈ کے ہاتھ سے لے کر دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مادام میرے آدمی ساری رات ڈائی جان کو ڈھونڈتے رہے لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ صبح معلوم ہوا کہ ڈائی جان کی لاش پولیس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہے۔ میں نے بھی آپ کی طرح اس پر یقین نہ کیا لیکن پھر میں پولیس ہیڈ کوارٹر خود گیا۔ اور میں نے وہاں بھاری رشوت دے کر ساری تفصیلات معلوم کیں۔ تو پتہ چلا کہ ڈائی جان رات شہر سے نکل کر شہر کے مضافاتی علاقے میں چلا گیا تھا۔ باجوڑ روڈ پر اسے گشتی پولیس کی ایک پارٹی نے چیک کیا۔ اس کے کاغذات دیکھے، اس کی تلاشی لی اور پھر وہ ان کے سامنے ایک گندگی کے ڈرم کے ساتھ لیٹ کر سو گیا۔ پھر رات کو وہ گشتی پارٹی چار بار وہاں سے گزری اور ہر بار انہوں نے اسے چیک کیا، وہ سویا ہوا تھا۔ صبح کو آخری چکر میں جب وہ گزرے تو ڈائی جان کی

حالت دیکھ کر انہیں شک پڑا۔ وہ رک گئے اور جب انہوں نے چیک کیا
ڈائی جان مردہ پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ پولیس اس کی لاش کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر
آئی۔ یہاں پولیس کے ڈاکٹر نے اس کا پوسٹ مارٹم کیا تو پتہ چلا کہ اسے سو
ہوئے شدید ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور وہ نیند کے دوران ہی مر گیا ہے۔ اس
کے بعد پولیس نے اپنے مخصوص شک کی بنا پر اس کا چہرہ بھی چیک کیا کہ کہیں
وہ میک اپ میں نہ ہو۔ پولیس ہیڈ کوارٹر میں میک اپ چیک کرنے والی خاص
جدید مشین موجود ہے لیکن مشین نے بتایا کہ ڈائی جان میک اپ میں نہ تھا۔
انہوں نے گریٹ لینڈ کے سفارت خانہ سے رابطہ قائم کیا کیونکہ ڈائی جان کاغذات
کے مطابق گریٹ لینڈ کا شہری تھا۔ لیکن سفارت خانے والوں نے اس کی لاش
لینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ کوئی اتنی اہم شخصیت نہ تھی کہ سفارت خانے والے
اس کی لاش لے کر اسے واپس گریٹ لینڈ بھیجتے۔ چنانچہ پولیس نے اسے لاوارث
قرار دے کر دفن کر دیا ہے۔ ڈائی جان کی لاش کے فوٹو بھی پولیس فائل سے
حاصل کر کے لے آیا ہوں اور ساتھ ہی پوسٹمارٹم رپورٹ بھی اور میک اپ چیکنگ
رپورٹ بھی کیونکہ مجھے یقین تھا کہ آپ اس خبر پر یقین نہ کریں گی"۔۔۔۔
ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یوں سمجھو کہ ہمارے مشن کے سامنے موجود
ایک بہت بڑی رکاوٹ ختم ہو گئی۔ ڈائی جان ہمارے لئے سب سے خطرناک
ثابت ہو سکتا تھا لیکن ڈائی جان اتنی آسانی سے مرنے والا ہو نہیں سکتا"۔۔۔۔
مادام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اس نے لفافے میں سے وہ فوٹوگراف
نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔ یہ واقعی ڈائی جان کی لاش کے فوٹو تھے۔
ایک فوٹو پوری لاش کا تھا جبکہ دوسرا فوٹو اس کے چہرے کے کلوز اپ پر مبنی

تھا۔ مادام کافی دیر تک دونوں فوٹوؤں کو دیکھتی رہی پھر اس نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے دونوں فوٹو میز پر رکھے اور لفافے میں موجود پوسٹ مارٹم رپورٹ
اور میک اپ چیکنگ رپورٹ نکال کر پڑھنے لگی۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے
پر موجود حیرت کے تاثرات اطمینان میں تبدیل ہونے لگے۔
"اوہ تھینک گاڈ۔ واقعی ڈائی جان مر چکا ہے اور کم از کم میں تو یہ تصور
نہ کر سکتی تھی کہ اس قدر خوفناک آدمی اتنی آسانی سے مر سکتا ہے۔ بہرحال حقیقت
حقیقت ہی ہے"۔۔۔۔ مادام نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے
انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"یس مادام، واقعی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایکریمیا کا زلزلہ اتنی آسانی
سے ختم ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ ڈیوڈ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"او۔ کے اس کا مطلب ہے اب اس مشن کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ باقی
نہیں رہی۔ اب ہمیں تیزی سے کام شروع کر دینا چاہیے"۔۔۔۔ مادام نے
آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔
"لیکن مادام ڈائی جان کے ساتھی تو ابھی زندہ ہیں"۔۔۔۔ ڈیوڈ نے
کہا۔
"اوہ ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ عام کیٹیگری کے لوگ ہیں۔ ڈائی
جان کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اصل حیثیت ڈائی جان کی تھی اور ویسے
بھی ان کی تعداد صرف دو تین تک ہی محدود ہو گی۔ ڈائی جان زیادہ تر اکیلے کام
کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے ان کی فکر مت کرو"۔۔۔۔ مادام نے ہاتھ اٹھاتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے مادام پھر جیسے آپ کا حکم ہو"۔۔۔۔ ڈیوڈ نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

" او۔ کے اب تم ایسا کرو کہ فوراً وزارت خارجہ کے کسی اہم آدمی کو اغوا اس کی جگہ اپنا آدمی ڈال دو تاکہ وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم سے معاہدہ کی حاصل کی جاسکے۔ اس فائل کے حصول کے بعد باقی مشن مکمل ہو سکے گا " مادام نے کہا۔

" ایسا کیوں نہ کریں مادام کہ ہم براہِ راست اس سٹرانگ روم سے وہ فا اڑا لیں۔ کیونکہ آدمی اغوا کرنا اور پھر اس کی جگہ اپنا آدمی ڈالنا خاصا طویل کا ہے۔ اور پھر کسی بھی وقت کوئی الجھن پیش آسکتی ہے "——— ڈیوڈ نے

" ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ممکن ہو سکے تو زیادہ بہتر ہے۔ پوری طرح جائز لے کر کام کو آگے بڑھانا۔ میں نہیں چاہتی کہ یہاں کی انٹیلی جنس وغیرہ کو ہمارے مشن کی کوئی بھنک بھی پڑے "——— مادام نے سر ہلاتے ہوئے جواب د

" آپ بے فکر رہیں مادام۔ ڈائی جان ہی ایک مسئلہ تھا۔ یہاں کے لوگ کو مسئلہ نہ بن سکیں گے۔ یہ بیچارے بے حد سیدھے سادھے سے لوگ ہیں "— ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" او۔ کے جیسے مناسب سمجھو کرو "——— مادام نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں مشن کی مکمل منصوبہ بندی کرنے کے بعد آپ سے چیک کراؤں گا " ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور مادام نے سر ہلا دیا۔ ڈیوڈ کے واپس جانے کے بعد مادام صوفے سے اٹھی اور دیوار میں نصب وارڈ روب کھولی اور اس کے نچلے خانے میں سے اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا او تیزی سے اس کی ناب گھما کر سوئی کو ایک مخصوص ہندسے پر ایڈجسٹ کرنے

لگی۔ جب سوئی اس ہندسے پر پہنچی تو اس نے بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ہیلو مادام پروشیا کالنگ اوور "——— مادام نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

" یس چیف باس اٹینڈنگ یو اوور "——— چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

" باس ایک خوشخبری ہے، ڈائی جان مر چکا ہے۔ اوور "——— مادام پروشیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈائی جان مر چکا ہے۔ وہ کیسے اوور "——— دوسری طرف سے بولنے والا بُری طرح چونک پڑا۔ اور جواب میں مادام پروشیا نے ڈیوڈ سے حاصل ہونے والی پوری تفصیل سنا دیا۔

" اوہ یہ تو انتہائی حیرت انگیز خبر ہے۔ ڈائی جان کی ہلاکت سے تو ہمارے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو گئی ہے۔ اب تم مشن پر تیزی سے کام کر سکتی ہو اوور "——— چیف باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس باس میں نے ڈیوڈ کو ہدایات دے دی ہیں۔ ہم ایک دو روز میں وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم سے مطلوبہ فائل حاصل کر لیں گے اوور "——— مادام پروشیا نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ کام انتہائی احتیاط سے کرنا۔ وہ فائل بے حد اہم ہے۔ اس کے بغیر ہمارا مشن آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اوور "——— چیف باس نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس۔ اب یہ فائل حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں رہا

اوور ."—— مادام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.

" فائل کو اچھی طرح چیک کر لینا. سوازی لینڈ والا مسئلہ نہ پیدا ہو جائے کہ ایک ہی نمبر دو مختلف فائلوں پر درج کر دیئے گئے ہوں اور ہم دوسری فائل حاصل کر کے تمام مشن خراب کر بیٹھیں اوور ."—— دوسری طرف سے کہا گیا

" یس باس میں خیال رکھوں گی. ہمارے لئے بلیو پیپر سب سے اہم ہے. جس فائل میں وہ بلیو پیپر ہوگا' وہی ہماری مطلوبہ فائل ہو گی اوور ."—— مادام نے کہا.

" بس اچھی طرح محتاط رہ کر کام آگے بڑھاؤ. یہ بلیو برڈ کے لئے انتہائی اہم مشن ہے. اوور اینڈ آل ."—— چیف باس کی طرف سے کہا گیا اور مادام نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمٹر کا بٹن آف کیا. ناب گھما کر اس کی سوئی مخصوص ہندسوں سے ہٹائی اور پھر ٹرانسمٹر اٹھا کر اس نے واپس الماری کے اندر خفیہ خانے میں رکھا اور الماری میں موجود ایک لباس اٹھا کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی.

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو جدید اور خوبصورت تراش کے لباس میں اس کی خوبصورتی کچھ اور بڑھ گئی تھی. اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا.

" یس اسسٹنٹ منیجر سپیکنگ ."—— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی.

" میں مادام پروشیا بول رہی ہوں' روم نمبر ٹو سکسٹی سے. میں ہوٹل سرتاج کے فنکشن میں شامل ہونا چاہتی ہوں. کیا آپ اس کے لئے انتظام کر سکتے ہیں ." مادام پروشیا نے کہا.

" اوہ یس مادام بسروچشم ہم آپ کے لئے وہاں سب سے اچھی سیٹ ریزرو کرا دیتے ہیں اور ہمارے ہوٹل کی کار آپ کو وہاں لے جائے گی اور واپس لے آئے گی. کیا آپ اکیلے جانا پسند فرمائیں گی یا آپ کے لئے ساتھی کا بھی بندوبست کیا جائے ."—— دوسری طرف سے اسسٹنٹ منیجر نے انتہائی خلاق لہجے میں کہا.

" میں اکیلے جانا چاہتی ہوں ."—— مادام نے جواب دیا.

" او . کے مادام فنکشن کو ایک گھنٹہ دیر ہے. میں انتظامات کرتا ہوں پھر آپ کو مطلع کروں گا ."—— اسسٹنٹ منیجر نے جواب دیا.

" او . کے میں ڈائننگ ہال میں ہوں گی. وہاں اطلاع دی جائے ."—— مادام نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مسکراتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی. ہوٹل سرتاج کے فنکشن کے بارے میں اس نے آج کے اخبار میں اشتہار پڑھا تھا اور اشتہار کے مطابق یہ فنکشن انتہائی شاندار تھا. چونکہ وہ فارغ تھی اس لئے اس نے سوچا کہ بجائے کمرے میں بند پڑے رہنے کے وہ کیوں نہ اس فنکشن کو اٹینڈ کرے. پہلے تو ڈائی جان کی وجہ سے وہ کمرے تک محدود ہو کر رہ گئی تھی لیکن اب ڈائی جان کی موت کے بعد اس کے لئے کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا.

عمران نے ہوٹل سرتاج کے سامنے سے گزرتے ہوئے سوپر فیاض کی مخصوص جیپ کو ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ کے اندر جاتے دیکھا تو اس نے کار روکی اور پھر اسے بیک گیر میں ڈال کر وہ پیچھے لے آیا اور کار اس نے کمپاؤنڈ گیٹ کے اندر موڑ دی۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا تھا کہ سر سلطان نے سر رحمٰن کو پاکیشیا کلب والا کیس ریفر کر دیا ہے لیکن سوپر فیاض ابھی تک نہ پہنچا تھا اور اس وقت بھی وہ سوپر فیاض کی تلاش میں ہی گھومتا پھر رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سوپر فیاض پہلے اپنے طور پر کوشش کرے گا اس کے بعد جب ناکام ہوگا تو اس تک پہنچے گا۔ لیکن عمران چونکہ آج کل بیکار تھا اس لئے اس نے سوچا کہ خود ہی سوپر فیاض کو ٹریس کیا جائے اور شام کے وقت سوپر فیاض کو ٹریس کرنے کا سب سے آسان طریقہ مشہور ہوٹلوں کی حاضری تھی۔ سوپر فیاض شام سے رات گئے تک کا وقت لازماً کسی نہ کسی مشہور ہوٹل میں گزارنے کا عادی تھا اور اب اچانک اس کی نظریں سوپر فیاض کی جیپ پر پڑیں تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ

[illegible] جیپ میں آنے کا مقصد تھا کہ سوپر فیاض لازماً یونیفارم میں ہوگا اور جب سوپر فیاض یونیفارم میں ہو تو اسے چھیڑنے کا مزہ دوبالا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اس نے کار کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر وہ اسے دور موجود پارکنگ کی طرف لے گیا۔ سوپر فیاض کی جیپ پارکنگ میں جانے کی بجائے مین گیٹ کے سامنے ہی کھڑی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے وہ سنٹرل انٹیلیجنس کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور پھر یونیفارم میں، اس لئے کسی کی جرأت تھی کہ اس کی جیپ کو مین گیٹ کے سامنے سے ہٹا سکے۔

عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہوٹل کی پارکنگ میں معمول سے کچھ زیادہ ہی رش تھا اور ہوٹل بھی خاصا سجا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس لئے عمران نے مین گیٹ تک پہنچتے ہوئے اندازہ لگایا کہ ہوٹل میں کوئی فنکشن ہے۔

"مین گیٹ پر دو باوردی دربان موجود تھے "۔۔۔۔ جو ہر اندر جانے والے سے کارڈ طلب کرتے اور کارڈ دیکھے بغیر کسی کو اندر نہ جانے دے رہے تھے۔

"صاحب کارڈ "۔۔۔۔ ایک دربان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام عمران ہے کارڈ نہیں ہے۔ اور ہاں اب کارڈ بھی نام ہونے لگ گئے ہیں۔ واہ کارڈ کی مونث پرچی ہوگی۔ ویری گڈ مسٹر کارڈ اور مس پرچی، اچھے نام ہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"صاحب آج فنکشن ہے اور کارڈ کے بغیر داخلہ ممنوع ہے "۔۔۔۔ دوسرے دربان نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا۔ ویسے عمران آج ٹھیک ٹھاک لباس میں تھا۔ اس کے جسم پر براؤن رنگ کے بڑے چیک والا سوٹ تھا جو اس پر خاصا جچ رہا تھا۔

"سوپر فیاض سے کارڈ مانگا ہے تم نے"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض، وہ کون صاحب ہیں"۔۔۔۔ دربان نے چونک کر پوچھا۔

"یہ جن کی جیب کھڑی ہے۔ میرا ماتحت ہے۔ سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس"۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ صاحب۔ وہ آپ کے ماتحت ہیں، اوہ صاحب پھر کارڈ کی ضرورت نہ ہے صاحب۔ آپ تشریف لے جائیں صاحب"۔۔۔۔ دربانوں نے فوراً ہی رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں یکلخت انتہائی عاجزانہ پن ابھر آیا تھا۔

"سوچ لو اندر جانے کے بعد کہیں تم کارڈ مانگنے نہ آ جانا ورنہ پورا ہوٹل ہی ویران ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب، آپ سرکاری آدمی ہیں ہم تو آپ کے خادم ہیں جناب"۔ دربانوں نے خوف زدہ لہجے میں کہا اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دربانوں نے بڑے ادب سے اس کے لئے دروازہ کھول دیا تھا۔

ہوٹل کا ہال انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا اور ہال میں شہر کی تقریباً تمام اعلیٰ سوسائٹی نظر آ رہی تھی۔ ایک طرف خوبصورت سٹیج بنا ہوا تھا۔

"جی صاحب آپ کا سیٹ نمبر"۔۔۔۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی ایک سپروائزر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"سیٹ کونسی سیٹ قومی اسمبلی کی یا صوبائی اسمبلی کی کس سیٹ کا نمبر پوچھ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"اوہ صاحب ہوٹل میں جو سیٹ آپ نے ریزرو کرائی ہوگی میں اس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں تاکہ وہاں تک آپ کی رہنمائی کر سکوں"۔۔۔۔ سپروائزر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"رہنمائی اور تم کرو گے۔ بہت خوب تم جیسا رہنما جسے مل جائے وہ بیچارہ پہنچ چکا منزل تک"۔۔۔۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی نظریں مسلسل ہال کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اسے سوپر فیاض اور ایک کونے کی میز پر بیٹھا نظر آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت غیر ملکی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور سوپر فیاض اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

"صاحب میں نے صرف سیٹ تک رہنمائی کرنی ہے، منزل تک نہیں"۔۔۔۔ سپروائزر بھی شاید عمران کی باتوں سے لطف لے رہا تھا۔

"پہلے سوپر فیاض کی رہنمائی بھی تم نے کی تھی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب، اوہ نہیں سر انہیں تو منیجر صاحب نے سیٹ پر بٹھایا ہے۔ ان کے پاس کارڈ نہ تھا اور وہ سٹیج کے قریب بیٹھنے پر مصر تھے۔ بڑے آدمی ہیں صاحب۔ سٹیج کے قریب کوئی سیٹ خالی نہ تھی۔ البتہ ایک میز پر مادام پروشیا تشریف فرما تھیں انہوں نے اکیلے ہی پوری میز ریزرو کرائی تھی۔ منیجر صاحب نے مجبوراً ان کی منت کی۔ مادام نے مہربانی کی اور اس طرح سپرنٹنڈنٹ صاحب کو سیٹ مل گئی۔ آپ کی سیٹ تو ریزرو ہوگی۔ کارڈ پر سیٹ نمبر لکھا ہوا ہوگا"۔۔۔۔ سپروائزر خاصا باتونی ٹائپ کا آدمی تھا اس لئے اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"پھر تم ایسا کرو کہ میری رہنمائی سپرنٹنڈنٹ فیاض تک کر دو۔ تاکہ میں اس

سے پوچھوں کہ میں نے تو اس کی ڈیوٹی پٹرولنگ پر لگائی تھی وہ یہاں کیسے پہنچ گیا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تو آپ بھی۔ اوہ آیئے تشریف لے آیئے سر وہ ادھر موجود ہیں سر" ——— سپروائزر کا لہجہ یکلخت انتہائی عاجزانہ ہوگیا۔

"ٹھیک ہے تم آگے آگے چلو ہم وقفہ دے کر آئیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سپروائزر سر ہلاتا ہوا سوپر فیاض کی سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران اس سے کچھ فاصلے پر اس طرح اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جیسے اسے شدت سے کسی شناسا کی تلاش ہو اور پھر اس نے سپروائزر کو سوپر فیاض کے پاس جا کر جھک کر کچھ کہتے دیکھا۔ سوپر فیاض نے چونک کر ادھر دیکھا جدھر عمران ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھا آ رہا تھا اور عمران کو دیکھتے ہی سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار اُبھر آئے۔

"اوہ سوپر فیاض تم۔ ارے کمال ہے، آج تو اللہ میاں سے میں کچھ اور مانگتا تو مل جاتا۔ میں نے ابھی دعا مانگی تھی کہ آج سوپر فیاض کہیں مل جائے تو چلو رات کا کھانا تو اچھا کھانے کو مل جائے گا" ——— عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے سوپر فیاض اچانک اسے نظر آگیا ہو۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو۔ تمہیں معلوم ہے میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں" سوپر فیاض نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ڈیوٹی پر۔ اوہ ویری گڈ پھر تو اور بھی زیادہ اچھا کھانا ملے گا، کیوں سپروائزر صاحب۔ سوپر فیاض سے بل وصول کرے گا تمہارا مینجر" ——— عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب تو ہوٹل کے مالک ہیں جناب" ——— سپروائزر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ساری مشکل ہی حل ہوگئی اور ہمیشہ کے لئے اب میں دیکھوں گا سلیمان کیسے نخرے کرتا ہے۔ اپنے یار کا ہوٹل ہے۔ جب جی چاہا اور جتنا جی چاہا آ کر کھالیا۔ واہ کب خریدا ہے یہ ہوٹل" ——— عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کون صاحب ہیں فیاض صاحب، آپ نے تعارف نہیں کرایا" ——— میز پر بیٹھی ہوئی خوبصورت غیر ملکی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مفت خورہ، انتہائی گہرا دوست ہے مادام۔ سنو عمران تم نے کھانا کھانا ہے تو ٹھیک ہے، جا کر ڈائننگ ہال میں کھالو، بل میں ادا کردوں گا۔ میں ذرا مادام سے ضروری باتیں کر رہا ہوں" ——— فیاض نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنی بات کی تردید کرو۔ اگر میں مفت خورہ ہوں تو پھر تم بل کیوں ادا کرو گے۔ چلو مادام سے فیصلہ کرا لیتے ہیں ہاں تو مادام......" ——— عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اُسے سوپر فیاض کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ رہ گئی ہو۔

"تم اُٹھتے ہو یا نہیں" ——— فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"پہلے فیصلہ تو ہو جائے۔ ہاں مادام...." ——— عمران دوبارہ مادام سے مخاطب ہو گیا۔

" پروشیا :"ـــــ غیر ملکی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کروشیا۔ اوہ ویری گڈ تو آپ جیسا ہوتا ہے کروشیا' واہ تو فیاض صاحب سوچ رہے ہوں گے کہ وہ لڑکی ہوتے تاکہ کروشیا سے کم از کم دوپٹہ تو بنا لیتے۔ ویسے آج کل ہمارے ملک میں تبدیلی جنس کے آپریشن ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ کیا خیال ہے سوپر فیاض کرالو آپریشن :"ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ تمہیں تمیز ہے بات کرنے کی :"ـــــ فیاض اور زیادہ چراغ پا ہو گیا۔

" یہ کروشیا کیا ہوتا ہے :"ـــــ مادام پروشیا نے حیرت بھرے لہجے میں عمران اور فیاض کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" سوپر فیاض جیسا ہوتا ہے۔ باقی سیدھا لیکن سر کی طرف سے ٹیڑھا۔ کیوں فیاض ٹھیک کہہ رہا ہے ناں :"ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے اجازت دیجئے مادام یا آپ اس احمق کو اس میز سے اٹھوا دیجئے۔ میز آپ نے ریزرو کرائی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اسے بیٹھنے دیں نہ دیں :"ـــــ فیاض پر نجانے کیوں جھلاہٹ بری طرح سوار تھی۔ شاید وہ مادام پروشیا کی خوبصورتی پر مرمٹا تھا اور عمران کباب میں ہڈی کی طرح ٹپک پڑا تھا۔

" بالکل اجازت ہے۔ جاؤ جا کر ڈیوٹی دو۔ میں نے تمہیں پیٹرولنگ کے لئے کہا تھا۔ یہ تو حکم نہ دیا تھا کہ تم یہاں آ کر بیٹھو :"ـــــ عمران نے یکلخت انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" تت تت تم تمہاری یہ جرأت کہ مجھ پر حکم چلاؤ۔ میں تمہیں گولی مار دوں

گا :"ـــــ فیاض ہذیانی انداز میں چیخ پڑا اور ساتھ ہی اس نے سروس ریوالور ہولسٹر سے کھینچ لیا۔

" اوہ فیاض صاحب آخر اتنے غصے کی کیا ضرورت ہے :"ـــــ مادام پروشیا نے فیاض کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور فیاض کا چہرہ یکلخت اس طرح بدل گیا جیسے اسے زندگی میں کبھی غصہ ہی نہ آیا ہو۔ واقعی مادام پروشیا کے ہاتھ کے لمس نے فیاض پر جادو جیسا کام کیا تھا۔

" اوہ اوہ سوری مادام' دراصل اس کی شکل دیکھتے ہی آدمی کو خواہ مخواہ غصہ آ جاتا ہے :"ـــــ فیاض نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آپ کو غصہ آیا ہے' مادام کروشیا میری شکل دیکھ کر :"ـــــ عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

" اگر مادام نے تمہیں بیٹھنے کی اجازت دی ہے تو خاموش ہو کر بیٹھو۔ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں :"ـــــ فیاض ایک بار پھر عمران پر الٹ پڑا۔

" بالکل ٹھیک پہلی باری تمہاری ہے :"ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس بار مادام پروشیا بے اختیار ہنس پڑی اور فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے وہ نجانے مادام پروشیا سے کیسی باتیں کر رہا تھا کہ عمران کے اچانک ٹپک پڑنے سے اس کا سارا موڈ غارت ہو کر رہ گیا تھا۔

" آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ نام تو غالباً آپ کا عمران ہے :" مادام پروشیا نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پہلے سوپر فیاض تو باری مکمل کر لے :"ـــــ عمران نے منہ بناتے

ہوئے جواب دیا لیکن اس نے جان بوجھ کر سوپر کی جگہ لفظ سوئپر بول دیا تھا۔

"شٹ اپ میں جا رہا ہوں۔ میرے پاس فرصت نہیں ہے، تمہاری بکواس سننے کی۔ او۔کے مادام میں پھر ملوں گا" ۔۔۔۔ فیاض نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر اس طرح تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا کہ جیسے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھ لیا تو پتھر کا ہو جائے گا۔

"مسٹر فیاض بے حد غصیلی طبیعت کے مالک ہیں۔ حالانکہ آپ کے آنے سے پہلے تو یہ انتہائی اخلاق سے باتیں کر رہے تھے" ۔۔۔۔ مادام پروشیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں مادام فیاض تو بے حد با اخلاق آدمی ہے۔ دراصل اس نے میرا قرضہ دینا ہے اور میں قرضہ مانگتے وقت یہ لحاظ نہیں کیا کرتا کہ میرا قرضدار کس کے پاس بیٹھا ہوا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قرضہ دینا ہے۔ اوہ اس لئے وہ آپ کو دیکھ کر جھلا گئے تھے۔ کتنا قرضہ لینا ہے آپ نے" ۔۔۔۔ مادام پروشیا اور زیادہ حیران ہو کر بولی۔ وہ اب غور سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"قرضہ۔ مجھے ذرا حساب کرنے دیجئے۔ دراصل لمبا حساب کتاب ہے، یاد کرنا پڑتا ہے۔ ہاں ٹھیک ہے، بالکل ٹھیک۔ بالکل ہاں فیاض اب میرا ایک روپیہ پچیس پیسے کا قرضدار ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"ایک روپیہ پچیس پیسے۔ کیا مطلب یہ بھی قرضہ ہوتا ہے" ۔۔۔۔ مادام

پروشیا اور زیادہ حیران ہو گئی۔

"مادام ایک پیسہ بھی قرضہ ہوتا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ فیاض اپنا قرضہ بھول چکا ہے حالانکہ میں نے اس کا شاید پچیس لاکھ روپیہ دینا ہو گا" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پچیس لاکھ، کیا مطلب کیا آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں" ۔۔۔۔ مادام پروشیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کو بھی غصہ آنے لگ گیا۔ ٹھیک اب مجھے آپ کا کھاتہ بھی دیکھنا پڑے گا۔ ویسے تو مجھے یاد نہیں رہتا کہ کس سے کیا لینا ہے۔ بس جب مقابل کو غصہ آنے لگ جائے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ لازماً میرا قرضدار ہو گا" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار مادام پروشیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ آدمی ہیں" ۔۔۔۔ مادام پروشیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی غصہ ختم۔ اوہ پھر تو قرضہ بھی ختم۔ یہ تو نقصان ہو گیا کمپنی کو۔ بہرحال آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو آنے کا اشارہ کیا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ ویٹر نے قریب آکر کہا۔

"مادام سے آرڈر لو۔ میرے لئے لائم جوس اور مادام جو پسند کریں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مادام ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"آئی ایم سوری مسٹر عمران، مجھ سے واقعی بداخلاقی ہوئی ہے، جاؤ ویٹر دو گلاس لائم جوس لے آؤ" ۔۔۔۔ مادام نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور

ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

" علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) "۔۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ اوہ آپ ڈاکٹر آف سائنس ہیں اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ بہت خوب اس کے باوجود آپ اس قدر خوش اخلاق ہیں۔ بہت خوب آپ سے مل کر واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے۔ میرا نام پروشیا ہے اور میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔ میں لارڈ نارمن کی لڑکی ہوں۔ سیر و تفریح کے لئے ادھر آئی ہوں "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے مسکراتے ہوئے اپنا پورا تعارف کرا دیا۔

" لارڈ نارمن۔ اوہ جن کی جاگیر گریٹ لینڈ کے شمال مشرق میں ہے۔ آپ انہی کی صاحبزادی ہیں "۔۔۔۔ عمران کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی۔

" اوہ آپ جانتے ہیں لارڈ نارمن کو "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت حیرت کے آثار ابھر آئے۔

" میں تو نہیں جانتا البتہ ڈیڈی جانتے ہیں۔ اکثر ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ بڑے غور سے مادام پروشیا کو دیکھ رہا تھا۔

" آپ کے ڈیڈی جانتے ہیں۔ اوہ وہ کیسے۔۔۔۔ آپ اپنے ڈیڈی کا تعارف تو کرائیں "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی دراصل پاکیشیا کے بڑے جاگیردار ہیں اس لئے ساری دنیا کے جاگیرداروں سے ان کے تعلقات ہیں۔ ویسے وہ سوپر فیاض کے چیف ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلیجنس بیورو۔ سر رحمٰن ان کا نام ہے "۔۔۔۔ عمران

نے غور سے مادام پروشیا کو دیکھتے ہوئے۔

" سر رحمٰن ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلیجنس۔ اوہ ہاں ڈیڈی اکثر ذکر کیا کرتے ہیں ان کا۔ بہت خوب پھر تو آپ سے مل کر دوہری خوشی ہوئی ہے۔ کاش میں یہاں کچھ دن رک سکتی۔ میں کل واپس جا رہی ہوں "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے جلدی سے کہا۔

" کوئی بات نہیں ہم آپ سے وہیں آپ کی جاگیر پر مل لیں گے۔ ڈیڈی بھی کہہ رہے تھے کہ لارڈ نارمن کی طرف سے دعوت نامہ آیا ہوا ہے چیتے کا شکار کھیلنے کا۔ ان کی جاگیر میں بہت بڑا جنگل ہے ناں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں ہاں ہے۔۔۔۔ بالکل ہے۔۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے ضرور ملاقات ہو گی "۔۔۔۔ مادام پروشیا کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ الجھتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے ویٹر نے لائم جوس کے گلاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

" آپ کیا کرتے ہیں "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے ایک گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

" سوپر فیاض سے قرضہ وصول کرنے کا دھندا کرتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ تو آپ بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے قدرے ناراضگی بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ بھی کمال کرتی ہیں مادام۔ جاگیرداروں کی اولاد بھی بھلا کوئی کام کرتی ہے۔ اب آپ اپنے آپ کو دیکھئے سیر و تفریح کرتی پھر رہی ہیں۔ بس ایسا ہی کام میں بھی کرتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مادام پروشیا

نے چونک کر سر ہلا دیا اور پھر اسی طرح مسکرانے لگی جیسے مجبوراً مسکرا رہی ہو۔

اسی لمحے سپروائزر تیزی سے ان کی میز کی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ کوئی خاص پیغام لے کر آرہا ہو۔

" مادام آپ کا فون ہے۔ حکم دیں تو فون یہیں یہیں میز پر پہنچا دیا جائے یا آپ فون روم تک جانے کی تکلیف کریں گی "۔۔۔۔ سپروائزر نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ یس میں فون روم میں ہی بات کروں گی "۔۔۔۔ مادام نے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر عمران کی طرف دیکھے بغیر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی جس کے ساتھ ہی پرائیویٹ فون ریسیو کرنے کے لئے باقاعدہ فون روم بنایا گیا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا لائم جوس کی چسکیاں لیتا رہا۔ مادام کے اُٹھ جانے کے بعد اس کی آنکھوں سے بھی الجھن کے آثار نمودار ہونے لگ گئے تھے۔ اسے دراصل الجھن مادام پروشیا کے تعارف کے بعد پیدا ہوئی تھی۔ لارڈ نارمن کو وہ اچھی طرح جانتا تھا' واقعی سر رحمٰن سے لارڈ نارمن کے بڑے قریبی تعلقات تھے۔ اور لارڈ نارمن کو وہ انکل کہتا تھا۔ جب بھی وہ گریٹ لینڈ جاتا لارڈ نارمن سے ضرور ملتا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ لارڈ نارمن بے اولاد ہیں اور اولاد ہوتی بھی کیسے۔ لارڈ نارمن نے آج تک شادی ہی نہیں کی تھی۔ جوانی میں انہیں کسی لیڈی سے عشق ہو گیا تھا۔ اور پھر ان کی شادی طے ہو گئی لیکن شادی سے ایک روز پہلے اس لیڈی کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا اور اس کے بعد لارڈ نارمن نے شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور واقعی انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ انہوں

نے اپنی ساری جائیداد نارمن ٹرسٹ بنا کر اس کی آمدنی پوری دنیا میں موجود بڑے بڑے ہسپتالوں کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ وہ گریٹ لینڈ کے ہاؤس آف لارڈز کے اعزازی ممبر بھی تھے اور گریٹ لینڈ میں ان کا نام ہمیشہ انتہائی ادب سے لیا جاتا تھا اور اب یہ مادام پروشیا کہہ رہی تھی کہ وہ لارڈ نارمن کی بیٹی ہے اور پھر عمران نے جان بوجھ کر چیتے کا شکار اور جنگل کی بات کہہ دی تھی حالانکہ وہ جانتا تھا کہ لارڈ نارمن کو کسی شکار کا شوق نہ تھا اور نہ ہی ان کی جاگیر میں کوئی جنگل تھا۔ وہ صرف مطالعے کے شوقین تھے اور ان کے محل نما مکان میں ہر موضوع پر مشتمل نایاب اور نادر کتابوں کا کثیر ذخیرہ موجود تھا اور عمران بھی دراصل اسی لائبریری کے چکر میں لارڈ نارمن سے ملنے پہنچ جاتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ مادام پروشیا نے جھوٹ بولا ہے اور پھر جب عمران نے لارڈ نارمن سے واقفیت کا اظہار کیا تھا تو اس نے مادام پروشیا کی آنکھوں اور چہرے پر پیدا ہونے والی الجھن صاف طور پر نوٹ کی تھی۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود اسے یہ سمجھ نہ آرہی تھی کہ مادام پروشیا اپنے خاندانی ہونے کا رعب اس پر کیوں ڈالنا چاہتی تھی۔

عمران نے گلاس ختم کر لیا لیکن مادام واپس نہ آئی تو اس نے سپروائزر کی تلاش میں نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد وہی سپروائزر اسے نظر آگیا جو مادام کو ٹیلیفون سنانے کے لئے لے گیا تھا۔ عمران کے اشارے پر وہ تیزی سے اس کے پاس پہنچا۔

" یس سر "۔۔۔۔ سپروائزر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مادام پروشیا کی فون کال بہت طویل ہو گئی ہے۔ کیا دوسری طرف سے بھی کوئی محترمہ بول رہی ہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں جناب مادام پروشیا فون سننے کے بعد چلی گئی ہیں اور بل پر دستخط بھی کر گئی ہیں۔ انہیں کوئی ضروری کام پڑ گیا ہے" ـــــ سپروائزر نے جواب
" اوہ اچھا کیا مادام اسی ہوٹل میں رہتی ہیں" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" نہیں جناب یہاں تو نہیں رہتیں" ـــــ سپروائزر نے جواب دیا۔
" پھر ان کی سیٹ کیسے بک ہوئی۔ کس نے کرائی ہے" ـــــ عمران پوچھا۔

" صاحب یہ تو منیجر صاحب کو معلوم ہوگا" ـــــ سپروائزر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" او۔ کے" ـــــ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ تیز سے اس راہداری کی طرف بڑھتا جا رہا تھا جہاں منیجر کا دفتر تھا۔ مادام پروشیا کے اس طرح بغیر اطلاع دیئے اچانک چلے جانے سے وہ واقعی بری طرح الجھ گیا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم خاصا بلند آواز میں بجانا شروع کر دیا تھا۔

" اوہ عمران صاحب آیئے تشریف لایئے" ـــــ عمران جیسے ہی منیجر کے کمرے میں داخل ہوا بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" اوہ چارلس۔ تم یہاں کیسے آ گئے۔ تم تو سکس سٹار میں تھے" ـــــ عمران بھی چارلس کو دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ چارلس کو وہ طویل عرصے سے سکس سٹار میں بطور منیجر دیکھتا رہا تھا۔

" وہاں سے میری چھٹی کرا دی گئی ہے۔ اس پاکیشیا کلب کے چکر میں۔ بہرحال آیئے تشریف رکھیئے" ـــــ چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران پاکیشیا

کلب کا نام سن کر مزید چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔
" پاکیشیا کلب کے چکر میں، کیا مطلب میں سمجھا نہیں، تم تو ان کے پرانے ملازم تھے۔ میرا خیال ہے جب سے سکس سٹار ہوٹل بنا ہے تم وہیں تھے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے میز کی سائیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
" اب آپ سے کیا چھپانا عمران صاحب۔ پاکیشیا کلب کے استقبالیئے کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہیں۔ ہوٹل کے مالکان کی بڑی خواہش تھی کہ اس سال ان کے ہوٹل میں استقبالیہ دیا جائے۔ اور انہیں نجانے کہاں سے معلوم ہو گیا تھا کہ میں ایسا انتظام کر سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھ پر دباؤ ڈالا لیکن میں ایسا نہ چاہتا تھا۔ بس اس لئے بگڑ گئی۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے" ـــــ چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" ارے چھوڑو پینا پلانا تو مدت ہوئی چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اخبار میں تو آج بھی اشتہار چھپا ہوا ہے کہ اس بار استقبالیہ ہوٹل سکس سٹار میں ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
" جی ہاں میں نے بھی پڑھا ہے۔ اب اگر مالکان خود ہی وقتی شہرت کے لالچ میں اپنا بڑا نقصان کرانا چاہتے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں" ـــــ چارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" کھل کر بات کرو، چکر کیا ہے ـــــ تم کچھ الجھی الجھی باتیں کر رہے ہو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" اوہ عمران صاحب ایسی کوئی بات نہیں، فرمایئے کیسے تکلیف کی۔ میرے لائق کوئی خدمت" ـــــ چارلس نے موضوع تبدیل کرتے ہوئے کہا۔
" مجھے پاکیشیا کلب کے کارڈز چاہئیں۔ ایک دو نہیں بلکہ دس بارہ، بولو

ہوسکتا ہے انتظام "۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ بھی اس چکر میں آگئے، چھوڑیئے۔ یہ آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ کوئی اور بات کیجئے "۔۔۔۔۔ چارلس اور زیادہ الجھ گیا۔

"تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو چارلس اور تم جانتے ہو مجھے کہ ایسا آدمی جو مجھ سے کچھ چھپائے ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب بس یوں سمجھئے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی کہ میرے منہ سے کلب والی بات نکل گئی۔ کیا آپ اسے بھول نہیں سکتے۔ ورنہ میں مفت میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا "۔۔۔۔ چارلس بہت زیادہ پریشان نظر آنے لگ گیا تھا۔

"سنو چارلس تمہاری میری دوستی اتنے طویل عرصے سے صرف اس لئے چل رہی ہے کہ تم ہمیشہ اپنے ہاتھ صاف رکھتے ہو۔ لیکن اب تمہاری باتوں سے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں اب تک تمہیں غلط سمجھتا رہا ہوں اور تم جانتے ہو کہ مجھے جب کسی کی دھوکہ بازی کا علم ہو جائے تو پھر اس آدمی کا کیا حشر ہوتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ آپ غلط سمجھ رہے ہیں عمران صاحب، میں نے واقعی کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ میں اتنے بڑے ہوٹل کی منیجری چھوڑ کر آپ کو یہاں اس چھوٹے ہوٹل میں بیٹھا نظر آ رہا ہوں۔ لیکن عمران صاحب پرائی آگ میں ہاتھ ڈالنے والے کو بھی عقلمند نہیں کہا جا سکتا "۔۔۔۔ چارلس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم صرف آگ تاپتے رہنا۔ اس میں ہاتھ میں خود ڈالوں گا۔ تم بے فکر رہو تمہارا نام کسی صورت بھی درمیان میں نہ آئے گا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں اس چکر سے واقف ہوں "۔۔۔۔ چارلس نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں میں ایک اور سلسلے میں تم سے ملنے آیا تھا بلکہ تم سے بھی نہیں ہوٹل سرتاج کے منیجر سے۔ لیکن اس معاملے کے سامنے آنے کے بعد اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ تم مجھے تفصیل بتا دو۔ اس کے بعد میں بھول جاؤں گا کہ میں تم سے کبھی ملا بھی ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے میں جانتا ہوں آپ کی طبیعت کو اب آپ قبر تک میرا پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ ٹھیک ہے آئیے ادھر ساؤنڈ پروف کمرے میں آپ کو میں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں "۔۔۔۔ چارلس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پاکیشیا کلب کی بات سامنے آنے پر وہ مادام پروشیا وغیرہ کو واقعی بھول گیا تھا۔ ویسے بھی اس کے متعلق اس کی ذاتی ذہنی الجھن تھی۔ مزید کوئی بات نہ تھی۔

"اب سنیئے عمران صاحب۔ پاکیشیا کلب کا سلسلہ پانچ سال پہلے سے شروع ہوا ہے۔ تفصیلات بتانے کی مجھے ضرورت نہیں ہے کہ یہ فنکشن کس طرح ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہوں گے۔ مجھے اس سلسلے کا علم پہلی بار گذشتہ سال ہوا جب گذشتہ سال یہ استقبالیہ ہوٹل شیرٹن میں دیا گیا۔ شیرٹن ہوٹل کا منیجر میرا بھائی آرامس تھا۔ وہ میرا بڑا بھائی تھا۔ اس فنکشن سے کچھ روز بعد ایک روز وہ اچانک میرے گھر آیا۔ وہ بے حد پریشان تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ پاکیشیا کلب کا فنکشن

کرانا اس کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوا ہے۔ میں بھی اس کی بات سن کر
آپ کی طرح حیران ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا کلب نامی ادارہ دراصل سپر
پاور روسیاہ کی ایک خفیہ تنظیم نے یہاں قائم کیا ہے۔ اس خفیہ تنظیم کا کوڈ نام ٹی۔
آئی۔ ٹی ہے۔ یہ روسیاہ کی شاید کوئی سرکاری تنظیم ہے۔ بہرحال ٹی۔ آئی۔ ٹی
نے یہ ڈھونگ اس لئے رچایا ہوا ہے کہ وہ اس استقبالئے میں پاکیشیا کے
انتہائی اہم سرکاری افراد کو مدعو کرتی ہے۔ ظاہر ہے اس کے اپنے ایجنٹ بھی
معزز مہمانوں کے روپ میں اس استقبالئے میں شامل ہوتے ہوں گے۔ وہ خاص
افراد جنہیں ٹی۔ آئی۔ ٹی منتخب کرتی ہے۔ وہ انتہائی حساس عہدہ پر فائز ہوتے
ہیں۔ استقبالئے کے دوران ٹی۔ آئی۔ ٹی کے ایجنٹ مشروب میں کوئی خاص دوا
ملا کر کھلا دیتے ہیں۔ یہ دوا شاید منشیات کی کوئی خاص قسم ہوتی ہے۔ بہرحال جن
لوگوں کو یہ دوا استعمال کرائی جاتی ہے وہ پھر ہمیشہ کے لئے اس دوا کے غلام
بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ جانتے ہیں کہ اس دوا کے حصول کے لئے وہ کیا
کچھ نہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے۔ اس طرح ٹی۔ آئی۔ ٹی سامنے آئے بغیر
اپنے مطلب کے افراد کو اپنا غلام بنالیتی ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں
ہوتی۔ میرے بھائی کی پریشانی کی وجہ بھی یہی تھی وہ پاکیشیا میں ٹی۔ آئی۔ ٹی
کا نمائندہ تھا اور پاکیشیا کلب والا سارا کھیل اسی کے ذریعے ہی کھیلا جاتا تھا۔
اس سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے اس سال ہوٹل شیرٹن میں یہ استقبالیہ
دے دیا۔ استقبالیہ کے اعلان کے بعد ہی ٹی۔ آئی۔ ٹی کی طرف سے اسے
وہ خاص لسٹ ملتی تھی جو ٹی۔ آئی۔ ٹی کا ٹارگٹ ہوتا تھا۔ باقی آرامس کی اپنی
مرضی ہوتی تھی کہ وہ کس کو بلائے اور کس کو نہ بلائے۔ اس بار جو لسٹ آرامس
کو ملی تھی اس میں محکمہ دفاع کا ایک ایسا آفیسر بھی شامل تھا جو انتہائی حساس

ے پر تھا۔ بہرحال آرامس نے اسے کارڈ بھجوا دیا اور وہ صاحب آ بھی
گئے۔ استقبالیہ ختم ہوگیا۔ اس کے بعد اچانک وہ صاحب ایک روز آرامس
کے پاس پہنچے اور انہوں نے آرامس کو دھمکی دی کہ ان کے ہوٹل میں ہونے
والے استقبالیہ کی وجہ سے انہیں بلیک میل کیا جا رہا ہے اور وہ بلیک میل نہیں
ہوں گے۔ وہ اس کی اطلاع حکومت کو دے دیں گے ورنہ آرامس انہیں بلیک میل
کرنے والوں کے نام سے مطلع کرے۔ آرامس نے انہیں اپنی لاتعلقی کا یقین
دلانے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ صاحب اڑے رہے اور پھر تین روز میں
نام نہ دینے کی صورت میں سخت دھمکی دے کر چلے گئے۔ آرامس نے ٹی۔ آئی۔ ٹی
والوں سے رابطہ قائم کیا تو ٹی۔ آئی۔ ٹی والوں نے فوراً ان صاحب کے قتل کا
حکم دے دیا۔ اس پر آرامس بے حد پریشان ہوگیا اور اس پریشانی کے چکر
میں وہ میرے پاس آیا کہ شاید میرا کسی پیشہ ور قاتل سے کوئی تعلق ہو تو وہ ان
صاحب کو قتل کرانے کی بات مکمل کرے لیکن آپ جانتے ہیں میں ایسے کاموں
میں کبھی ملوث نہ ہوا ہوں۔ چنانچہ میں نے اسے الٹا سمجھایا کہ وہ ٹی۔ آئی۔ ٹی
کے اس بھیانک کھیل سے نکل جائے لیکن ظاہر ہے وہ کیسے نکل سکتا
تھا۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور پھر میں نے ایک روز اخبار میں پڑھ لیا کہ وہ
آفیسر ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوگیا ہے۔ میں نے آرامس سے بات
کرنے کی کوشش کی تاکہ معلوم کرسکوں کہ واقعی یہ روڈ ایکسیڈنٹ تھا یا آرامس
نے کوئی کھیل کھیلا تھا لیکن آرامس مجھے کہیں نہ مل سکا اور پھر دوسرے روز
آرامس بھی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوگیا یا کرایا گیا اور میں رو پیٹ کر
خاموش ہوگیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ ایسے بھیانک کھیلوں کا یہی نتیجہ نکل سکتا
ہے۔ لیکن آرامس کے ذاتی سامان سے مجھے اس کی ایک ڈائری مل گئی جس

سے مجھے پتہ چلا کہ آرامس بھی پاکیشیا میں موجود ایک فرد سے ہدایات لیتا اور وہ آدمی دراصل ٹی۔ آئی۔ بی کا خاص آدمی تھا۔ میں نے وہ ڈائری جلا دی کیونکہ اگر اس آدمی کو معلوم ہو جاتا کہ مجھے اس کی اصلیت کا پتہ چل گیا ہے تو ظاہر ہے میری زندگی بھی چھین لی جاتی۔ لیکن بعض اوقات آدمی کی زبان سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جن کا بعد میں اسے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ایک محفل میں اتفاقاً ہوٹل کے مالکان کے سامنے میرے منہ سے نکل گیا کہ میں اس آدمی کو جانتا ہوں جس کے ذریعے پاکیشیا کلب کا استقبالیہ دیا جاتا ہے۔ بس اس پر مالکان میرے سر ہو گئے کہ میں ان کے ہوٹل میں آئندہ سال کا استقبالیہ دلواؤں۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ ضد پر اتر آئے۔ میں نے جب سختی سے انکار کیا تو ایک روز مالکان نے مجھے اپنے ایک خفیہ ٹھکانے پر بلوایا۔ اور پھر ان کے غنڈوں نے مجھ پر تشدد کیا۔ میں سیدھا سادھا آدمی ہوں ان کے خوفناک تشدد کے سامنے سر ٹیک دیا اور میں نے انہیں اس آدمی کا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے کسی کے سامنے زبان کھولی کہ میں نے یہ راز بتایا ہے تو وہ مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔ میں بھلا خود کیسے بتا سکتا تھا۔ میں نے وہاں سے استعفیٰ دیا اور یہاں نوکری کر لی۔ بس ساری بات یہ ہے۔ اب یہ مالکان کو معلوم ہو گا کہ انہوں نے کس طرح اس آدمی سے رابطہ قائم کیا اور کس طرح اپنے ہوٹل میں استقبالئے کا انتظام کیا"۔۔۔۔ چارلس نے بات ختم کر کے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ وہ واقعی مسلسل بول بول کر تھک گیا تھا۔

"ہوں ٹھیک ہے ۔۔۔ تمہاری الجھن سمجھ گیا ہوں۔ لیکن اگر تم مجھے نہ بتاتے تو ایسی صورت میں تمہاری موت یقینی تھی۔ میں تو حیران ہوں کہ اب تک تم زندہ کیسے ہو، شاید تمہارے مالکان نے اس آدمی تک یہ راز ابھی تک نہیں پہنچایا کہ انہیں تمہارے ذریعے سے یہ خبر ملی ہے۔ ورنہ تم یقیناً مار ڈالے جاتے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ عمران صاحب۔ میں ہر وقت پریشان رہتا ہوں لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ میں کچھ کر بھی نہیں سکتا"۔۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"تمہیں چاہیے تھا کہ تم مجھے فوراً مطلع کرتے۔ اس طرح تمہاری جان بھی بچ جاتی اور ملک کے خلاف ایسی بھیانک سازش کا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ کیا تم اندازہ نہیں لگا سکتے تھے کہ اس بھیانک کھیل کے پیچھے ملک کے کتنے اہم ترین راز روسیاہ پہنچ رہے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ سختی ابھر آئی تھی۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے ایک بار خیال آیا تھا۔ مگر پھر میں خوفزدہ ہو گیا کہ آپ نجانے کچھ کر بھی سکیں یا نہ کر سکیں۔ کیونکہ آپ سوپر فیاض کے دوست ہیں اور سوپر فیاض کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ ڈینگیں زیادہ مارتا ہے اور کام کم کرتا ہے"۔۔۔۔ چارلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"بہرحال اب بھی تم نے بروقت بتا دیا ہے۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔ اب تمہاری زندگی کم از کم اس خطرے سے تو محفوظ ہو جائے گی۔ میں فیاض کا الٹ ہوں۔ وہ ڈینگیں مارتا ہے اور میں کام کرتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب ۔۔۔ اب جو کچھ بھی ہو مجھے بہرحال

آپ کی بات سے احساس ہو گیا ہے کہ واقعی یہ کھیل میرے ملک کے لئے انتہائی خطرناک ہے. اس لئے میں آپ کو بتا دیتا ہوں ٹی. آئی. ٹی کے اس خاص ایجنٹ کا نام ڈاکٹر آرنلڈ ہے. ڈاکٹر آرنلڈ جو کہ یہاں آئل اینڈ گیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا سربراہ ہے"ــــ چارلس نے کہا اور عمران ڈاکٹر آرنلڈ کا نام سن کر بری طرح چونک پڑا. کیونکہ وہ ڈاکٹر آرنلڈ کو ذاتی طور پر جانتا تھا. ڈاکٹر آرنلڈ آئل اینڈ گیس کے سبجیکٹ پر بین الاقوامی طور پر اتھارٹی مانا جاتا تھا اور حکومت میں اس کے علم و فضل کی وجہ سے اس کا بے حد احترام کیا جاتا تھا. عمران کی بھی کئی بار اس سے سرداور کے ذریعے ملاقات ہو چکی تھی اور عمران بھی اس مضمون میں اس کی قابلیت کا بے پناہ مداح تھا. لیکن اب چارلس بتا رہا تھا کہ یہی ڈاکٹر آرنلڈ روسیاہ کا ایجنٹ تھا اور اس کے ذریعے پاکیشیا میں ایک انتہائی بھیانک کھیل کھیلا جا رہا تھا.

"کیا تمہیں یقین ہے ــــ کہ تم نے درست نام بتایا ہے. ہو سکتا ہے تمہیں اپنے بھائی کی ڈائری سمجھنے میں غلطی لگی ہو"ــــ عمران نے کہا.

"آپ کو یقین نہیں آیا. مجھے بھی پہلے یقین نہ آیا تھا. لیکن پھر ایک واقعہ ایسا ہوا جس سے مجھے یقین آ گیا. میرے بھائی کی وفات کے بعد ڈاکٹر آرنلڈ نے مجھ سے ملاقات کی تھی اور مجھے بتایا کہ آرامس اس کا بہترین دوست تھا. اس نے مجھ سے آرامس کی موت پر افسوس کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی اس نے آرامس کا ذاتی سامان دیکھنے کی بھی باتوں باتوں میں خواہش ظاہر کی. اس کا کہنا تھا کہ آرامس نے اس سے ایک اہم مسودہ پڑھنے کے

لیا تھا جو وہ واپس لینا چاہتا ہے حالانکہ میں جانتا تھا کہ آرامس نے [illegible] بھر کبھی کوئی سائنس کی کتاب نہیں پڑھی' اور میں سمجھ گیا کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کہیں آرامس نے کوئی ایسی ڈائری تو نہیں لکھی جس میں اس کا ذکر ہو. چنانچہ میں نے اس کے اطمینان کے لئے اسے آرامس کا تمام سامان دکھا دیا. ڈائری تو میں پہلے ہی جلا چکا تھا. سامان دیکھنے کے بعد ڈاکٹر آرنلڈ کے چہرے پر قدرے اطمینان تو نظر آیا لیکن پھر اس نے باتوں باتوں میں پوچھ بھی لیا کہ کہیں آرامس ڈائری تو نہ لکھتا تھا. میں نے اسے بتایا کہ آرامس نے کبھی کوئی ڈائری نہیں لکھی تو اسے مکمل اطمینان ہو گیا اور وہ چلا گیا"ــــ چارلس نے جواب دیا.

"ٹھیک ہے ــــ تمہاری اس بات سے ثابت ہو گیا ہے کہ اصل آدمی ڈاکٹر آرنلڈ ہے اور اس نے لازماً آرامس کے بعد کوئی اور آدمی رکھا ہوگا کیونکہ وہ خود تو ان چکروں میں سامنے نہیں آسکتا"ــــ عمران نے کہا اور چارلس نے سر ہلا دیا.

"او. کے چارلس ویسے تم بے فکر رہو تم پر ذرا برابر بھی آنچ نہ آئے گی. ویسے اگر تمہیں کبھی بھی معمولی سا خطرہ محسوس ہو تو فوراً مجھے فون کر دینا"ــــ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنے فلیٹ کا فون نمبر بھی بتا دیا.

"شکریہ عمران صاحب"ــــ چارلس نے جیب سے ایک چھوٹی ٹیلیفون ڈائری نکال کر اس پر نمبر لکھتے ہوئے کہا.

"ہاں اب ایک اور بات بتا دو کہ آج کے فنکشن کے لئے کسی مادام پروشیا نے سیٹ نمبر بارہ ریزرو کرائی تھی. وہ کس کے ذریعے کرائی گئی تھی"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مادام پروشیا ——— دفتر میں موجود رجسٹر سے پتہ چلے گا" آیئے
چارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ عمرا
کو ساتھ لئے اس مخصوص ساؤنڈ پروف کمرے سے نکل کر واپس دفتر
میں آیا۔ میز پر پڑے ہوئے رجسٹر کو اس نے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔

جی ہاں مادام پروشیا کے نام پر میز نمبر بارہ ریزرو کرائی گئی ہے۔ ہوٹل
رین بو کے اسسٹنٹ مینجر طارق نے یہ میز ریزرو کرائی ہے۔ اس کا بل بھی
ہوٹل رین بو ہی ادا کرے گا "——— چارلس نے رجسٹر کے ایک خانے پر
انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے تھینک یو چارلس ——— اب اجازت "——— عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے بیٹھئے ——— آپ نے کچھ پیا ہی نہیں "——— چارلس
نے چونک کر کہا۔

" میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ مدت ہوئی پینا چھوڑ دیا ہے۔ آخر بچپن
ختم ہو ہی جاتا ہے "——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چارلس
بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" اوہ اب میں سمجھا آپ شاید شیر خواری کے متعلق کہہ رہے ہیں "———
چارلس نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

" چلو شکر ہے ——— تمہیں جلدی سمجھ آ گئی ——— او۔ کے اجازت "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دفتر سے باہر
آ گیا۔ پاکیشیا کلب والا سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی

اس کے سامنے ایک انتہائی بھیانک سازش بھی آ گئی تھی۔ وہ سوچ رہا
کہ مجرم کس کس انداز میں اپنا کھیل کھیلتے ہیں۔ پانچ سالوں سے یہ خوفناک
سازش ہو رہی ہے اور وہ اپنے ہی ملک میں رہتے ہوئے اس سازش
سے بے خبر رہا ہے۔ ہوٹل کے برآمدے میں پہنچ کر وہ سیدھا ایک پبلک
فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اُٹھا کر سکے ڈالے اور پھر تیزی
سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو "——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو
کی مخصوص آواز اُبھری۔

" بلیک زیرو ——— میں عمران بول رہا ہوں۔ پاکیشیا کلب والی سازش
کا میں نے پتہ چلا لیا ہے۔ یہ انتہائی خوفناک سازش ہے۔ تم ایسا کرو
کہ چند ممبران کی ڈیوٹی لگاؤ کہ وہ ہوٹل سکس سٹار کے مالکان میں سے
کسی ایک کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیں۔ میں اس سازش کے
اصل سرغنے ڈاکٹر آرنلڈ کے پاس جا رہا ہوں۔ وہاں سے واپسی پر میں اس
سے خود آ کر پوچھ گچھ کروں گا "——— عمران نے کہا اور دوسری
طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے
بعد اس نے اور سکے ڈالے اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ٹائیگر سپیکنگ "——— چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی
دی۔

" عمران بول رہا ہوں "——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس باس "——— ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ عمران کافی
طویل عرصے بعد اسے فون کر رہا تھا۔

"ٹائیگر ہوٹل رین بو میں ایک غیر ملکی عورت رہ رہی ہے۔ مادام پرو
تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ فی الحال وہ صرف مشکوک ہے۔ ا
کا فون بھی ٹیپ کرنا اور اس سے ملنے والوں کے متعلق بھی تم نے معلومات
حاصل کرنی ہیں:" —— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس
بھی بغیر ٹائیگر کا جواب سنے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر تیزی سے ف
لوبھ سے باہر آکر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

پُرانے کھنڈر نما مکان میں ڈائی جان ٹوٹی پھوٹی دیوار کے ساتھ پُشت
لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہلکا سا میک اپ کر کے اپنا چہرہ بدل لیا تھا۔
اب اس کے چہرے پر سنہرے رنگ کی بڑی مونچھیں تھیں۔ سر کے بالوں کا رنگ
بھی سنہرا ہو گیا تھا اور سر کے بال کسی بے ترتیب جھاڑی کی طرح نظر آ رہے
تھے گھسی ہوئی پرانی سی جینز بدرنگ قمیض اور اس کے اوپر چھوٹے خانوں
والے پرانے فیشن کا ایک کوٹ موجود تھا جس کے بڑے بڑے کالر اس کے
پھیلے ہوئے کاندھوں تک چلے گئے تھے۔ شیو بڑھی ہوئی تھی لیکن گالوں پر
موجود رواں بھی سنہرے رنگ کا تھا اور بھنوؤں کے ساتھ ساتھ پلکوں کا رنگ
بھی سنہرا تھا۔ نیلے رنگ کی آنکھیں اب سبز ہو چکی تھیں گہری سبز اور اس
حلیے میں اسے کوئی بھی ڈائی جان کی حیثیت سے نہ پہچان سکتا تھا۔ اس کے
ہاتھ میں اخبار تھا اور وہ ٹوٹی ہوئی دیوار سے پُشت لگائے اخبار کے مطالعے
میں منہمک تھا۔

اخبار میں وہ اپنی یعنی ڈائی جان کی موت اور پولیس ہیڈ کوارٹر کی رپورٹ پڑھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم تھا جیسے یہ خبر عین اس کی مرضی کے مطابق ہو۔ ابھی وہ اخبار پڑھ ہی رہا تھا کہ کھنڈر نما مکان کے باہر سے قدموں کی آواز ابھری اور ڈائی جان نے چونک کر اخبار ایک طرف ہٹایا۔ دوسرے لمحے ایک گھٹے ہوئے جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا سوٹ تھا اور وہ لباس اور چہرے مہرے سے خاصا خوشحال لگ رہا تھا۔

"اوہ آؤ وکٹر کیا رپورٹ لے آئے ہو"۔۔۔۔ ڈائی جان نے ایک طرف پڑا ہوا پرانا سا کمبل پھیلاتے ہوئے کہا اور وکٹر بڑے اطمینان سے اس کمبل پر بیٹھ گیا۔

"انتہائی دلچسپ اور عجیب خبریں ہیں باس"۔۔۔۔ وکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دلچسپ بھی اور عجیب بھی۔ یہ دو متضاد باتیں اکٹھی کیسے ہو گئیں"۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس ڈیوڈ پولیس ہیڈ کوارٹر گیا وہاں سے اس نے آپ کی موت کے متعلق تصدیق کی فوٹو گراف حاصل کئے اور پھر وہاں سے سیدھا وہ رین بو ہوٹل پہنچا جہاں وہ مادام پروشیا موجود ہے۔ وہ اس سے ملنے کے بعد واپس اپنے ہیڈ کوارٹر گیا۔ برکلے نے اس کی نگرانی کی تو پتہ چلا کہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھی وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم کے گرد گھومتے رہے ہیں"۔۔۔۔ وکٹر نے کہا اور وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم کا سن کر ڈائی جان چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ بلیو برڈ کا ٹارگٹ وزارت خارجہ کا سٹرانگ روم ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے الفاظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس آپ کی موت کی تصدیق ہونے کے بعد وہ پہلی بار حرکت میں آئے ہیں۔ ورنہ ان کی کوئی سرگرمی کسی صورت میں بھی سامنے نہ آئی تھی"۔۔۔۔ وکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو مجبوراً مجھے اپنی موت کا ڈرامہ کھیلنا پڑا اور وہ بھی پولیس کے ہاتھوں تاکہ بلیو برڈ کو اس ڈرامے پر یقین آجائے۔ بہرحال آگے بولو"۔۔۔۔ ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈیوڈ کے جانے کے کچھ دیر بعد مادام پروشیا ہوٹل کی کار میں سوار ہو کر ایک اور ہوٹل سر تاج میں پہنچی جہاں ایک فنکشن تھا۔ وہاں ایک اور بات سامنے آئی کہ مقامی انٹیلیجنس کا سپرنٹنڈنٹ جو یونیفارم میں تھا اس سے آکر ملا اور وہ دونوں سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے۔ اس دوران ایک اور احمق سا نوجوان بھی ان کی میز پر پہنچ گیا اور پھر وہاں عجیب وغریب جھگڑا شروع ہو گیا۔ وہ سپرنٹنڈنٹ اس نوجوان جس کا نام عمران تھا سے لڑنے لگا اور پھر اسی غصے کے عالم میں اٹھ گیا۔ وہ عمران البتہ وہاں بیٹھا مادام پروشیا سے باتیں کرتا رہا۔ پھر مادام پروشیا اچانک انتہائی پریشان اور بے چین نظر آنے لگی۔ اس دوران مادام پروشیا کا فون آگیا تو مادام پروشیا فون روم میں گئی اور فون اٹنڈ کرنے کے بعد وہ واپس میز پر جانے کے ہوٹل سے باہر نکلی اور تیزی سے واپس اپنے ہوٹل چلی گئی اور پھر وہاں سے نہ نکلی۔ ادھر وہ نوجوان میز سے اٹھ

کر ہوٹل کے مینجر کے کمرے میں گیا اور پھر وہاں وہ کافی دیر تک رہا۔ باہر
آنے کے بعد وہ ایک پبلک فون بوتھ پر گیا۔ اس نے دو فون کئے اور پھر
کار میں بیٹھ کر وہ چلا گیا۔ میں نے اس نوجوان کے متعلق جو معلومات
حاصل کی ہیں اس سے پتہ چلا ہے کہ وہ سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر
جنرل کا لڑکا ہے اور اس سپرنٹنڈنٹ جس کا نام فیاض بتایا گیا ہے اس کا
دوست ہے۔ کنگ روڈ کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے "۔۔۔۔ وکٹر نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کنگ روڈ کے فلیٹ میں رہتا ہے۔ سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر
جنرل کا بیٹا ہے اور اس کا نام عمران ہے۔ وہ ملا ہے مادام پروشیا
سے "۔۔۔۔ ڈائی جان نے دوہراتے ہوئے کہا۔

" یس باس "۔۔۔۔ وکٹر نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ بلیو برڈ مقامی انٹیلیجنس کی نظروں میں آگئی
ہے "۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا۔

" لگتا تو ایسا ہے باس ۔۔۔ لیکن مادام پروشیا اب اتنی احمق بھی
نہیں ہے کہ اس طرح آسانی سے ٹریپ ہو جائے۔ وہ انتہائی کایاں
عورت ہے "۔۔۔۔ وکٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر تمہارا کیا خیال ہے ۔۔۔ یہ ملاقاتیں کس لئے ہو رہی ہیں "
ڈائی جان نے کہا۔

" جہاں تک میرا آئیڈیا ہے باس بلیو برڈ کا ٹارگٹ وزارت خارجہ
کے سٹرانگ روم سے کوئی فائل اڑانا ہے۔ اور شاید اس نے حفظ ماتقدم
کے طور پر انٹیلیجنس کو بھی خرید لیا ہے "۔۔۔۔ وکٹر نے کہا۔

" پہلی بات تو یہ سن لو کہ بلیو برڈ کسی چھوٹے اور معمولی کام میں
ہاتھ نہیں ڈالتی اور اگر ڈالے بھی سہی تو پھر یہ کام وہ اپنے کسی عام سے
ایجنٹ سے بھی کروا سکتی ہے۔ اس کے لئے مادام پروشیا کو نہیں بھیجا
جا سکتا۔ لازماً یہ کوئی بڑا کام ہوگا۔ اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو
یہ کہ ان کا اصل مشن اس فائل کے بعد شروع ہونا ہوگا یا پھر یہ کہ
انہیں میری موت کا یقین نہیں آیا اور وہ مجھے الجھانے کے لئے یہ فائل
والا ڈرامہ کھیل رہے ہیں اور ساتھ ہی وہ انٹیلیجنس سے اپنے تعلقات
ظاہر کر کے ہم پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا مشن صرف فائل حاصل
کرنے تک محدود ہے "۔۔۔۔ ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس آپ اگر حکم کریں تو یہ سارا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے
ڈیوڈ اور مادام پروشیا ہماری نظروں میں ہیں۔ ہم ان میں سے کسی کو اغوا
کر کے ان سے اصل مشن اگلوا سکتے ہیں "۔۔۔۔ وکٹر نے کہا۔

" تمہارے اور میرے درمیان صرف یہی فرق ہے ۔۔۔ وکٹر ۔۔۔ تمہارا کیا
خیال ہے کہ میں اتنا ہی احمق ہوں کہ یہ آسان سا حل میری سمجھ میں نہیں آسکتا۔
یہ بات نہیں ہے۔ تم بلیو برڈ کو کیا سمجھتے ہو۔ یہ کس قسم کی تنظیم ہے "
ڈائی جان نے تیز لہجے میں کہا۔

" مجرم تنظیم ہے باس۔ البتہ کھیل لمبے کھیلتی ہے "۔۔۔۔ وکٹر
نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ جیسے اسے ڈائی جان کے اس سوال
پر حیرت ہو رہی تھی۔

" اس کا مطلب ہے تم نہیں جانتے۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں بلیو
برڈ بظاہر ایک مجرم تنظیم ہے اور اس کا تعلق بظاہر ایکریمیا سے ہے۔

لیکن دراصل یہ یہودی تنظیم ہے اور اسرائیل کے مفادات کے لئے کام
کرتی ہے۔ اس کا چیف باس جو کبھی سامنے نہیں آیا یہودی ایجنٹ
ہے۔ یہ پُراسرار چیف باس منصوبہ بندی اس طرح کرتا ہے کہ بظاہر معاملہ
انتہائی سیدھا سادھا سا نظر آتا ہے لیکن دراصل اس کے پیچھے انتہائی
گہرا مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ جس کا علم اس کی تنظیم کے ممبران کو بھی
نہیں ہوتا۔ جہاں تک مجھے علم ہوا ہے حکومت شوگران نے پاکیشیا کو
ایک انتہائی جدید قسم کا طیارہ دیا ہے۔ اس طیارے کی ٹیکنالوجی
اس قدر جدید ہے کہ روسیاہ اور ایکریمیا دونوں اس طیارے کی ٹیکنالوجی
حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ یہ طیارہ پاکیشیا
میں کہاں موجود ہے۔ روسیاہ اور ایکریمیا دونوں ممالک کے ایجنٹوں نے
سرتوڑ کوششیں کی ہیں لیکن کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ اس کے بعد اچانک
اطلاع ملی کہ بلیو برڈ کسی پُراسرار مشن کے لئے پاکیشیا روانہ ہوگئی ہے۔
اس پر مجھے یقین آگیا کہ یہ لازماً اس طیارے کی ٹیکنالوجی اسرائیل پہنچانے
کے سلسلے میں آگئی ہوگی۔ چنانچہ مجھے اس کے پیچھے یہاں آنا پڑا۔ لیکن
مصیبت یہ ہے کہ جس طرح ہم نے بلیو برڈ کے خلاف نگرانی کا انتہائی
کامیاب نظام قائم کر رکھا ہے اسی طرح بلیو برڈ کے چیف سے میری
حرکات پوشیدہ نہیں رہتیں۔ چنانچہ انہیں میری یہاں آمد کا پتہ چل گیا۔
اور وہ خاموش ہوگئے جیسے وہ صرف تفریح کرنے یہاں آئے ہوں۔
اس وجہ سے مجھے اپنی موت کا یہ ڈرامہ کھیلنا پڑا۔ تاکہ مادام پروشیا
اور اس کے ذریعے اس چیف باس کو یقین آجائے کہ ڈائی جان مرگیا
ہے اور وہ اصل مشن پر کام شروع کردیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ وہ

وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم کو چیک کر رہے ہیں تو یہی بات مجھے الجھن
میں ڈال رہی ہے۔ طیارے کا تعلق تو وزارت دفاع سے ہوسکتا ہے۔
وزارت خارجہ سے تو نہیں ہوسکتا اور وزارت دفاع کی ایک ایک فائل
کی پہلے ہی چھان بین کی جا چکی ہے۔ وزارت دفاع میں اس طیارے
کی کوئی فائل ہی موجود نہیں ہے اور نہ ہی وزارت دفاع کے کسی آدمی کو
اس طیارے کے متعلق کوئی علم ہے۔ اب رہی یہ بات کہ پروشیا یا
ڈیوڈ سے ہمیں کیا حاصل ہوسکتا ہے تو انہیں خود معلوم نہیں ہوگا کہ ان
کا اصل مشن کیا ہے۔ وہ چیف باس اسی لئے اب تک کامیاب ہے
کہ وہ اصل مشن کی ہوا کسی کو نہیں لگنے دیتا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے پوری
تفصیل سے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر باس فرض کیا طیارے کی ٹیکنالوجی کا حصول ہی ان کا مشن
ہے تو پھر اس صورت میں ہمارا کیا کردار ہے۔۔۔ اگر ٹیکنالوجی اسرائیل
جاتی ہے تو پھر ایکریمیا اسے آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔ اسرائیل اور
ایکریمیا ایک ہی تو ہیں۔ پھر ہم ایک دوسرے کے خلاف کیوں چل رہے
ہیں"۔۔۔۔ وکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈائی جان قہقہہ مار
کر ہنس پڑا۔

"تمہارے ذہن میں واقعی یہ سوال پیدا ہونا چاہیے تھا۔ اب تمہیں
کیا بتاؤں کہ اسرائیل اور ایکریمیا بظاہر ایک ہیں۔ لیکن اسرائیلی حکومت
کی ایسی سرگرمیاں بھی ایکریمیا کے علم میں آئی ہیں کہ اسرائیل اپنے طور
پر ایکریمیا اور روسیاہ سے بڑھ کر سپر پاور بننا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس
نے دنیا کے مختلف ممالک میں خفیہ لیبارٹریاں قائم کی ہوئی ہیں جہاں کثیر

تعداد میں انتہائی جدید ترین اسلحہ تیار ہو رہا ہے اور ان کا مشن یہ ہے کہ جب وہ اکریمیا اور روسیاہ دونوں سے دفاعی ٹیکنالوجی میں بڑھ جائیں گے تو پھر فائنل بلاسٹ ہو گا اور یہودی اس ٹیکنالوجی کے زور پر روسیاہ اور اکریمیا دونوں پر قبضہ کر کے پوری دنیا پر پھیلی ہوئی یہودی سلطنت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی بھی براہِ راست اسرائیل نہیں جائے گی بلکہ ان کی خفیہ لیبارٹریوں میں کسی لیبارٹری میں پہنچ جائے گی اور اکریمیا اس سے قطعی بے خبر رہے گا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور وکرٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"اوہ واقعی یہ تو کھیل انتہائی گہرا ہے۔۔۔۔ باس کیوں نہ ہم خود وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم میں داخل ہو جائیں۔ اس طرح مطلوبہ فائل ہم ان سے پہلے حاصل کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ وکرٹ نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ہم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ اصل کھیل فائل کے حصول کے بعد سامنے آئے گا اور جیسے ہی اصل کھیل شروع ہو گا ڈائی جان پوری رفتار سے حرکت میں آ جائے گا اور اس کے بعد بلیو برڈ اپنے زخم چاٹتی رہ جائے گی"۔۔۔۔ ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے باس میں ڈیوڈ اور مادام پروشیا دونوں کی نگرانی مزید سخت کر دیتا ہوں"۔۔۔۔ وکرٹ نے کہا۔

"ہاں تم ایسا کرو میں اسی دوران اس سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اس عمران کو ٹٹولوں گا۔ تاکہ ان کی مادام پروشیا سے ملاقات کا مقصد

سامنے آ جائے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا اور وکرٹ سر ہلاتا ہوا اُٹھا ہر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

ڈائی جان نے اخبار تہہ کر کے ایک طرف پڑے ہوئے اپنے تھیلے میں ڈالی۔ کمبل لپیٹ کر اس میں رکھا اور پھر اُٹھ کر اس نے تھیلا اپنی کمر پر اس طرح لاد لیا کہ جیسے سیاح اسے کمر پر اُٹھاتے ہیں پنی جیب میں نئے کاغذات کی موجودگی کی تسلی کر کے وہ اطمینان سے قدم بڑھتا ہوا اس کھنڈر نما مکان کے دروازے سے باہر آیا اور پھر سیاحوں کے سے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا پیدل ہی اس طرف چلنے لگا جہاں سے اس کے خیال کے مطابق کنگ روڈ جانے والی سڑک نکلتی تھی۔ س نے پہلے اس عمران کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ وکرٹ کے بیان ے مطابق سپرنٹنڈنٹ فیاض اس عمران کی آمد کے بعد لڑ جھگڑ کر گیا تھا اور پھر مادام پروشیا بھی فرار ہو گئی تھی۔ اس لحاظ سے اسے اس نوجوان عمران کی اہمیت کچھ زیادہ محسوس ہوئی تھی۔

عمران نے کار ڈاکٹر آرنلڈ کی رہائش گاہ کے بند پھاٹک کے سامنے روکی اور پھر اُتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر ڈاکٹر آرنلڈ کو فون نہ کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس وقت ڈاکٹر آرنلڈ لازماً کوٹھی پر ہی ہوگا۔ وہ سوائے دفتر اور گھر کے اور کسی جگہ نہ جاتا تھا اور رہائش گاہ پر ہی اس کا زیادہ تر وقت مطالعے میں ہی گزرتا تھا۔ وہ اس سے اچانک ملنا چاہتا تھا۔ اسی لئے وہ براہِ راست اس کی رہائش گاہ پر پہنچا تھا۔

چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا جو لباس اور چہرے مہرے سے ملازم لگتا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب سے کہو علی عمران آیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی بہتر میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے آئیں"۔۔۔

ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سائیڈ پھاٹک سے اندر داخل ہو کر اس نے مین پھاٹک کھول دیا۔ عمران اس دوران کار میں بیٹھ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر اسے لے کر سیدھا پورچ میں پہنچ گیا جہاں پہلے ہی سفید رنگ کی نئے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار وہیں روکی اور نیچے اُتر کر برآمدے کے کونے میں موجود ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا چونکہ وہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکا تھا اس لئے وہ جانتا تھا کہ ڈرائنگ روم کہاں موجود ہے۔

ابھی اُسے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اندرونی دروازہ کھلا اور لمبے قد اور بھرے جسم والا ادھیڑ عمر ڈاکٹر آرنلڈ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"اوہ آج عمران صاحب ادھر کیسے بھول کر آ گئے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"میں دراصل ایک کارڈ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ مجھے سرداور نے بتایا ہے کہ آپ سے وہ کارڈ مل سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔ اس کی تیز نظریں البتہ ڈاکٹر آرنلڈ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن ڈاکٹر آرنلڈ کے چہرے پر کوئی تبدیلی نظر نہ آئی۔

"اوہ جتنے مرضی آئے کارڈ لے لو۔ میری تو ہابی ہے مختلف ڈیزائنوں کے کارڈ جمع کرنے کی"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ڈاکٹر آرنلڈ کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

"اچھا کس قسم کے کارڈ آپ جمع کرتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے

صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہر قسم کے کارڈ ـــــ وزیٹنگ کارڈ سے لے کر شادی کارڈ تک میرے پاس بہت بڑا ذخیرہ ہے ـــــ ان کارڈوں کا۔ تمہیں سرداور نے صحیح جگہ بھیجا ہے۔ ویسے کب ہو رہی ہے ـــــ تمہاری شادی، جو تم کارڈ ڈھونڈتے پھر رہے ہو"ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری شادی کا کارڈ تو دس بار چھپ کر تقسیم ہو چکا۔ گھٹیا ترین کارڈ سے لے کر اعلیٰ ترین کارڈ میں نے چھاپے لیکن کوئی کارڈ بھی کسی محترمہ کو پسند نہیں آیا"ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اوہ اچھی تجویز ہے ـــــ کہ کارڈ چھپوا کر شہر کی تمام لڑکیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں جس کو پسند آ جائے وہ شادی پر تیار ہو جائے گی"ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اصل بات کا مجھے اب پتہ چلا ہے کہ کارڈ تو پسند آ جاتا تھا لیکن اعتراض یہ تھا کہ میں معزز آدمی نہیں ہوں اور آج کل تو آپ کو علم ہے معزز آدمی سے شادی کا فیشن چل نکلا ہے۔ منہ میں دانت چاہے ہوں یا نہ ہوں لیکن دولہا معزز ہونا چاہیے تاکہ دلہن کے فوٹو اخبارات میں آ سکیں"ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اوہ تو پھر اب تم نے معزز بننے کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔ کیا سیاستدان بننے کا ارادہ ہے"ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے ہنستے

ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ـــــ سیاستدان تو بیچارہ صرف جیل کے عملے کے لئے معزز ہوتا ہے۔ بڑا سادہ سا طریقہ سوچا ہے کہ پاکیشیا کلب کے استقبالیے میں شامل ہونا چاہیے۔ بس خود بخود سکہ بند معزز بن جاؤں گا"ـــــ عمران نے کہا۔

"پاکیشیا کلب کا استقبالیہ ـــــ اوہ سنا تو میں نے بھی ہے کہ ایک استقبالیہ ہر سال کسی مشہور ہوٹل میں ہوتا ہے جس میں شہر کے معزز افراد شرکت کرتے ہیں۔ لیکن شرکت کا آج تک موقع نہیں ملا"ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو عمران کا ذہن بُری طرح چکرا گیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ یا تو انتہائی گہرا آدمی تھا اور یا پھر چارلس کی دی ہوئی رپورٹ سراسر غلط تھی۔

"سرداور نے تو مجھے بتایا ہے کہ پاکیشیا کلب کے کارڈ آپ تقسیم کرتے ہیں"ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم اس کارڈ کی بات کر رہے ہو۔ میرا تو کسی کلب سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ ویسے اب تمہارے کہنے پر مجھے خیال آ رہا ہے کہ مجھے اپنے ذخیرے کے لئے اس کا کارڈ ضرور حاصل کرنا چاہیے"ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ ڈاکٹر آرنلڈ کی کسی بھی حرکت سے یہ ظاہر نہ ہو رہا تھا کہ وہ کسی بھی طرح پاکیشیا کلب سے متعلق ہے۔

"اوہ پھر تو آپ کے پاس آنا بھی فضول ثابت ہوا۔ اچھا چلو اب آ گیا ہوں تو آپ مجھے اپنے کارڈز کا ذخیرہ تو دکھا دیں۔ شاید کوئی

سنے ڈیزائن کا شادی کارڈ ہی پسند آجائے ۔" ——— عمران نے کہا

"ضرور۔ ضرور ——— لیکن یہ ذخیرہ مجھے خود لے آنا پڑے گا اس لئے کچھ دیر انتظار تو کرنا پڑے گا ۔" ——— ڈاکٹر آرنلڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کامیاب شادی کارڈ کے لئے تو میں ساری عمر انتظار کر سکتا ہوں" عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر آرنلڈ مسکراتا ہوا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جیسے ہی ڈاکٹر آرنلڈ دروازے میں غائب ہوا عمران تیزی سے اٹھا اور ڈرائنگ روم کے دروازے سے نکل کر تیزی سے پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ اٹھائی ، اور نیچے موجود باکس میں سے اس نے ایک انتہائی طاقتور ڈکٹا فون اٹھایا اور سیٹ دوبارہ بند کر کے وہ تیزی سے پلٹا اور ڈرائنگ میں آکر اس نے اس کی پیکنگ کھولی اور پھر اسے درمیانی میز کے نیچے ہاتھ بڑھا کر چپکا دیا ۔ اور پھر اطمینان سے صوفے کی پشت سے سر لگا کر بیٹھ گیا ۔ اسے اس ڈکٹا فون کی انتہائی طاقتور رینج کا علم تھا کہ باوجود اس کے وہ کوٹھی کے کونے میں موجود ڈرائنگ روم میں فکس کیا گیا تھا لیکن اس کی رینج سے پوری کوٹھی میں پیدا ہونے والی ہر آواز بخوبی سنی جا سکتی تھی اب عمران کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ وہ ڈکٹا فون کا سہارا لے ۔ کیونکہ اگر واقعی ڈاکٹر آرنلڈ پاکیشیا کلب کے چکر میں ملوث ہے تو لازماً وہ عمران کے جانے کے بعد کسی نہ کسی کو فون کرے گا ۔ دوسری صورت میں یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ چارلس نے اس سے غلط بیانی کی ہے لیکن چارلس کی غلط بیانی کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی ۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آرنلڈ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بریف کیس موجود تھا ۔ اس نے بریف کیس میز پر رکھا اور پھر اسے کھول دیا ۔ واقعی بریف کیس میں ہر قسم کے کارڈ بھرے ہوئے تھے ۔ عمران کافی دیر تک ان کارڈوں کو دیکھتا رہا ۔

"تم کارڈ دیکھو میں تمہارے لئے کچھ پینے کا کہہ دوں ۔ آج ملازم چھٹی پر ہیں ۔ ایک ہی ملازم ہے ۔ وہ باورچی خانے میں گھسا ہوا ہوگا ۔" ——— ڈاکٹر آرنلڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔ عمران کارڈز کو ادھر ادھر پھیلا کر دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک وزٹنگ کارڈ پر اس کی نظریں جم گئیں ۔ یہ کارڈ ایپائن کلب سے متعلق تھا اور اس پر ہاتھ سے مسٹر برمن کا نام لکھا گیا تھا ۔ عمران نے جلدی سے کارڈ کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا ۔

"دیکھا میرے پاس کتنا ذخیرہ ہے ۔ ویسے اس جیسے چار اور بریف کیس بھی بھرے پڑے ہیں ۔" ——— ڈاکٹر آرنلڈ نے چند لمحوں بعد اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ویسے اس میں ایک کارڈ کی کمی ہے ۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس کارڈ کی بات کر رہے ہو ۔" ——— ڈاکٹر آرنلڈ نے چونک کر پوچھا ۔

"آپ کے شادی کارڈ کی ۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

"تمہاری طرح میرا کارڈ بھی کسی کو پسند نہیں آیا ۔" ——— ڈاکٹر

آرنلڈ نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

" او۔ کے ڈاکٹر آرنلڈ آپ کا میں نے خواہ مخواہ وقت ضائع کیا میرا تو خیر وقت ضائع نہیں ہوا کیونکہ بڑے خوبصورت کارڈ دیکھنے کو گئے ہیں "۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے بیٹھو ملازم شربت لا رہا ہے۔ ویسے تمہارے آنے سے میرا وقت ضائع نہیں ہوا بلکہ میں فریش ہو گیا ہوں ورنہ سائنس کی خشک کتابیں پڑھ پڑھ کر حقیقتاً میں ہنسنا تو ایک طرف مسکرانا بھی بھول گیا تھا "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور اسی لمحے ملازم ٹرے میں شربت کے دو گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے ادب سے دونوں گلاس میز پر رکھے اور پھر واپس مڑ گیا۔

" لو "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے ایک گلاس اٹھا لیا۔ دوسرا گلاس ڈاکٹر آرنلڈ نے اٹھایا اور پھر وہ دونوں ہی شربت کی چسکیاں لینے لگے۔

" ایک فرمائش کروں "۔۔۔۔ اچانک ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔ اور عمران چونک پڑا۔

" فرمائش ۔۔۔ لیکن ڈاکٹر آرنلڈ میں تو غریب آدمی ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ اتنے زور سے ہنسا کہ اسے ہنستے ہنستے اچھو لگ گیا۔

" اوہ تم واقعی بے حد دلچسپ آدمی ہو۔ میرا مطلب بازار سے کوئی چیز لانے کا نہیں تھا۔ میں تو فرمائش کر رہا تھا کہ اگر تمہیں اس پاکیشیا کلب کا کارڈ مل جائے تو استقبالیے میں شرکت کے بعد وہ کارڈ مجھے

تحفے میں دے دینا۔ اس طرح میرے ذخیرے میں اضافہ ہو جائے گا "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ یہ تو معمولی بات ہے۔ نہ بھی ملا تو چھپوا کر ایک نہیں ایک ہزار بھجوا دوں گا "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر آرنلڈ ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر عمران ڈاکٹر آرنلڈ سے اجازت لے کر کوٹھی سے باہر آ گیا۔ لیکن کوٹھی سے باہر آتے ہی اس نے کار کوٹھی سے دائیں طرف موجود گلی میں موڑ دی اور پھر کار روک کر اس نے سائیڈ سیٹ اٹھائی۔ اس کے نیچے بھی ایک باکس بنا ہوا تھا۔ اس نے اس باکس کے اندر سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اس کے پچھلے حصے پر انگوٹھے کو زور سے رگڑا اور پھر بٹن کو اس نے اپنے دائیں کان میں ایڈجسٹ کر دیا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں ڈاکٹر آرنلڈ کی آواز گونجی۔

" عمران ابھی میرے پاس آیا تھا۔ اس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے مجھ پر شک ہے کہ میرا تعلق پاکیشیا کلب سے ہے۔ اسے یہ شک کیسے پڑا "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں باس ۔۔۔ ویسے وہ انتہائی خطرناک آدمی کے طور پر پورے پاکیشیا میں مشہور ہے۔ اس لئے اس کا اس راہ پر چل نکلنے کا مطلب ہے کہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک صورت حال پیدا ہو سکتی ہے "۔۔۔۔ ایک بھنچی بھنچی سی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ بات چیت فون پر ہو رہی ہے۔

" ہاں وہ واقعی انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ کسی طرح پتہ چلاؤ کہ عمران کو میرے متعلق کس نے ٹپ دی ہے۔ باقی میں

سنبھال لوں گا۔"۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"یس باس۔"۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی اور پھر ریسیور رکھے جانے کے ساتھ ہی قدموں کی آواز ابھرنے لگی۔

عمران کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ ڈاکٹر آرنلڈ واقعی اس کی توقع سے بھی زیادہ گہرا آدمی ثابت ہوا تھا۔ اس نے کسی طور بھی عمران کے سامنے یہ ثابت نہ ہونے دیا تھا کہ اس کا تعلق پاکیشیا کلب سے ہے۔ اگر عمران ڈکٹا فون نہ لگاتا تو واقعی ڈاکٹر آرنلڈ نے اسے چکر دے دیا تھا لیکن اب کم از کم یہ بات تو ثابت ہوگئی تھی کہ چارلس کی رپورٹ درست تھی۔ چنانچہ اب عمران نے فیصلہ کیا کہ پہلے وہ اس آدمی کو ٹریس کرے گا جس سے فون پر بات ہوئی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر آرنلڈ کی اس فون کال سے پتہ چلتا تھا کہ باہر کا آدمی وہی ہے جس کے ذریعے ڈاکٹر آرنلڈ ساری گیم کھیل رہا ہے۔ آرامس کے بعد ڈاکٹر آرنلڈ نے اس کا انتخاب کیا ہوگا اور ڈاکٹر آرنلڈ چونکہ انتہائی طاقتور سماجی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لئے عمران چاہتا تھا کہ اس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کے خلاف تمام ثبوت مہیا کرے۔ اس نے کان سے وہ بٹن نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر کار چلا کر وہ گلی کراس کر کے پچھلی سڑک پر آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار ہائی وے پر دوڑ رہی تھی۔ اب وہ دانش منزل پہنچنا چاہتا تھا تاکہ ہوٹل سکس سٹار کے اغوا شدہ مالک سے اس آدمی کا پتہ پوچھے۔ کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی کہ اچانک عمران کو ایک زور کا چکر آیا۔ کار کا سٹیرنگ تیزی سے گھوما عمران نے بڑی مشکل سے اسے کنٹرول کیا ہی تھا کہ یکلخت پہلے سے بھی زیادہ زور کا چکر آیا اور عمران

کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکلخت مفلوج سا ہو گیا ہو۔ سٹیرنگ پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور کار تیزی سے گھومی اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی عمران کے چکراتے ہوئے ذہن پر تاریکی کا پردہ پڑ گیا۔ زمین پر تاریکی چھانے سے پہلے آخری احساس خوفناک دھماکے کے ساتھ ساتھ جسم میں پیدا ہونے والی شدید ترین اینٹھن کا تھا۔ شاید کار آؤٹ آف کنٹرول ہو کر کسی خوفناک حادثے کا شکار ہو چکی تھی۔

مادام پروشیا بے چینی کے عالم میں اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ وہ ہوٹل سرتاج سے فوراً اُٹھ آئی تھی کیونکہ اس نوجوان عمران کے متعلق اچانک اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا تھا۔ لارڈ نارمن والی بات واقعی اس نے صرف رعب ڈالنے کی غرض سے کی تھی۔ لیکن عمران نے جس انداز میں اسے اس بات کے بعد دیکھنا شروع کر دیا تھا اس سے اس کے ذہن میں خطرے کا الارم بجنے لگا تھا۔ یہ بظاہر احمق اور مسخرہ سا نوجوان اسے انتہائی گہرا لگنے لگ گیا تھا اور پھر اسی لمحے ڈیوڈ کا فون آ گیا۔ ڈیوڈ نے اسے بتایا تھا کہ اس نے پہلے ہوٹل رین بو فون کیا وہاں سے یہاں کا پتہ چلا تو اس نے یہاں کال کیا۔ ڈیوڈ نے بتایا تھا کہ اس نے سٹرانگ روم میں داخل ہونے کی منصوبہ بندی مکمل کر لی ہے۔ چنانچہ مادام پروشیا نے اسے فوراً ہوٹل رین بو آنے کی ہدایت کی اور پھر وہ عمران سے ملے بغیر اور فنکشن دیکھے بغیر

دیس ہوٹل آ گئی تھی اور اب وہ کمرے میں ٹہل کر بڑی شدت سے ڈیوڈ کی آمد کی منتظر تھی۔ ڈیوڈ کو اس کے خیال کے مطابق اب تک پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن ڈیوڈ کی طرف سے کوئی خبر نہ تھی اور پھر اچانک کمرے میں موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے پر مادام پروشیا چونک کر مڑی اور اس نے جھپٹ کر ریسیور اُٹھا لیا۔

"لیس"۔۔۔۔ مادام پروشیا نے ریسیور اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ایکسپریس ڈرائی کلینرز سے بول رہے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی اور مادام پروشیا بُری طرح چونک پڑی۔

"او نو۔۔۔ سوری رانگ نمبر"۔۔۔۔ مادام پروشیا نے جلدی سے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے وارڈروب کی طرف جھپٹی اور چند لمحوں بعد وہ اس کے نچلے خانے میں موجود ٹرانسسٹر اٹھا کر بھاگتی ہوئی باتھ روم میں پہنچ گئی۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کر کے نل کو پوری استعداد کے مطابق کھول دیا۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسسٹر کی سوئی ایڈجسٹ کرنے والی ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ سوئی جب ایک مخصوص ہندسے پر پہنچ گئی تو اس نے ناب چھوڑ کر ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسسٹر سے ٹرانسمیٹر جیسی ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو مادام کالنگ اوور"۔۔۔۔ مادام پروشیا نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔ ڈیوڈ نے ٹیلیفون پر مخصوص کوڈ فقرہ بولا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ فوری طور پر ٹرانسمیٹر پر بات

کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے فقرے نے مادام پروشیا کو اور زیادہ
پریشان کر دیا تھا کہ آخر ڈیوڈ نے کیا خطرہ محسوس کیا ہے کہ اس نے
فون پر بات کرنی مناسب نہیں سمجھی۔

"یس ڈیوڈ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈیوڈ کی
آواز سنائی دی۔

"ڈیوڈ کیا بات ہے۔ تم نے فون پر بات کیوں نہیں کی اوور"
مادام پروشیا نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"مادام آپ کی اور ہماری نگرانی کی جا رہی ہے ۔۔۔ مجھے اچانک
اطلاع ملی کہ ڈائی جان کے ایک آدمی برکلے کو ہمارے ہیڈ کوارٹر کے
قریب دیکھا گیا ہے۔ میں نے اسے فوری طور پر اغوا کرا لیا اور پھر اس
سے نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ ڈائی جان ہلاک نہیں ہوا بلکہ ڈائی جان نے
ہمیں دھوکہ دینے کے لئے ڈرامہ کھیلا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ فریڈ اور برکلے
نے اس سے ملتے جلتے ایک شخص کو اغوا کیا اور پھر اسے ایسا زہر انجیکٹ
کیا گیا جس کے نتیجے میں پوسٹ مارٹم رپورٹ ہارٹ فیلور کی رپورٹ دیتی۔
اس کے بعد سپیشل میک اپ کے ذریعے اسے ڈائی جان بنایا گیا۔ سپیشل
میک اپ کسی مشین میں چیک نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ڈرامہ کھیلا گیا اور
پولیس سے اصل ڈائی جان کی چیکنگ کرائی گئی۔ اس کے بعد لاش وہاں
رکھ دی گئی جسے بعد میں پولیس نے ڈائی جان سمجھا۔ اس طرح ہم بھی
دھوکہ کھا گئے۔ ایک تو یہ بات ہوئی دوسرا اس سے پتہ چلا کہ وکٹر وہاں
ہوٹل میں آپ کی مکمل نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے فون پر
بات کرنی مناسب نہیں سمجھی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وکٹر نے فون ٹیپ کر لیا ہو

آپ کے وہاں سے محفوظ طریقے سے فرار ہونے کی پلاننگ میں نے مکمل
کر لی ہے۔ آپ کے کمرے کے بالکل نچلی منزل میں کمرہ ایک فرضی نام
سے بک کرا دیا گیا ہے۔ آپ میک اپ کرنے کے بعد ضروری سامان لے
کر عقبی کھڑکی کی سائیڈ میں موجود پائپ لائن سے نچلی منزل کی کھڑکی
تک پہنچ جائیں اور پھر اس کمرے سے باہر نکل کر فائر اسکواڈ کی گیٹ
کے ذریعے ہوٹل کی عقبی طرف آ جائیں اور وہاں سے ٹیکسی پکڑ کر مالا بار
سکوائر آ جائیں۔ میں نے بھی فوری طور پر ہیڈ کوارٹر خالی کر دیا ہے
اور پوائنٹ نمبر دو پر آ گئے ہیں۔ جبکہ آپ کے لئے مالا بار اسکوائر میں
ایک فلیٹ بک کرایا گیا ہے۔ میں اس وقت وہیں موجود ہوں۔ دوسری
منزل فلیٹ نمبر بارہ ۔۔۔ آپ وہاں پہنچ جائیں۔ اس کے بعد آگے کا
پروگرام ایڈجسٹ کریں گے اوور"۔۔۔۔ ڈیوڈ نے پوری تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں پہنچ رہی ہوں اوور اینڈ آل"۔۔۔۔
مادام پروشیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے پانی کا
نل بند کر دیا اور پھر باتھ روم کا دروازہ کھول کر وہ باہر آ گئی۔ اب اس کے
چہرے پر انتہائی جوش کے آثار نمودار تھے اور انداز میں بے پناہ چستی
تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے جسم میں اچانک خون کی بجائے
پارہ دوڑنے لگ گیا ہو۔ اس نے الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک
بیگ نکالا اور وارڈ روب میں سے سامان نکال نکال کر اس میں بھرنا
شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے الماری میں موجود ہر چیز کو بیگ میں
ڈال لیا جس میں وہ ٹرانسمیٹر بھی شامل تھا۔ بیگ کے سائیڈ خانے کی

زپ کھول کر اس نے اس میں سے ایک باریک سا ماسک نکالا اور اسے اس نے چہرے پر چڑھا کر ہاتھوں سے چہرے کو تھپتھپانا شروع کر دیا۔ اس سے اس کے چہرے کے خدوخال میں خاصی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ وہ واپس باتھ روم میں گئی اور اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھوں سے ماسک کو فائنل ٹچز دیئے اور پھر ایک نظر باتھ روم میں ڈال کر وہ باہر نکل آئی۔ اب وہ باہر جانے کے لئے بالکل تیار تھی۔ بیگ اٹھا کر اس نے پشت پر ایڈجسٹ کیا اور کمرے کی بتی بند کر کے اس نے کھڑکی کے سامنے موجود پردے ہٹائے اور پھر کھڑکی کھول کر اس نے باہر جھانکا۔ چند لمحوں تک اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد وہ اچھل کر کھڑکی پر چڑھی اور کسی پھرتیلی بندریا کی طرح وہ کھڑکی کی سائیڈ سے جانے والی پانی کی پائپ لائن پر تیزی سے گھسٹتی ہوئی نچلی منزل کی کھڑکی تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی۔ کمرہ واقعی خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ کمرے سے باہر نکلی اور پھر تیزی سے لفٹ اور سیڑھیوں کی طرف جانے کی بجائے عقبی طرف ایمرجنسی فائر اسکواڈ ڈور کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آئی تو زینے کی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد پروشیا ہوٹل کی عقبی گلی میں پہنچ چکی تھی۔ عقبی گلی سے نکل کر وہ جیسے ہی سڑک پر پہنچی اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ لیکن مادام پروشیا نے ٹیکسی ڈرائیور کو براہ راست مالابار اسکوائر جانے کی بجائے مین مارکیٹ چلنے کے لئے کہا۔ اور اس طرح تین ٹیکسیاں بدلنے کے بعد آخرکار وہ مالابار اسکوائر کی عظیم الشان عمارت کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ یہ پوری عمارت رہائشی فلیٹوں پر مشتمل تھی اور بے شمار لوگ سیڑھیوں پر سے اوپر جا اور نیچے آ رہے

تھے۔ مادام پروشیا سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچی اور چند لمحوں بعد وہ فلیٹ نمبر بارہ کے بند دروازہ پر دستک دے رہی تھی۔ دروازہ کھلا تو سامنے ڈلوڈ کھڑا تھا۔

" اوہ مادام آئیے "۔۔۔۔ ڈلوڈ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور مادام کے اندر داخل ہونے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا۔

" تم نے بڑی خوفناک خبریں اکٹھی سنا دی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈائی جان اب ڈرامہ بازی پر اتر آیا ہے "۔۔۔۔ مادام نے کمر پر لدا ہوا تھیلا اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

" اگر ہمیں چیف باس کی طرف سے ڈائی جان کو نہ چھیڑنے کا حکم نہ ملا ہوتا مادام تو میں سب سے پہلے ڈائی جان اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرتا "۔۔۔۔ ڈلوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ بلیو برڈ کی مجبوری ہے۔ ڈائی جان ایکریمیا کا خاص ایجنٹ ہے اور اس پر حملے کا مطلب ہے کہ ایکریمیا کو بلیو برڈ کے خلاف کارروائی کا موقع مل جائے گا۔ اس لئے چیف باس نے ہمیں سختی سے منع کیا ہوا ہے کہ ہم اس کو نہ چھیڑیں "۔۔۔۔ مادام نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا درمیانی میز پر ٹیبل لیمپ جل رہا تھا اور ایک پیچیدہ سا نقشہ کھلا پڑا تھا۔

" یہ کیسا نقشہ ہے "۔۔۔۔ مادام نے نقشے کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں نے فیصلہ کیا ہے مادام کہ ہم آج رات ہی وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم میں داخل ہو جائیں۔ میں نے بڑی کوشش سے اس

کا یہ اندرونی نقشہ حاصل کیا ہے۔ سٹرانگ روم کو جدید سائنسی آلات سے خاصا محفوظ بنایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس ان آلات کا مؤثر توڑ موجود ہے "۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے بھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" مجھے بتاؤ۔۔۔ تمہاری کیا پلاننگ ہے۔ میں خود بھی اس مشن میں تمہارے ساتھ چلوں گی " مادام پروشیا نے کہا اور ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے اُسے نقشے کی تفصیلات سمجھانی شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی منصوبہ بندی کے متعلق بھی تفصیل سے بتا دیا۔

" اوہ ویری گڈ۔۔۔ تم نے بہترین منصوبہ بندی کی ہے اور میرے خیال میں اس منصوبہ بندی کے ناکام ہونے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے "۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے تعریفی لہجے میں کہا اور ڈیوڈ کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیل گئے۔

" تھینک یو مادام۔۔۔ ویسے میرے خیال میں اس معمولی سے مشن کے لئے آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اسے آسانی سے نمٹا لیں گے "۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے اب اس نقشے اور تمہاری پلاننگ کو دیکھنے کے بعد مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ تم آج رات اس مشن کو مکمل کر لو تاکہ چیف باس کو اطلاع دی جا سکے اور اس کے بعد اصل مشن پر کام شروع ہو سکے "۔ مادام نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ نے نقشہ سمیٹا اور پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔

" او۔ کے آپ آرام کریں۔۔۔ میں جلد ہی آپ کو کامیابی کی خبر

۔۔ گا "۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

" ہو سکتا ہے اس برکلے نے تمہاری وزارت خارجہ کے سٹرانگ ۔۔ کی چیکنگ کی رپورٹ ڈائی جان کو دے دی ہو۔ اس صورت میں ۔۔ جان بھی وہاں موجود ہو سکتا ہے "۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے اچانک ۔۔ خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

" میں نے پہلے اس پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ دراصل یہ خیال مجھے ۔۔ میں آیا۔ اس وقت جب برکلے لاش میں تبدیل ہو چکا تھا ورنہ میں ۔۔ سے یہ بات بھی اگلوا لیتا۔ بہرحال اس پلاننگ میں آپ کے اس ۔۔ شے کو بھی میں نے مدنظر رکھا ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں ڈیوڈ ۔۔ لئے ایسا مشن کوئی پرابلم نہیں ہوتا "۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر ۔۔ کے سر ہلانے پر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر ۔۔ ہر نکل گیا۔

مادام نے اُٹھ کر دروازہ بند کیا اور پھر وہ گھوم پھر کر فلیٹ کا جائزہ ۔۔نے میں مصروف ہو گئی۔

دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی ڈائی جان نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس نے وکٹر کو گھبرائے ہوئے انداز میں اس ٹوٹے ہوئے کھنڈر نما مکان میں داخل ہوتے دیکھا۔ وکٹر کے چہرے پر شدید پریشانی اور گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا وکٹر" ـــــ ڈائی جان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یکلخت کیا ہو گیا ہے۔ انتہائی وحشت ناک خبریں ہیں" ـــــ وکٹر نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کچھ بتاؤ گے بھی سہی" ـــــ ڈائی جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس برکلے مارا گیا ہے ـــــ اس کی لاش ڈیوڈ کے ہیڈ کوارٹر سے ملی ہے۔ ڈیوڈ اچانک اپنا ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر غائب

ہو چکا ہے۔ ادھر مادام پروشیا بھی ہوٹل سے فرار ہو گئی ہے۔ اس کا کمرہ بھی خالی پڑا ہوا ہے" ـــــ وکٹر نے بیک وقت ساری باتیں اکٹھی بتانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ کیا تم پاگل ہو گئے ہو" ـــــ ڈائی جان نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ میں ہوٹل رین بو میں مادام پروشیا کے کمرے کی نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک پتہ چلا کہ اس کمرے کی عقبی کھڑکی سے کسی سائے کو پائپ لائن سے نیچے اترتے دیکھا گیا ہے اور پھر وہ سایہ غائب ہو گیا۔ یہ بات ایک ویٹر نے کاؤنٹر مین کو بتائی جس پر کاؤنٹر مین نے دو سپروائزروں سے کہا۔ میں اس وقت کاؤنٹر پر ہی موجود تھا۔ اس ویٹر نے اندازے سے جو کمرہ بتایا تھا اس پر میں چونک پڑا کیونکہ یہ کمرہ مادام پروشیا کا تھا چنانچہ میں فوراً اس منزل پر پہنچا جہاں مادام پروشیا کا کمرہ تھا اور اس منزل کے ایک ویٹر کو میں نے بھاری رقم دے کر مادام پروشیا کی قریب سے نگرانی کے لئے کہا تھا۔ ویٹر موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ مادام پروشیا اندر ہے اور باہر نہیں آئی۔ سپروائزروں نے پہلے جا کر دروازے پر دستک دی۔ ان کا خیال تھا کہ شاید کوئی چور کھڑکی کے راستے مادام پروشیا کے کمرے میں داخل ہوا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا اور دستک کا جواب نہ آیا تو سپروائزروں نے منیجر کو بلایا۔ اس نے ماسٹر کی منگوا کر جب دروازہ کھولا تو کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ الماری میں موجود مادام پروشیا کا لباس اس کا بیگ اور دوسرا سامان سب غائب تھے۔ اس پر میں سمجھ گیا کہ

مادام پروشیا عقبی کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی ہے۔ میں نے فوراً برکلے سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی کیونکہ مجھے یقین تھا کہ مادام پروشیا یہاں سے فرار ہو کر ڈیوڈ کے ہیڈ کوارٹر جائے گی لیکن برکلے کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال کا کوئی جواب نہ ملنے پر میں پریشان ہو گیا اور پھر میں ہوٹل سے سیدھا وہاں گیا لیکن وہ کوٹھی جس میں ڈیوڈ کا ہیڈ کوارٹر تھا خالی پڑی ہوئی تھی اور اس کے ایک کمرے میں برکلے کی مسخ شدہ لاش موجود تھی۔ اس پر بے پناہ اور غیر انسانی تشدد کیا گیا تھا۔ میں فوراً ہی آپ کو رپورٹ دینے یہاں آیا لیکن آپ موجود نہ تھے۔ اس لئے میں واپس چلا گیا۔ میں نے اپنے طور پر مادام پروشیا اور ڈیوڈ کو ڈھونڈنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ ایسے لگتا ہے جیسے اچانک انہیں زمین کھا گئی ہو یا آسمان نگل گیا ہو چنانچہ اب میں دوبارہ آپ کا پتہ کرنے آیا ہوں“۔۔۔۔ وکٹر نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

”ہاں میں ابھی واپس آیا ہوں۔ میں اس عمران کا اس کے فلیٹ کے سامنے بیٹھ کر انتظار کرتا رہا ہوں لیکن وہ فلیٹ میں نہیں آیا۔ اس کا باورچی اس بات سے لاعلم تھا کہ وہ کب آئے گا۔ آخر میں اکتا کر وہاں سے واپس آیا ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے وکٹر کہ اب مجھے خود میدان میں اترنا پڑے گا ۔۔۔ ڈائی جان کو ۔۔۔ بلیو برڈ کے مقابلے میں ہماری تمام چالیں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں اور اب اسے یقیناً علم ہو گیا ہو گا کہ ڈائی جان زندہ ہے۔ اس لئے وہ سب چھپ گئے ہیں“ ڈائی جان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب باس ۔۔۔ آپ کے متعلق انہیں کیسے پتہ چل سکتا ہے“ ۔۔۔۔ وکٹر نے حیران ہو کر کہا۔

”برکلے کی موت اور تمہارا یہ کہنا کہ اس پر تشدد کیا گیا ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ برکلے سے کوئی غلطی ہوئی اور ڈیوڈ کے آدمیوں نے اسے چیک کر لیا۔ اس کے بعد وہ اسے اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے ہوں گے۔ وہاں اس پر تشدد کر کے اس سے ساری بات اگلوا لی ہو گی۔ اس کے بعد ڈیوڈ بھی اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے فرار ہو گیا۔ اور مادام پروشیا بھی روپوش ہو گئی“ ۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔

”یس باس ۔۔۔ آپ کا تجزیہ درست ہے“ ۔۔۔۔ وکٹر نے جواب دیا۔

”اب میرے اس نئے میک اپ کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور بلیو برڈ نے میرے آدمی کو قتل کر کے جو اقدام کیا ہے۔ اس کے بعد اب مجھ پر یہ فرض ہو چکا ہے کہ میں برکلے کے انتقام میں ڈیوڈ اور مادام پروشیا دونوں کو ہلاک کر دوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اب ایسا ہی ہو گا ۔۔۔ اب مقابلہ براہ راست ہو گا ۔۔۔ اب ڈائی جان ڈیوڈ اور مادام پروشیا کو بتائے گا کہ ڈائی جان کے آدمی کو ہلاک کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے“۔ ڈائی جان کے لہجے میں بھوکے بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی اور اس کی غراہٹ سن کر وکٹر کا جسم نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔ کیونکہ وہ ڈائی جان کی اس غراہٹ کا مطلب اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ غراہٹ اس وقت اس کے حلق سے نکلتی تھی جب ڈائی جان خون آشام درندہ بن جاتا تھا۔

اور ڈائی جان جب خون آشام درندہ بن جائے تو پھر کچھ بھی ہو سکتا تھ

"لیکن باس، اب ان لوگوں کو کہاں تلاش کیا جائے۔ دارالحکو
کی آبادی لاکھوں بلکہ کروڑوں میں ہے"۔۔۔۔۔ وکٹر نے سہمے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ یہ اگر پاتال میں بھی چھپ جائیں تب بھی
ڈائی جان کی نظروں سے نہیں چھپ سکتے۔ چلو اٹھو ۔۔۔ اب یہ سب
روپ بہروپ بیکار ہو چکا ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے ایک جھٹکے
سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ وکٹر کے ساتھ اس کھنڈر نما مکان
سے باہر نکلا اور پھر ایک طرف کھڑی ہوئی اس کی کار میں جا کر بیٹھ
گیا۔ وکٹر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار انتہائی تیز رفتاری سے
سڑکوں پر دوڑتی ہوئی تھوڑی دیر بعد ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی
یہ کالونی بڑی بڑی کوٹھیوں پر مشتمل تھی۔ وکٹر نے کار ایک کوٹھی کے
پھاٹک پر روکی اور تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ چند لمحوں بعد
پھاٹک کھل گیا اور وکٹر کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار رکتے ہی ڈائی
جان اور وکٹر دونوں ہی نیچے اتر آئے۔

"میں پہلے یہ میک اپ صاف کر لوں گا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے سرد
لہجے میں کہا اور وکٹر سر ہلاتا ہوا اسے ساتھ لے کر ایک کمرے میں پہنچ گیا
جو ڈرائینگ روم تھا۔ البتہ اس کی ایک الماری میں میک اپ کا
جدید ترین سامان اور مختلف لباس موجود تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد
جب ڈائی جان ڈرائینگ روم سے باہر آیا تو وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ
نوجوان بن چکا تھا۔ گو اس کے جسم پر اس وقت بھی جینز اور کریم کلر

شرٹ اور اس پر کوٹ تھا لیکن یہ لباس صاف ستھرا اور قیمتی تھا۔

"اب مادام پروشیا اور ڈیوڈ کو ڈھونڈھنا ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے
کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ وکٹر نے سامنے بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

"اس سے پہلے تم نے بتایا تھا کہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھی وزارت
خارجہ کے سٹرانگ روم کے گرد منڈلاتے دیکھے گئے ہیں"۔۔۔۔ ڈائی
جان نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ لیکن یہ رپورٹ بر کلے نے دی تھی"۔۔۔ وکٹر
نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تو تم خود نہیں جانتے کہ وزارت خارجہ کا سٹرانگ روم کہاں
ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔

"او ... کے شہر کا نقشہ لے آؤ اور ٹیلیفون ڈائریکٹری بھی اٹھا لاؤ"
ڈائی جان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نقشہ اور فون ڈائریکٹری"۔۔۔۔ وکٹر نے حیرت بھرے انداز میں
کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں مادام کو ابھی ڈھونڈ لوں گا۔ تھوڑی سی محنت کرنی پڑے
گی"۔۔۔۔ ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وکٹر سر ہلاتا ہوا
کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈائی جان نے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا
دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کی بجائے اطمینان کے آثار نمایاں
تھے۔

پانچ منٹ بعد وکٹر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دارالحکومت کا ایک تفصیلی نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ میز پر پھیلا دیا۔

" مادام پروشیا کی فطرت میں سمجھتا ہوں جب وہ کسی سے چھپنا چاہتی ہے تو پھر وہ پُرہجوم گلیوں میں چھپ کر تحفظ کا احساس محسوس کرتی ہے جبکہ ڈیلوڈ کے ساتھ چونکہ کافی آدمی ہیں اس لئے اس نے کسی رہائشی کالونی میں کوئی کوٹھی حاصل کی ہوگی لیکن مادام پروشیا کسی کوٹھی میں نہیں رہ سکتی اس لئے لازماً اس نے کسی پرہجوم رہائشی علاقے میں فلیٹ حاصل کیا ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ دارالحکومت میں جتنی بھی رہائشی فلیٹس پر مبنی عمارتیں ہیں خاص طور پر جو شہر کے اندر یا قریب ہوں ان کے گرد گول دائرے لگا دو "۔ــــــ ڈائی جان نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا اور وکٹر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور اس نے نقشے پر دائرے ڈالنے شروع کر دیئے۔

" اب ان میں سے جو سب سے زیادہ آباد عمارت ہو پہلے اس کا نام بتاؤ ـــ تم یہاں کافی عرصے سے رہ رہے ہو اس لئے تمہیں اس کا اندازہ ہوگا۔

" دو عمارتیں ہیں ـــ نادر اپارٹمنٹس اور مالابار اسکوائر "ــــــ وکٹر نے جواب دیا۔

" پہلے ڈائریکٹری میں نادر اپارٹمنٹس کی انتظامیہ کا نمبر تلاش کرو اور مجھے بتاؤ "ــــــ ڈائی جان نے کہا اور وکٹر نے ٹیلیفون ڈائریکٹری اٹھائی اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس نے نمبر تلاش کر لیا۔ ڈائی جان نے رسیور اٹھایا اور وکٹر کے

بتاتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس نادر اپارٹمنٹ "ــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" میری ایک عزیزہ آج ہی آپ کے اپارٹمنٹس میں سے کسی ایک میں آ کر ٹھہری ہیں۔ ان کا نام مادام پروشیا ہے۔ شاید ان کے بھائی ڈیوڈ نے اپارٹمنٹ بک کرایا ہوگا۔ وہ غیر ملکی ہیں۔ کیا ان کا فلیٹ نمبر یا فون نمبر مل سکتا ہے "ــــــ ڈائی جان نے بڑے بااخلاق لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں جناب ہمارے ہاں تو گذشتہ چھ ماہ سے کوئی اپارٹمنٹ نہ خالی ہوا ہے اور نہ کرایہ پر دیا گیا ہے "ــــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ڈائی جان نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" دوسرا کیا نام بتایا تھا "ــــــ ڈائی جان نے رسیور رکھ کر پوچھا۔

" مالابار اسکوائر "ــــــ وکٹر نے کہا اور پھر اس کا نمبر ڈائریکٹری میں تلاش کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے نمبر تلاش کر لیا تو ڈائی جان نے اس کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کیا۔

" مالابار اسکوائر سے بول رہا ہوں "ــــــ ایک آواز رسیور سے اُبھری اور ڈائی جان نے وہی فقرہ جو پہلے اس نے نادر اپارٹمنٹس والوں سے کہا تھا دوہرا دیا۔

" مادام پروشیا اور ڈیلوڈ ــــ نہیں جناب البتہ ایک ماہ پہلے ہمارا ایک فلیٹ بک کرایا گیا تھا اور یہ فلیٹ مسٹر لوتھم نے بُک

کرایا تھا۔ لیکن اس میں کل مسٹر بوتھم تشریف لائے اور پھر ان کی ایک عزیزہ تشریف لائیں۔ وہ غیر ملکی ہیں اور اس وقت وہی فلیٹ میں ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈائی جان کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ جگمگا اٹھی۔

"ان کا فلیٹ نمبر کیا ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے پوچھا۔

"ان کا فلیٹ نمبر بارہ ہے ۔۔۔ دوسری منزل۔ کیا میں ان سے بات کراؤں آپ کی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ نہیں جناب ۔۔۔ یہ میری عزیزہ نہیں ہوسکتیں وہ تو کل رات غیر ملک سے آئی ہیں۔ یہ کوئی اور صاحبہ ہوں گی۔ تکلیف دہی کے لئے معذرت خواہ ہوں"۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب ۔۔۔ ہمارا تو کام ہی یہی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈائی جان ریسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو وکٹر ۔۔۔ یہ لازماً مادام پروشیا ہوگی، اٹھو ہتھیار لے لو جلدی کرو"۔۔۔۔ ڈائی جان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور وکٹر بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی مالابار اسکوائر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

"کیا آپ براہ راست ان سے جا ٹکرائیں گے"۔۔۔۔ وکٹر نے پوچھا۔

"کیا تم نے مجھے اتنا ہی احمق سمجھ رکھا ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بدلہ لینے کی بات کی تھی ناں اس لئے مجھے خیال آیا"۔

وکٹر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میں پہلے وہاں جا کر صورت حال کا جائزہ لوں گا۔ پھر کسی پبلک بوتھ سے آواز بدل کر فون کروں گا۔ جب یہ بات طے ہو جائے گی کہ فلیٹ میں واقعی مادام پروشیا ہے تو پھر میں اس کے فلیٹ میں جا کر سامنے کے دروازے یا عقبی کھڑکی یا روشندان کے ذریعے طاقتور ڈکٹا فون اندر پہنچاؤں گا۔ اس طرح وہاں آنے جانے والوں کی نگرانی بھی ہو سکے گی اور اگر کوئی فون کال آئے گی تو وہ بھی سنی جا سکے گی۔ پھر جیسے ہی ان کا اصل مشن سامنے آئے گا ڈائی جان بھوکے شیر کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے گا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے تفصیل سے اپنے آئندہ اقدامات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔

بلیک زیرو کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
اسے عمران کی کار کے ایکسیڈنٹ کی خبر مل چکی تھی۔ عمران کی کار کو انتہائی خوفناک حادثہ پیش آیا تھا۔ عینی شاہدوں کے مطابق کار سڑک پر تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی کہ اچانک گھوم کر سائیڈ میں موجود ایک کاٹن فیکٹری کی سنگل دیوار سے بڑے خوفناک انداز میں ٹکرا گئی اور پھر وہاں اکٹھے ہونے والے لوگوں نے کار میں سے بیہوش عمران کو نکال کر ہسپتال پہنچا دیا۔ عمران کی سپورٹس کار چونکہ مخصوص ساخت کی تھی اس لئے وہ اس قدر خوفناک حادثہ کے باوجود مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ سے تو بچ گئی لیکن عمران کو خاصی چوٹیں آئی تھیں اور وہ تب سے مسلسل بیہوش تھا۔ ہسپتال میں ایک ڈاکٹر نے اسے پہچان لیا۔ یہ ڈاکٹر سیکرٹ سروس کے مخصوص ہسپتال میں بطور اسسٹنٹ کام کر چکا تھا۔ چنانچہ اس نے سر سلطان کو مطلع کیا اور پھر سر سلطان کے حکم پر عمران کو فوری طور پر

سیکرٹ سروس کے ہسپتال شفٹ کر دیا گیا جہاں گو ابھی تک عمران کو ہوش تو نہ آیا تھا لیکن ڈاکٹروں کے مطابق اس کی جان کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اُسے جو زخم آئے تھے اس کی ڈریسنگ کر دی گئی تھی مخصوص ساخت کی کار ہونے کی وجہ سے دھماکہ ہوتے ہی سٹیرنگ باڈی کے اندر گھس گیا تھا اور عمران درمیان میں گر گیا تھا۔ گو اس کی ہڈی تو نہ ٹوٹی تھی۔ لیکن زخم بہرحال اسے خاصے آئے تھے۔ خاص طور پر سر پر چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے وہ بیہوش تھا۔ بلیک زیرو کو اس حادثے کی اطلاع سر سلطان نے دی تھی اور بلیک زیرو نے ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سے رپورٹ لے لی تھی۔ اس طرح عمران کی جان کو خطرہ نہ ہونے کی اطلاع اسے دے دی گئی تھی لیکن ڈاکٹر اس بات پر پریشان تھے کہ عمران کو ابھی تک ہوش نہیں آ رہا تھا حالانکہ سر پر لگنے والی چوٹ ایکسرے میں اس قدر گہری نہ تھی کہ جس کی وجہ سے اتنی دیر تک وہ بیہوش رہتا۔ ادھر صفدر نے اطلاع دی تھی کہ ہوٹل سکس سٹار کے دونوں مالکان گذشتہ ایک ہفتے سے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے عمران کا یہ حکم بھی پورا نہ ہو سکا تھا کہ ہوٹل سکس سٹار کے کسی مالک کو اغوا کر لیا جائے۔ بلیک زیرو اب مسلسل اندھیرے میں تھا۔ عمران نے اسے فون پر یہ تو بتا دیا تھا کہ اس نے پاکیشیا کلب والی سازش معلوم کر لی ہے۔ لیکن وہ شاید بہت جلدی میں تھا اس لئے اس نے کوئی تفصیل بتانے سے پہلے ہی فون بند کر دیا تھا۔
اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے چونک کر رسیور اُٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب میں ٹائیگر بول رہا ہوں ___ عمران صاحب کو رپورٹ دینی تھی لیکن نہ ان سے فون پر رابطہ ہو رہا ہے نہ ٹرانسمیٹر پر۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے" ___ ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ ہسپتال میں ہے۔ رپورٹ کیا ہے۔" ___ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر عمران صاحب خیریت سے تو ہیں ___ کیسے ایکسیڈنٹ ہوا۔ کہاں ہوا" ___ ٹائیگر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو میرے پاس فضولیات کے لئے وقت نہیں ہے ___ اس لئے مختصر طور پر رپورٹ بتا دو۔" ___ بلیک زیرو نے لہجہ اور زیادہ سرد بناتے ہوئے کہا۔ اس کا کردار ہی ایسا تھا کہ اسے دانستہ ایسا کرنا پڑتا تھا۔ حالانکہ وہ دوسری طرف سے بولنے والے کے جذبات سے اچھی طرح واقف ہوتا تھا لیکن کردار کی مجبوری بہرحال اسے نبھانی پڑتی تھی۔

"اوہ یس سر ___ عمران صاحب نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ہوٹل رین بو میں موجود ایک غیر ملکی لڑکی مادام پردوشیا کی نگرانی کروں۔ میں جب وہاں پہنچا تو سر معلوم ہوا کہ مادام پردوشیا کا کمرہ خالی پڑا ہوا ہے اور وہ خفیہ طور پر فرار ہو چکی ہے۔ ہوٹل کی انتظامیہ خود اس کی پراسرار گمشدگی پر پریشان تھی۔ انہیں ایک ویٹر نے بتایا تھا کہ کھڑکی سے اس نے ایک سایہ دیکھا تھا اور یہ کھڑکی اسی کمرے کی تھی جس میں مادام پردوشیا رہتی تھی۔ ہوٹل کی انتظامیہ نے چیک کیا تو کمرہ خالی پڑا تھا۔ مادام پردوشیا اپنا سامان لے گئی تھی۔ اس پر میں نے مادام پردوشیا کا حلیہ معلوم کیا۔

رجسٹر سے اس کے متعلق اندراجات نوٹ کئے۔ ان کے مطابق وہ ایکریمین تھی اور گذشتہ ایک ماہ سے اس ہوٹل میں رہ رہی تھی۔ اس سے اکثر ایک غیر ملکی ملنے آتا تھا۔ اس کا فون بھی آتا تھا جس کا نام ڈیوڈ بتایا گیا ہے۔ مادام پردوشیا نے ہوٹل کے اسسٹنٹ مینجر سے کہہ کر ہوٹل سرتاج میں ایک فنکشن کے لئے سیٹ ریزرو کرائی لیکن مادام پردوشیا فنکشن سے پہلے ہی واپس آ گئی اور پھر کمرے میں آنے کے بعد وہ پراسرار طور پر غائب ہو گئی" ___ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مادام پردوشیا اور اس ڈیوڈ کا حلیہ بتاؤ" ___ بلیک زیرو نے پوچھا اور جواب میں ٹائیگر نے دونوں کے حلیے تفصیل سے بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے ___ تم انہیں تلاش کرنے کی کوشش کرو" ___ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ اب اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا تھا۔ اسے تو خود اس مادام پردوشیا کے متعلق کچھ علم نہ تھا لیکن ظاہر ہے مادام پردوشیا کوئی اہمیت ضرور رکھتی تھی۔ اس لئے عمران نے اس کے بارے میں ٹائیگر کو حکم دیا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ لائبریری میں موجود مجرموں کی فائلوں سے ان حلیوں کو چیک تو کرے شاید فوٹوؤں کی البم میں یہ چہرے نظر آ جائیں تو اس طرح ان کے متعلق صحیح آئیڈیا قائم ہو جائے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا چونکہ ٹائیگر نے اسے بتایا تھا کہ مادام پردوشیا کا تعلق ایکریمیا سے ہے اس لئے اس نے وہ فائل پہلے نکالی جو ایکریمیا سے متعلق تھی۔ لیکن تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل مغز ماری کے باوجود ان دونوں کے متعلق وہ کوئی بات حاصل نہ کر سکا۔ آخر تھک ہار کر وہ لائبریری سے نکل کر دوبارہ آپریشن روم میں آ گیا ___ چند لمحے بیٹھا

سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز ابھری

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایک غیر ملکی عورت اور ایک غیر ملکی مرد کا حلیہ نوٹ کرو اور ٹیم کو ان کی تلاش پر لگا دو"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کے بتائے ہوئے حلیے دوہرا دیئے۔

"لڑکی کا نام مادام پرڈشیا ہے اور مرد کا نام ڈیوڈ۔۔۔۔۔ مادام پرڈشیا ہوٹل رین بو سے انتہائی خفیہ طور پر غائب ہو گئی ہے۔ وہ لازماً کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہوئی ہو گی"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص آواز میں کہا۔

"میں سلطان بول رہا ہوں۔۔ طاہر۔۔ ہسپتال سے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس سر۔۔ کیا حال ہے۔ عمران صاحب کا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"عمران کو ہوش نہیں آیا۔ ڈاکٹر بے حد پریشان تھے لیکن ابھی

ڈاکٹر صدیقی نے بتایا ہے کہ عمران کے خون کے ٹیسٹ کرائے گئے ہیں تو ان سے پتہ چلا ہے کہ عمران کو کوئی مخصوص زہر دیا گیا ہے جس سے اس کے ذہن اور دل پر خاصے بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صدیقی نے فوری اقدامات شروع کر دیئے ہیں تاکہ عمران کے خون میں موجود اس زہریلے مادے کو واش کیا جا سکے۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد کوئی رزلٹ برآمد ہو گا۔ میں نے تمہیں ایک اور بات کے لئے فون کیا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے مجھے ایک کارڈ دیا ہے جو عمران کے لباس کی کسی جیب سے نکلا ہے۔ یہ الپائن کلب کا کارڈ ہے جس پر ہاتھ سے برمن کا نام لکھا ہوا ہے۔ کیا یہ کارڈ تمہارے لئے کوئی اہمیت رکھتا ہے"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"الپائن کلب ڈاکٹر برمن۔۔۔۔۔ میں ذاتی طور پر تو نہیں جانتا البتہ اتنا معلوم ہے کہ الپائن کلب خاصا مشہور کلب ہے۔ بہر حال اگر عمران صاحب کی جیب سے یہ کارڈ نکلا ہے تو لازماً اس کی اہمیت بھی ہو گی۔ میں چیک کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"او۔ کے میں ہسپتال میں ہی ہوں۔ عمران کو جیسے ہی ہوش آیا میں اطلاع کر دوں گا"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"میں خود اس الپائن کلب کو چیک کرنے جا رہا ہوں کیونکہ ٹیم کو میں نے ایک اور کام پر لگایا ہوا ہے۔۔۔۔۔ میں واپسی پر آپ کو خود فون کر لوں گا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"او۔ کے"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم

کی طرف بڑھ گیا۔ گو رات پڑ چکی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ ایپائن جیسے کلب
کی رونق اس وقت ہی عروج پر ہوتی ہے اور اس نے خود اس لیے
چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ اس بارے میں کوئی تفصیل تو نہ جانتا تھا
اس لیئے وہ کسی ممبر کو کیا ہدایت دیتا۔
ڈریسنگ روم سے نکل کر اس نے دانش منزل کا آٹو میٹک سسٹم
آن کیا اور پھر کار لے کر وہ ایپائن کلب کی طرف چل پڑا۔ ایپائن کلب کی
عمارت خاصی وسیع تھی اور بلیک زیرو کے اندازے کے مطابق اس
وقت وہاں رونق عروج پر تھی اور شہر کا اعلیٰ طبقہ خوش گپیوں میں
مصروف تھا۔

بلیک زیرو ادھر ادھر گھومتا ہوا ایک خالی میز پر جا بیٹھا۔
"یس سر" ——— ایک ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں قریب آ کر
پوچھا۔
"ایک کوک لے آؤ ——— اور سنو مسٹر برمن صاحب موجود ہیں" ——
بلیک زیرو نے کہا۔
"اوہ باس برمن ——— جی ہاں وہ اپنے دفتر میں ہیں" ———
ویٹر نے چونک کر کہا۔
"ٹھیک ہے کوک لے آؤ" ——— بلیک زیرو نے کہا اور ویٹر
واپس چلا گیا۔ ویٹر کے باس کہنے سے وہ سمجھ گیا کہ برمن اس کلب کا
مینجر ہو گا یا مالک۔ لیکن اب وہ اس کا کرے گیا۔ یہ بات اس کی سمجھ
میں نہ آ رہی تھی۔ ویٹر نے اسے کوک لا دی۔ پھر کوک پینے کے دوران بھی
وہ یہی بات سوچتا رہا۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ برمن سے مل لے

وہاں کوئی طاقتور ڈکٹا فون بھی لگا دے۔ اس کے بعد ہی کوئی صورتحال
ہو گی۔ چنانچہ کوک پینے کے بعد وہ اٹھا۔ اس نے ایک چھوٹا نوٹ
ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بنے ہوئے
ے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔
"مسٹر برمن کا دفتر کہاں ہے ——— میرا تعلق وزارت ثقافت سے
ہے" ——— بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں کاؤنٹر پر کھڑی چار
کیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اوہ یس سر" ——— لڑکی نے چونک کر کہا اور پھر اس نے
یک طرف کھڑے ایک نوجوان کو بلایا۔
"جوگی صاحب کو باس کے دفتر تک چھوڑ آؤ" ——— لڑکی نے
س نوجوان سے کہا۔
"آئیے سر" ——— جوگی نے غور سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے
پھر ایک طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل
پڑا۔ تھوڑی دور عمارت کے کونے سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔
سیڑھیوں کے اختتام پر ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک
دروازہ تھا۔
"یہ باس کا دفتر ہے جناب" ——— جوگی نے دروازے کے
قریب پہنچ کر کہا۔
"ٹھیک ہے شکریہ ——— اب تم جا سکتے ہو" ——— بلیک زیرو
نے کہا اور جوگی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ
کر دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان" ——— اندر سے آواز سنائی دی اور بلیک زیرو در
کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ واقعی انتہائی وسیع اور شاندار انداز
سجا ہوا دفتر تھا۔ فرنیچر بھی انتہائی قیمتی تھا اور دفتر کی ہر شے سے انتہ
خوشحالی ٹپک رہی تھی۔ ایک بڑی سی ساگوانی میز کے پیچھے ایک بھاری
کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"آئیے جناب ——— مجھے کاؤنٹر سے اطلاع مل چکی ہے کہ آپ وزا
ثقافت سے آئے ہیں" ——— بھاری جسم والے نے استقبالیہ انداز
اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام طاہر ہے اور میں ابھی حال ہی میں وزارت ثقافت میں
ہوں" ——— بلیک زیرو نے اس کے مصافحے کے لئے بڑھے ہوئے ہا
تھامتے ہوئے مسکرا کر کہا

"اوہ اچھا ——— اسی لئے میں سوچ رہا تھا کہ آج سے پہلے آپ سے
کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میرا نام برمن ہے اور میں الپائن کلب کا مالک
ہوں" ——— اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ساتھ پڑے
انتہائی قیمتی صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے بلیک زیرو کو
بیٹھنے کے لئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"پہلے آپ فرمائیے کیا پینا پسند فرمائیں گے" ——— برمن نے
انٹرکام کے بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا۔

"شکریہ ——— میں ابھی کوک پی کر آیا ہوں" ——— بلیک زیرو
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ جیسے آپ کی مرضی ——— فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"

ے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پہلی بار بلیک زیرو کو احساس ہوا کہ برمن
یے میں موجود گرمجوشی بالکل مصنوعی ہے۔ ورنہ اصل میں وہ خاصی سرد مہری
مظاہرہ کر رہا تھا۔

"آپ شاید کسی ضروری کام میں مصروف تھے اور میں مخل ہوا ہوں" ———
زیرو نے کہا۔ اس کے پاس بھی کہنے کے لئے کچھ نہ تھا۔

"اوہ یہ بات نہیں جناب ——— آپ کے لئے تو انتہائی ضروری کام بھی
ختم کئے جا سکتے ہیں۔ ویسے وزارت ثقافت سے متعلق تمام آفیسران
ب میں آتے رہتے ہیں۔ اگر آپ بھی باقاعدگی سے تشریف لایا کریں تو یہ
ب کی خوش قسمتی ہوگی۔ کلب آپ کی ہر خدمت کرے گا" ——— برمن
مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ——— دراصل میں ملازمت کے ساتھ ساتھ کچھ بزنس بھی
ا ہوں اس لئے وقت ذرا کم ملتا ہے" ——— بلیک زیرو نے
ب دیا۔

"بزنس ——— کیسا بزنس" ——— برمن بزنس کے لفظ سے
ک پڑا۔

"میرے ایک دوست کی ایڈورٹائزنگ کمپنی ہے اس میں شیئر ہے۔
دفتری اوقات کے بعد وہاں بیٹھنا ہوتا ہے" ——— بلیک زیرو
بس جو ذہن میں آیا کہہ دیا۔ وہ تو صرف بس باتیں ہی کر رہا تھا مقصد
ان باتوں کا کوئی نہ تھا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح
ک پڑا کہ ایڈورٹائزنگ کمپنی کا نام سن کر برمن کی آنکھوں میں یکلخت
ن کے آثار ابھر آئے تھے۔ حالانکہ بلیک زیرو کے نزدیک ایسی کوئی

بات نہ تھی۔ اس نے تو عام سے بزنس کا نام لے دیا تھا

" اوہ کونسی کمپنی کی بات کر رہے ہیں آپ "۔۔۔۔۔ برمن نے چونک کر پوچھا۔

" پرنس اینڈ ورٹائزنگ کمپنی "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ نام کا بورڈ اس نے کہیں دیکھا تھا۔ اس لئے یہی نام اس کے ذہن میں آیا تھا۔

" لیکن میں نے آپ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا "۔۔۔۔۔ برمن نے ایسے لہجے میں کہا کہ بلیک زیرو چونک پڑا۔

" آپ وہاں جاتے رہتے ہیں "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

" جاتا تو نہیں ہوں لیکن ۔۔۔ خیر چھوڑیئے۔ اس بات کو آپ فرمایئے اس وزارت میں آنے سے پہلے آپ کہاں تھے "۔۔۔۔ برمن نے بات بدلتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کی چھٹی حس نے الارم بجا دیا۔

" میں پہلے فارن آفس میں رہا ہوں ۔۔۔ اچھا اب اجازت دیجئے میں آیا تھا سوچا آپ سے ملاقات ہو جائے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا اور برمن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" آپ لان میں بیٹھئے گا ۔۔۔ میں ایک ضروری کام میں مصروف ہوں آپ کا ساتھ دیتا "۔۔۔۔ برمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن بلیک زیرو نے واضح طور پر محسوس کیا کہ اس کا رویہ پہلے سے بدلا ہوا ہے۔ وہ بڑے غور سے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا۔

" شکریہ "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ صوفے کے نیچے اس نے ایک طاقتور ڈکٹا فون لگا دیا تھا اور برمن کی پراسرار باتوں نے خود بھی چونکا دیا تھا۔ گو کوئی خاص بات تو سامنے نہ آئی تھی۔ لیکن برمن کا انداز اسے کھٹک گیا تھا۔

بہر حال کاؤنٹر کے قریب سے ہوتا ہوا وہ دوبارہ ایک خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں ڈکٹا فون کا رسیور جو کہ ایک چھوٹے سے بٹن پر مشتمل تھا کان میں اڑس لیا تھا۔

اسی لمحے ویٹر اس کے قریب آیا تو اس بار بلیک زیرو نے اسے کولڈ کافی لانے کے لئے کہہ دیا ۔۔۔ ویٹر واپس چلا گیا۔ اور بلیک زیرو چونک پڑا کیونکہ اس کے کان میں موجود رسیور سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے فون کے نمبر ڈائل کئے جا رہے ہوں۔

" ہیلو برمن بول رہا ہوں "۔۔۔۔ برمن کی آواز ابھری۔ دوسری طرف سے بھی کوئی آواز سنائی دی لیکن الفاظ واضح نہ تھے۔

" کیا تمہاری کمپنی میں وزارت ثقافت کا کوئی آفیسر بھی پارٹنر ہے "۔۔۔۔ برمن کے لہجے میں تیزی تھی اور بلیک زیرو چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ برمن پرنس اینڈ ورٹائزنگ کمپنی کے کسی آدمی سے بات کر رہا ہے۔

" ابھی چند لمحے پہلے ایک آدمی میرے پاس آیا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا ہے کہ وہ وزارت ثقافت میں آفیسر ہے۔ ساتھ ہی اس نے کہا ہے کہ وہ تمہاری کمپنی میں بزنس پارٹنر ہے اور شام کو دفتر میں بیٹھتا ہے۔ اس کا کیا مقصد ہوا "۔۔۔۔ برمن کے لہجے میں تندی تھی۔ دوسری طرف سے کافی دیر تک کچھ کہا جاتا رہا لیکن ظاہر ہے الفاظ

بلیک زیرو کی سمجھ میں نہ آ رہے تھے۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

" دیکھو برجر تمہیں معلوم ہے کہ کارڈز کا کام کس قدر اہم اور خفیہ ہے اور اب جبکہ کارڈز شائع ہو رہے ہیں اس آدمی کا آنا میرے لئے انتہائی تشویشناک ہے۔ آخر اس نے تمہاری کمپنی کا نام کیوں لیا۔ وہ کسی اور کمپنی کا نام بھی تو لے سکتا تھا۔" ـــــ برمن نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو اس بار واضح طور پر چونک پڑا۔ کارڈز کی بات کے ساتھ خفیہ اور اہم کے الفاظ سنتے ہی اس کا ذہن فوراً پاکیشیا کلب کی طرف چلا گیا اور اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" او۔ کے بہرحال تم محتاط رہنا۔ فی الحال میں خاموش رہوں گا۔ اجتماع کے بعد میں اس آدمی کو ضرور چیک کروں گا۔" ـــــ برمن کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

اسی لمحے ویٹر نے کولڈ کافی لا کر اس کے سامنے رکھ دی اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کپ اٹھا لیا۔ عمران کی جیب سے برمن اور اپائن کلب کا کارڈ نکلنا، عمران کا ایکسیڈنٹ اور پھر اب پرنس ایڈورٹائزنگ کمپنی کے کسی برجر سے کارڈز کی باتیں بلیک زیرو پر خاصی باتیں واضح ہوتی جا رہی تھیں لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا مزید اقدام کیا ہونا چاہیے کہ اس کے کان میں ایک بار پھر ٹیلیفون کے نمبر ڈائل کرنے کی آوازیں سنائی دیں اور کافی پیتے ہوئے بلیک زیرو نے اپنی توجہ ایک بار پھر ان آوازوں کی طرف کر دی۔

" برمن بول رہا ہوں سر " ـــــ برمن کی آواز سنائی دی۔ اس بار بھی دوسری طرف سے کچھ کہا گیا لیکن الفاظ واضح نہ تھے

" میں نے معلوم کرایا تھا سر ـــــ وہ ایکسیڈنٹ میں مرا نہیں ہے۔ زخمی

ہو ہے۔ اسے ہسپتال لے جایا گیا تھا۔ بعد میں معلوم کیا تو اسے وہاں سے کسی نا معلوم ہسپتال میں شفٹ کر دیا گیا ہے جس کا باوجود کوشش کے پتہ نہیں چل سکا۔" ـــــ برمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے سر مر تو وہ گیا ہو گا ایکسیڈنٹ میں نہ سہی زہر سے سہی لیکن سر ایک اور بات سامنے آئی ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے فون کیا ہے۔" ـــــ برمن نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بلیک زیرو کے آنے اور پرنس ایڈورٹائزنگ کمپنی کی بات کہنے والی ساری تفصیل سنا دی۔ دوسری طرف سے کچھ کہا جاتا رہا۔

" ٹھیک ہے سر ـــــ ویسے میں نے فوراً ہی اس کی نگرانی کا حکم دے دیا تھا۔ وہ اس وقت کلب میں ہی موجود ہے۔ ٹھیک ہے سر میں آرڈر دے دیتا ہوں سر ـــــ اس کے فوری قتل کا سر؟" ـــــ برمن نے کہا۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے پھر کہا۔

" جی سر ـــــ ٹھیک ہے سر۔ تحقیقات میں تو وقت ضائع ہو گا سر ٹھیک ہے۔ پہلے اس سے ساری بات اگلوائیں۔ سر ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے سر میں پھر فون کروں گا سر۔" ـــــ برمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور اب بلیک زیرو ساری بات سمجھ گیا تھا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی تھی کہ عمران کا ایکسیڈنٹ بھی انہی لوگوں نے کرایا ہے اور اسے کوئی مخصوص زہر دے کر بھی اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلیک زیرو کا خون لاوے کی طرح کھولنے لگا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ برمن کے دفتر کی طرف بڑھنے لگا لیکن جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچا، اچانک

اسے اپنے عقب میں کسی کی سرسراہٹ محسوس ہوئی اور بلیک زیرو یکلخت اچھل کر نہ صرف ایک سائیڈ پر ہوا بلکہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور عین اسی لمحے ایک نوجوان تیزی سے رکوع کے بل نیچے جھکا۔ اس نے ہاتھ میں لوہے کا موٹا راڈ تھا جو پلک جھپکنے میں فرش سے جا ٹکرایا۔ اگر بلیک زیرو سے پلک جھپکنے جتنی دیر بھی ہو جاتی تو یہ ٹھوس راڈ عین اس کی کھوپڑی پر پڑتا لیکن بلیک زیرو کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے اس نوجوان کا وار خطا گیا اور چونکہ وہ ایکشن میں آچکا تھا۔ اس لئے اپنے آپ کو روک نہ سکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہو جاتا بلیک زیرو نے اچھل کر پوری قوت سے لات اس کی پسلیوں پر جما دی اور نوجوان اوغ کی آواز نکالتا ہوا پہلو کے بل سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا۔ اس نے دیوار سے ٹکرا کر دوبارہ اچھل کر توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے بلیک زیرو کا بازو حرکت میں آیا اور اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے اوپر اٹھتے ہوئے نوجوان کی گردن کی پشت پر پڑی اور کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی نوجوان منہ کے بل فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ بلیک زیرو نوجوان کے گرتے ہی اچھل کر سیڑھیوں کی طرف دوبارہ مڑا ہی تھا کہ یکلخت دو مشین گنوں کی نالیں اس کے سینے پر جم گئیں۔ یہ دونوں لمبے تڑنگے آدمی عین اسی لمحے سیڑھیوں سے نیچے اترے تھے۔

"اوہ تم نے راکسی کو مار دیا" ——— ایک نے سر گھما کر فرش پر پڑے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی۔ اس کے اوپر والا جسم کسی کمانی کی طرح پیچھے کی طرف مڑا۔ اس نے دونوں ہاتھ فرش پر جمائے اور اس کے ساتھ ہی اس کی

دونوں ٹانگیں اوپر کو اٹھیں اور دونوں چیختے ہوئے اس کے سر کے اوپر سے نیم دائرے کی صورت میں گھومتے ہوئے گھاس پر جا گرے۔ بلیک زیرو نے الٹی قلابازی کھاتے ہوئے دونوں پیر ان کی ٹھوڑیوں کے عین نیچے پوری قوت سے مار کر ٹانگیں اوپر کو اٹھا کر گھما دی تھیں۔ اس کا یہ ایکشن پلک جھپکنے میں مکمل ہو گیا اور وہ الٹی قلابازی کھا کر ایک بار پھر سیدھا کھڑا تھا لیکن وہ دونوں اس کے سر کے اوپر سے ہوتے ہوئے زوردار دھماکوں کی آواز نکالتے ہوئے منہ کے بل دھب سے گھاس پر جا گرے تھے۔ بلیک زیرو نے سیدھا کھڑے ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اٹھائی اور دوسرے لمحے فضا ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھی۔ بلیک زیرو کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں کو پوری طرح اٹھنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔

عمارت کی اس سائیڈ پر چونکہ قدرے اندھیرا تھا۔ اس لئے اس طرف کوئی نہ تھا۔ بلیک زیرو ان پر فائر کھولتے ہی یکلخت مڑا اور پھر بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر راہداری میں پہنچ گیا۔ اس نے اس قدر تیزی اور پھرتی سے یہ سیڑھیاں پھلانگی تھیں کہ جیسے کوئی پہاڑی پرندہ یکلخت ایک لمبی چھلانگ لگا کر اونچے درخت پر جا بیٹھتا ہے۔ راہداری میں پہنچتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے برمن کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا۔ بلیک زیرو نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اچھل کر تیزی سے وہ اندر داخل ہوا لیکن کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ باہر سے مسلسل چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کمرے کے کونے میں ایک دروازہ تھا، اور بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے

اس دروازے کو بھی لات مار کر کھولا اور پھر مشین گن سمیت اندر داخل ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ اس کمرے کی سائیڈ میں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا جب نیچے پہنچا تو وہاں دور جاتی ایک پتلی سی سرنگ اسے نظر آئی۔ اس نے سرنگ میں بھاگنا شروع کیا ہی تھا کہ ایک جگہ اچانک اس کے سامنے فرش سے تیز سرسراہٹ کے ساتھ دیوار نکل کر اوپر چھت سے مل گئی۔ بلیک زیرو بھاگتے بھاگتے تیزی سے گھوما اور اسی لمحے اس کے عقب میں بھی دیوار برابر ہو گئی اور اب بلیک زیرو اس قید خانے میں پھنس کر رہ گیا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ وہ تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے لگ کر اس طرح کھڑا ہو گیا کہ دونوں اطراف میں پیدا ہونے والی دیواروں پر اس کی نظر رہے۔ لیکن اسی لمحے اسے اپنے سر پر گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر اوپر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ سرنگ کی چھت کا وہ حصہ انتہائی تیزی سے ایک بلاک کی صورت میں نیچے اترنے لگا تھا اور چند لمحوں بعد ہی وہ اس کے سر تک پہنچ گیا۔ بلیک زیرو تیزی سے نیچے گر گیا اور عین اسی لمحے چھت کا وہ ٹکڑا اتنی تیزی سے نیچے آیا کہ بلیک زیرو کو اپنی صریحی موت صاف نظر آنے لگی۔ اب اس کے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ رہی تھی۔ اور اسی لمحے اس کے بدترین خدشات سامنے آ گئے۔ چھت کا بھاری بھرکم بلاک یکلخت اس کے جسم سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کو ایک لمحے کے لئے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ کوہ ہمالیہ کے نیچے پسا جا رہا ہو۔ اس کی ہڈیاں کڑکڑانے لگیں، سانس رکنے لگا اور پھر اس کے ذہن نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

ٹیلیفون کی گھنٹی کافی دیر سے بج رہی تھی۔ پہلے تو گہری نیند سوئی ہوئی مادام پروشیا یہی سمجھتی رہی کہ گھنٹی کی آواز دور سے آ رہی ہے لیکن پھر اس کا شعور جاگ اٹھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی گہری نیند سو گئی تھی حالانکہ وہ جان بوجھ کر بستر پر نہ سوئی تھی کہ کہیں نیند نہ آ جائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھی رات کو انتہائی اہم مشن پر کام کر رہے ہیں اور کسی بھی لمحے ان کی طرف سے کوئی کال آ سکتی ہے لیکن نجانے کس وقت بیٹھے بیٹھے وہ نیند کی وادی میں پہنچ گئی۔ ہوشیار ہوتے ہی اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے خمار آلود آواز میں کہا۔

"آپ سو گئی تھیں مادام"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں کرسی پر بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی تھی ۔۔۔ رپورٹ دو کیا ہوا مشن

کا "۔۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہم نے مشن تو مکمل کر لیا ہے مادام۔ لیکن وہاں موجود فائل میں صرف ایک کاغذ موجود ہے کہ فائل سرکاری طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کر دی گئی ہے اور بس ۔۔۔ اس کے سوا اس میں اور کچھ نہ تھا" ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"تم پوائنٹ دو سے بول رہے ہو "۔۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے کہا۔

"یس مادام "۔۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"او۔ کے میں چیف باس سے بات کر کے تمہیں فون کرتی ہوں" مادام پروشیا نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور ایک طرف میز کے نیچے رکھے ہوئے اپنے بیگ کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بیگ میں سے وہی ٹرانسمٹر نکالا اور اسے لے کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کیا۔ پانی کا نل کھولا اور پھر ٹرانسمٹر کی سوئی گھمانے لگی۔ ایک مخصوص ہندسے پر جب سوئی پہنچ گئی تو اس نے ناب سے ہاتھ ہٹایا اور ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلیں۔

"ہیلو ہیلو پروشیا کالنگ چیف باس اوور "۔۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس چیف باس اٹنڈنگ اوور "۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد چیف باس کی آواز سنائی دی اور جواب میں مادام پروشیا نے اب تک پیش

نے والی تمام صورت حال کی تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رخ بھی نہ کرنا ورنہ فائل تو ایک طرف تمہارا وجود بھی ختم ہو جائے گا مادام پروشیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نہایت خطرناک ہے۔ اگر انہیں ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو پورا مشن ہی ختم ہو جائے گا۔ اوور "۔۔۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"پھر باس مشن کو کیسے آگے بڑھایا جائے اوور "۔۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجھے ایک اور اطلاع ملی ہے ۔۔۔۔۔۔ روسیاہ کا ایک مخصوص گروپ پاکیشیا میں کام کر رہا ہے۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس گروپ کا سربراہ کوئی ڈاکٹر آرنلڈ ہے۔ یہ گروپ گذشتہ پانچ سالوں سے انتہائی خفیہ کام کر رہا ہے اور اس گروپ نے بے شمار اہم راز پاکیشیا سے روسیاہ منتقل کئے ہیں۔ انہوں نے وہاں کسی کلب کا چکر چلایا ہوا ہے جسے پاکیشیا کلب کا نام دیا گیا ہے۔ صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس بار اس گروپ کے ذمہ ٹی۔ ٹو طیارے کی ٹیکنالوجی حاصل کرنے کا مشن لگایا گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرو۔ وہ لازماً ٹی۔ ٹو کی ٹیکنالوجی حاصل کرے گا۔ جیسے ہی وہ اسے حاصل کرے تم اس پر ٹوٹ پڑو ۔۔۔ اوور "۔۔۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"لیکن باس ۔۔۔ آخر ہم اسے کیسے تلاش کریں۔ ڈاکٹر آرنلڈ نام کے تو کئی افراد موجود ہوں گے یہاں دارالحکومت میں اوور "۔۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ایک ٹپ دیتا ہوں نوٹ کرو۔ الپائن کلب ہے پاکیشیا

میں۔ اس کے مالک کا نام برمن ہے وہ ڈاکٹر آرنلڈ کا خاص آدمی ہے بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں اور سنو مادام پرو شیا تم پاکیشیا جا کر بے حد سست ہو گئی ہو۔ حالانکہ اس سے پہلے ہر مشن میں تمہاری صلاحیتیں بے پناہ رہی ہیں۔ ڈائی جان سے مت ڈرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ مادام پرو شیا تو آپ کے حکم کی وجہ سے خاموش رہی ہے۔ آپ نے خود ہی کہا تھا کہ جب تک ڈائی جان پاکیشیا میں ہے ہم خاموش رہیں ورنہ مادام پرو شیا تو قہر بن کر اس شہر پر ٹوٹ سکتی ہے اوور"۔۔۔۔ مادام پرو شیا نے قدرے ناراض لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں جانتا ہوں۔ اس وقت مجھے جلدی نہ تھی۔ لیکن اب روسیاہ کے اس مشن میں کود پڑنے سے صورت حال بدل گئی ہے۔ اب تم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم دیکھتے ہی رہ جائیں اور ٹی۔ ٹو طیارے کی ٹیکنالوجی روسیاہ پہنچ جائے اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"او۔ کے باس ۔۔۔ اب آپ دیکھیں کہ مادام پرو شیا کیسے کام کرتی ہے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ مادام پرو شیا نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمٹر بند کیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے پانی کا نل بھی بند کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی بری طرح چونک پڑی کیونکہ سامنے ڈائی جان کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"تت تت تم کون ہو اور اندر کیسے آ گئے"۔۔۔۔ مادام پرو شیا
ے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈائی جان کو اندر آنے سے کون روک سکتا ہے مادام پرو شیا۔
اگر تم ٹرانسمیٹر کال کے لئے باتھ روم میں نہ جاتیں تو شاید مجھے
اندر بھی نہ آنا پڑتا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے اسی طرح مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے ہی گھر میں کھڑا
ہو۔

"کون مادام پرو شیا"۔۔۔۔ مادام پرو شیا نے چونک کر کہا کیونکہ
وہ میک اپ میں تھی۔

"تم جب بھی یہ میک اپ کرتی ہو اصل سے زیادہ خوبصورت نظر آتی
ہو"۔۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ یہ تو معمولی سی بات ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ڈائی جان ۔۔۔ اب سے پہلے چیف باس نے مجھے تم سے
ٹکرانے سے منع کر دیا تھا اس لئے میں خاموش رہی تھی۔ لیکن اب
صورت حال بدل چکی ہے۔ اب چیف باس نے رکاوٹ دور کر دی ہے
اور مجھے بے حد خوشی ہے کہ تم خود ہی چل کر یہاں آ گئے ہو"۔۔۔۔
مادام پرو شیا نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"مادام پرو شیا ۔۔۔ میں بھی صرف اس لئے خاموش رہا تھا کہ تمہاری
طرف سے کوئی اقدام نہ کیا گیا تھا لیکن تمہارے آدمیوں نے برکلے کو
قتل کر کے ہمارے درمیان اس خاموش معاہدہ کو خود ہی ختم کر دیا ہے۔

اور اب برکلے کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب تمہیں دینا پڑے گا "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم کیا چاہتے ہو "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے چیف باس نے تمہیں کیا ہدایات دی ہیں۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ گی "۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا۔

"یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے۔ ہم کس سے ٹکراتے ہیں اور کس سے نہیں ۔۔۔ تمہارا مطلب "۔۔۔ مادام پروشیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو مادام پروشیا ۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ہاتھوں ماری جاؤ۔ ڈائی جان سوائے کسی خاص مجبوری کے عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا کرتا اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھے تفصیل بتا دو۔ ویسے اتنا بتا دوں کہ میں نے دروازے سے کان لگا کر اتنا تو سن لیا ہے کہ تمہارا مشن کسی ٹی ۔ لو طیارے کی ٹیکنالوجی حاصل کرنا ہے اور اس کی فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس ہے۔ اور شاید روسیاہ بھی اس طیارے کی ٹیکنالوجی میں دلچسپی لے رہا ہے "۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں کہ چیف باس کا کیا مشن ہے۔ وہ کبھی اپنا مشن نہیں بتایا کرتا۔ اس نے صرف اتنا کہا ہے کہ میں ہر صورت میں یہ فائل حاصل کر لوں چاہے یہ جہاں بھی ہو۔ اب اس فائل سے وہ کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ یہ مجھے معلوم نہیں ہے "۔۔۔ مادام پروشیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ اب کیا سچ تمہارے منہ سے زبردستی اگلوانا پڑے گا "۔۔۔ ڈائی جان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تمہیں اپنے متعلق کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خوش فہمی ہے "۔ مادام پروشیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر اڑتا ہوا ڈائی جان کے چہرے کی طرف گیا لیکن ڈائی جان شاید پہلے سے اس ردعمل کے لئے تیار تھا۔ جیسے ہی پروشیا کا ہاتھ حرکت میں آیا ڈائی جان بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہٹا اور ٹرانسمیٹر اس کے قریب سے نکل کر پچھلی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔

"اب تم ہاتھ اٹھا لو "۔۔۔ ڈائی جان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے دھماکے کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ مادام پروشیا نے بھی واقعی بجلی کی سی تیزی سے کام کیا تھا۔ ٹرانسمیٹر پھینکتے ہی اس نے ریوالور بھی نکال لیا تھا۔ اور گولی ٹھیک ڈائی جان کے ریوالور پر پڑی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیختی ہوئی الٹ کر پشت کے بل نیچے گری کیونکہ ڈائی جان نے ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی چھلاوے جیسی پھرتی سے اس پر جمپ لگایا تھا۔

نیچے گرتے ہی مادام پروشیا نے تیزی سے کروٹ بدل کر اپنے اوپر گرتے ہوئے ڈائی جان کو ٹریپ کرنے کی کوشش کی لیکن ڈائی جان ہوا میں ہی مڑ گیا اور دوسرے لمحے وہ گھٹنے جوڑے اس کے جسم پر اس قدر قوت سے گرا کہ مادام پروشیا کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور بری طرح

تڑپنے لگی۔ ڈائی جان جمپ لگا کر اوپر کو اچھلا اور مادام پروشیا کی حال
دیکھ کر اس نے دوسری بار جمپ کا ارادہ ملتوی کر دیا اور سائیڈ پر جا گرا
اسی لمحے اس کے پہلو پر مادام پروشیا کی دونوں گھومتی ہوئی ٹانگیں پوری
سے پڑیں اور اس بار چیخنے کی باری ڈائی جان کی تھی۔ وہ زوردار ضرب کھا
کچھ دور لڑھک گیا تھا۔ مادام پروشیا نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز
اسے ٹریپ کیا تھا۔ ڈائی جان کو ضرب لگا کر مادام پروشیا بجلی کی سی تیزی
اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ گو تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کا چہرہ بری طرح
مسخ ہو رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ ضرب کا ا
ختم ہوتے ہی ڈائی جان پارے کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح
جسم کے ساتھ زمین سے فضا میں اچھلا جیسے اڑنے والا سانپ اچانک
کسی جھاڑی سے اڑتا ہے۔ وہ مادام پروشیا سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں ہی
ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے اور اس بار ڈائی جان کا داؤ چل گیا
نیچے گرتے ہی وہ سپرنگ کی طرح پلٹ کر اچھلا اور اس کی ایڑی پوری قوت
سے ٹھیک مادام پروشیا کی گردن پر پڑی۔ مادام پروشیا کے حلق سے ایک
گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا جسم پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپا لیکن
ڈائی جان ایڑی کی ضرب لگا کر پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے کسی
مینڈک کی طرح اچھل کر اس کے اوپر آیا اور اس کے دونوں جڑے ہوئے
ہاتھ ایک بار پھر پوری قوت سے مادام پروشیا کی گردن پر چھپاکے سے پڑے
اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر دوسری طرف گرا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا
مادام پروشیا ساکت ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھیں اوپر چڑھ گئی تھیں اور چہرہ
خوفناک حد تک مسخ ہو چکا تھا۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنوں سے سرخ

ئے قطرے نکل کر اس کے ہونٹوں پر بہنے لگے تھے۔ ڈائی جان بھی بری
پ رہا تھا۔ اس نے جب مادام پروشیا کی اس قدر بگڑتی ہوئی حالت
تو وہ اپنے ہانپنے کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے باتھ روم کے کھلے ہوئے
زے کی طرف دوڑ پڑا۔ دوسرے لمحے وہ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی
بھرا ہوا ایک مگ تھا۔ اس نے مگ کا سارا پانی مادام پروشیا کے چہرے
یل دیا۔ پانی کا کچھ حصہ مادام پروشیا کے کھلے ہوئے منہ سے جیسے ہی
یا مادام پروشیا کی بگڑی ہوئی حالت تیزی سے سنبھلنے لگی۔ ڈائی جان
پس مڑا اور ایک بار پھر مگ کو پانی سے بھر لیا۔ اب مادام پروشیا کا رکا ہوا
نس چل پڑا تھا۔ لیکن وہ اب بھی اس طرح رک رک کر سانس لے رہی تھی
ے اس کے جسم سے روح نکل رہی ہو۔ ڈائی جان نے اس بار دھار کی صورت
نی اس کے کھلتے اور بند ہوتے ہوئے منہ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ اور
پروشیا کی حالت اور زیادہ تیزی سے سنبھلتی چلی گئی۔ جب ڈائی جان کو
زہ ہو گیا کہ اب مادام پروشیا صریحی موت کے چنگل سے نکل آئی ہے تو
نے مگ ایک طرف پھینکا اور جیب سے نائلون کی بنی ہوئی باریک رسی
چھا نکالا اور اس نے مادام پروشیا کی دونوں ٹانگیں باندھ کر اسے
یا اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے انہیں باندھ دیا۔ پھر طویل سانس
ا ہوا وہ سیدھا ہوا اور اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مادام پروشیا
ٹھانے کی جگہ منتخب کی اور پھر جھک کر مادام پروشیا کو دونوں ہاتھوں سے
ھایا اور میز کے ساتھ پڑی ہوئی آرام کرسی پر دھکیل کر وہ مڑا اور اس نے
زے کو اندر سے لاک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے فلیٹ کی بڑے ماہرانہ
ز میں تلاشی لینا شروع کر دی لیکن وہاں اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز

نہ ملی. اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی. ڈائی جان
چونک کر مڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا.

" یس "۔۔۔۔ اس کے حلق سے مادام پروشیا جیسی آواز
نکلی.

" آپ نے چیف باس سے بات کرلی ہے ۔۔۔ مادام ۔۔۔ میں تو آپ کی
طرف سے کال کا منتظر ہوں "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز
سنائی دی.

" چیف باس ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہے ۔۔۔ وہ جب آئے
گا تو خود ہی کال کرے گا "۔۔۔۔ ڈائی جان نے جواب دیا.

" او. کے ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر کل ہی کوئی بات ہو گی ' گڈ بائی "۔
دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈائی جان نے ایک طویل سانس لے کر ریسیور
رکھ دیا. اسی لمحے اسے مادام پروشیا کی کراہ سنائی دی اور وہ آہستہ سے
مادام پروشیا کی طرف مڑ گیا جس کی آنکھیں اب دھیرے دھیرے کھل
رہی تھیں. اور اس کے ساکت جسم میں بھی تموج پیدا ہونے لگا تھا. اسے
ہوش آ رہا تھا. ڈائی جان مڑا اور اس نے اپنے ریوالور کی تلاش شروع
کردی. جب ایک کونے میں پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر وہ واپس مادام پروشیا
کے قریب آیا تو مادام پروشیا ہوش میں آ چکی تھی لیکن اس کے حلق سے
مسلسل کراہیں نکل رہی تھیں.

" اب کیسا محسوس کر رہی ہو مادام پروشیا "۔۔۔۔ ڈائی جان نے
اس طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے اسے مادام پروشیا سے دلی
ہمدردی ہو.

" تمہارا داؤ چل گیا ڈائی جان ۔۔۔ ٹھیک ہے وقت وقت کی بات
ہے "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے تیزی سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے
کہا. اس کی اجڑی اجڑی آنکھوں میں یکلخت ڈائی جان کے لئے نفرت
کے آثار نمایاں ہو گئے تھے.

" واقعی داؤ چلنے والی بات ہی ہوتی ہے ۔۔۔ ورنہ مجھے خود بھی امید
نہ تھی کہ تم اتنی جلدی ڈھیر ہوسکو گی. میں جانتا ہوں کہ مادام پروشیا
کیمیا کی بجلی کہلاتی ہے "۔۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور
ایک اور کرسی گھسیٹ کر وہ مادام پروشیا کے سامنے اطمینان سے بیٹھ
گیا.

" تعریف کے لئے شکریہ ۔۔۔ تم نے شاید مجھے اس لئے باندھ
رکھا ہے کہ تم مجھ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہو. اگر ایسا کوئی خیال ہو تو دل
سے نکال دو "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے
جواب دیا.

" ڈائی جان جو ارادہ کرے اسے بہر حال پورا کر لیتا ہے. ہاکیسو داؤ
کی زد میں آنے کے بعد تمہارا بچنا محال تھا لیکن میں نے بروقت کارروائی
کرکے تمہیں موت کی گہری وادی میں گردن تک دھنس جانے کے باوجود
باہر کھینچ لیا ہے اور ظاہر ہے میرا مقصد یہی تھا کہ میں نے تم سے
پوچھ گچھ کرنی تھی "۔۔۔۔ ڈائی جان نے اسی طرح مسکراتے ہوئے
جواب دیا.

" ٹھیک ہے ۔۔۔ کرلو پوچھ گچھ "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے
حقارت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈائی جان اس کے

اس انداز پر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" مجھے معلوم ہے مادام پروشیا کہ تم عام عورت نہیں ہو۔ لیکن بہرحال عورت ہو اور عورت سے کچھ اگلوانا بہت آسان ہوتا ہے چاہے وہ عورت مادام پروشیا ہی کیوں نہ ہو "۔۔۔۔ ڈائی جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو کر لو کوشش ۔۔۔ آخر دیر کس بات کی ہے "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے پہلے جیسے انداز میں کہا اور ڈائی جان ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی کے آثار ابھر آئے تھے۔

" او۔ کے مادام پروشیا ۔۔۔ اب تک تمہارا واسطہ ڈائی جان سے نہیں پڑا۔ اب دیکھو تم پرانے گراموفون ریکارڈ کی طرح کیسے بولنا شروع کرتی ہو "۔ ڈائی جان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور مادام پروشیا اسے استہزائیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

ڈائی جان بڑے اطمینان سے چلتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر جب وہ باہر نکلا تو اس کے لبوں پر بڑی گہری مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

" شاید شرم سے آیا ہوا پسینہ دھونے گئے تھے "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔۔۔ اور ابھی دیکھنا تمہارے چہرے پر کیسے پسینہ آتا ہے "۔۔۔۔ ڈائی جان نے باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ ادھر ادھر اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے فلیٹ میں کسی خاص چیز کو چیک کر رہا ہو۔

" کیا دیکھ رہے ہو ۔۔۔ اگر فلیٹ پسند آگیا ہے تو میں اسے تمہارے نام خیرات کے طور پر منتقل کر سکتی ہوں "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے کہا۔

" دراصل میں سوچ رہا ہوں کہ ابھی تمہارے حلق سے نکلنے والی چیخوں کا کیا علاج کروں۔ یہ پورا علاقہ رہائشی فلیٹس پر مبنی ہے اور سارے فلیٹس بھرے ہوئے ہیں۔ اب تک تو شاید انہوں نے یہی سمجھا ہو کہ میاں بیوی کے میاں لڑائی ہو رہی ہو گی اور ایسے فلیٹس میں ایسی باتیں عام ہوتی ہیں۔ اس لئے کسی نے مداخلت نہیں کی لیکن اب تمہارے حلق سے جو چیخیں نکلیں گی ان سے تو پورا مالا بار اسکوائر دہل جائے گا اور ظاہر ہے اس قدر لوگ یہاں اکٹھے ہو جائیں گے کہ ان سب کا خاتمہ میرے لئے مشکل ہو جائے گا۔ کاش یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف ہوتا تو بڑا لطف آتا "۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا۔ اور مادام پروشیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" بڑا فرسودہ طریقہ استعمال کر رہے ہو نفسیاتی دباؤ کا۔ کم از کم مجھے تم سے ایسے گھٹیا فرسودہ طریقے کی توقع نہ تھی "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے آخری چارہ کار یہی ہے کہ تمہارے منہ میں کپڑا ڈال کر چیخیں بند کر دی جائیں اور اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں "۔

ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف موجود بستر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بستر کی چادر اٹھا کر اسے پھاڑا اور پھر گولہ سا بنا کر اس نے ایک ہاتھ سے مادام پروشیا کے دونوں جبڑوں پر دباؤ ڈال دیا۔ اس دباؤ کی وجہ سے مادام پروشیا کا منہ خود بخود کھل گیا تو ڈائی جان نے کپڑے

کے اس گولے کو اس کے منہ کے اندر ٹھونس دیا۔ اب اسے پوری طرح تسلی ہوگئی کہ اب مادام پروشیا چیخ نہ سکے گی۔

"جب کچھ بتانا چاہو تو اثبات میں سر ہلا دینا۔ میں یہ کپڑا نکال دوں گا نہ بتانا چاہو تو انکار میں بیشک سر ہلاتی رہنا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس باتھ روم کی طرف مڑ گیا۔ اب مادام پروشیا کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے۔ اسے شاید سمجھ نہ آرہی تھی کہ ڈائی جان کیا کرنا چاہتا ہے۔ ویسے اس کی تربیت اس انداز میں کی گئی تھی کہ بے پناہ تکلیف بھی اس کی قوت ارادی کو کمزور نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے ہر قسم کا تشدد بھی اس سے اس کی مرضی کے مطابق کچھ نہ اگلوا سکتا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن بھی تھی۔

لیکن جب ڈائی جان باتھ روم سے باہر آیا تو مادام پروشیا کی آنکھیں اتنی تیزی سے خوف کے مارے پھٹنے لگیں کہ جیسے ابھی پھٹ کر کانوں سے جا ملیں گی۔ اس کے چہرے پر واقعی خوف کی شدت سے خود بخود پسینے کا آبشار سا بہنے لگا۔

ڈائی جان مسکرا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک باریک سا دھاگہ پکڑا ہوا تھا جس کے دوسرے سرے پر ایک کریہہ المنظر کیڑا بندھا ہوا پھڑک رہا تھا۔ اس کیڑے کے جسم پر نہ صرف انتہائی کریہہ بال تھے بلکہ اس کی بے شمار ٹانگیں بھی تیزی سے ہوا میں ہل رہی تھیں۔ یہ باتھ روم کے گٹر کا انتہائی خوفناک اور کریہہ کیڑا تھا جس کو دیکھ کر ہی متلی آنی شروع ہو جاتی تھی۔ بجانے ڈائی جان نے اسے کیسے گٹر سے نکالا تھا اور نہ صرف نکالا تھا بلکہ اسے دھاگے سے باندھ بھی لیا تھا۔

"اب یہ کیڑا تمہارے نازک جسم پر رینگنے کا لطف لے گا۔۔۔۔ مادام پروشیا"۔۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مادام پروشیا کے قریب آ کر اس نے ہاتھ بلند کر کے فضا میں پھڑکتے ہوئے اس انتہائی کریہہ المنظر کیڑے کو اس کی آنکھوں کے بالکل سامنے کر دیا اور مادام پروشیا نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا جسم بری طرح کانپنے لگ گیا تھا۔

"میں اسے تمہاری گردن کے اندر ڈال رہا ہوں تاکہ یہ اطمینان سے تمہاری پشت پر رینگتا رہے"۔۔۔۔ ڈائی جان کی آواز سنائی دی اور پشت پر رینگتے ہوئے کیڑے کا تصور کرتے ہی مادام پروشیا کے جسم کو بے اختیار جھٹکے سے لگنے لگ گئے۔ ڈائی جان کے ہاتھ کا لمس اسے اپنی گردن پر محسوس ہوا۔ وہ شاید اس کی شرٹ کا کالر گردن سے پیچھے کر رہا تھا۔ تاکہ کیڑے کو اندر ڈال سکے اور مادام پروشیا کی قوت ارادی جواب دے گئی۔ بے اختیار اس کا سر تیزی سے اقرار کی صورت میں کسی مشین کی طرح ہلنے لگا۔

"او۔ کے تمہاری مرضی۔۔۔ اگر تم اس کیڑے کو اپنی پشت کی سیر نہیں کروانا چاہتی تو نہ سہی"۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مادام پروشیا کے حلق سے کپڑا باہر کھینچ لیا گیا۔

"ہٹاؤ اسے ہٹاؤ نار گاڈ سیک ہٹاؤ۔۔۔ اوہ میں اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ ہٹاؤ اسے"۔۔۔۔ کپڑا باہر نکلتے ہی مادام پروشیا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ڈائی جان اس کے قریب کھڑا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر سے اوپر تھے۔

"بس بولے جاؤ حقیقت پر سچ ـــــ چیف باس سے ہونے والی سا
بات چیت ۔ ورنہ دوسرے لمحے یہ کیڑا اندر پہنچ جائے گا!" ـــــ ڈائی
جان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر واقعی جیسے گراموفون ریکارڈ بجنے
لگتا ہے' اس طرح اس کی زبان چل پڑی۔ وہ واقعی ہذیانی انداز میں مسلسل
بولے چلی جارہی تھی اور اس نے لفظ بلفظ ساری گفتگو بتا دی۔

"ٹھیک ہے ـــــ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم سچ بول رہی ہو ۔ اس لئے
چل بھئی کیڑے مادام پروشیا کی جگہ اب تم موت کی وادی میں ۔" ـــــ ڈائی
جان نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر مادام کے سامنے کیڑے کو فرش پر ڈال کر
اس نے اپنے جوتے سے اسے رگڑ دیا ـــــ مادام نے اپنا سر گھما لیا۔ وہ اسے
اب بھی دیکھنا برداشت نہ کر سکتی تھی۔ یہ وہی مادام پروشیا تھی کہ اگر اس کے
جسم کا ریشہ ریشہ بھی علیحدہ کر دیا جاتا تب بھی اس کی مرضی کے بغیر ایک لفظ
بھی اس سے نہ اگلوایا جا سکتا تھا لیکن اب وہی مادام پروشیا سب کچھ بتانے
پر مجبور ہو گئی تھی۔

"دیکھا مادام پروشیا ـــــ میں نے کہا نہیں تھا کہ عورتوں سے کچھ اگلوانا
بے حد آسان ہوتا ہے۔ بس ذرا تھوڑی سی عقل چاہیے ۔" ـــــ ڈائی
جان نے کیڑے کو بوٹ سے رگڑ کر ہنستے ہوئے واپس سامنے والی کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور مادام پروشیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔ واقعی ڈائی جان نے
اس سے سب کچھ اگلوا لیا تھا لیکن وہ کیا کر سکتی تھی۔ اپنی طبیعت کے ہاتھوں
مجبور ہو گئی تھی۔ کسی طرح بھی نہ جھکنے والی مادام پروشیا ایک معمولی سے
کیڑے کو دیکھ کر مکمل طور پر جھک گئی تھی۔

"اب تم مزید کیا چاہتے ہو ـــــ سنو ڈائی جان ہم دونوں کا تعلق

ایک ہی ملک سے ہے۔ اس لئے اگر تم راستے سے ہٹ جاؤ تو اس میں ہمارے
ملک کا ہی فائدہ ہے ورنہ ہم دونوں کے ٹکراؤ سے روسیاہ فائدہ اٹھا جائے
گا ۔" ـــــ مادام پروشیا نے کہا۔

"اگر یہی بات میں تم سے کہوں تو ۔" ـــــ ڈائی جان نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"میں کیسے پیچھے ہٹ سکتی ہوں ـــــ چیف باس مجھے فوراً گولی
مار دے گا۔ جبکہ تم اپنی مرضی کے مالک ہو ۔" ـــــ مادام پروشیا نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں بھی کسی کو جواب دہ ہوں مادام پروشیا ـــــ میں اگر چاہوں تو
ایک چھٹانک سیسہ تمہارے جسم میں اتار کر ہمیشہ کے لئے تمہاری
رکاوٹ دور کر سکتا ہوں۔ لیکن تم جس سٹینڈرڈ کی ایجنٹ ہو۔ میں نہیں
چاہتا کہ تم اس بے چارگی کے عالم میں ماری جاؤ۔ اس لئے میں نے
تمہیں فی الحال زندہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن اسے ڈائی جان کی
طرف سے لاسٹ وارننگ سمجھنا۔ اب اگر تم نے میرے راستے میں آنے
کی کوشش کی تو پھر میں کوئی لحاظ نہ کروں گا۔ برکلے کا انتقام میں تمہارے
آدمی ڈیوڈ سے لوں گا۔ اسے اس نے ہلاک کیا ہے تم نے نہیں۔ اس
لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنے چیف باس سے کوئی بھی بہانہ
کر کے اپنی جان بچا لو ـــــ خدا حافظ ۔" ـــــ ڈائی جان نے ایک
جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔

"میرے ہاتھ کھولتے جاؤ ـــــ ورنہ یہاں کوئی بھی نہ آئے گا اور

میں اسی طرح بندھے بندھے مر جاؤں گی "۔۔۔۔۔ مادام پروشیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" سوری مادام ۔۔۔ فی الحال یہ بھی ممکن نہیں۔ میں صبح تک کی مہلت چاہتا ہوں تاکہ اس برمن سے سب کچھ پہلے اگلوالوں ورنہ تم ڈیوڈ کو فون کر دو گی اور میرے راستے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ ویسے ڈیوڈ کی فکر نہ کرنا اس کا فون آیا تھا۔ میں نے تمہاری آواز میں بات کرتے ہوئے اسے کہہ دیا تھا کہ چیف باس ہیڈ کوارٹر پر موجود نہیں ہے اس لئے جب آئے گا تو خود ہی کال کرے گا اور اس نے جواب دیا تھا کہ ٹھیک ہے صبح کال کرے گا۔ ویسے صبح یہاں صفائی کرنے والی عورت آ جائے گی۔ دروازہ کھلا ہو گا وہ تمہیں آزاد کر دے گی۔ لیکن میری وارننگ کا خیال رکھنا "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر کہا اور دوسرے لمحے تیز تیز قدم اٹھاتا فلیٹ سے باہر نکل گیا۔ مادام پروشیا نے ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ ظاہر ہے فی الحال وہ اس کے سوا اور کیا کر سکتی تھی۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل ہوٹل کے مخصوص آدھ کھلے گیراج میں کھڑا کیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ اپنے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ ایکسٹو کو فون کرنے کے بعد اس نے مادام پروشیا اور ڈیوڈ کی تلاش میں دارالحکومت کے تمام ہوٹل اور کلب چھان مارے تھے لیکن ہر جگہ اسے ناکامی ہوئی تھی۔ اور اب اتنی رات گئے جب وہ آخر کار واپس ہوٹل آیا تھا تو اس کا جسم تھکان اور ناکامی کی وجہ سے بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ وہ ہوٹل میں داخل ہو کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر موجود اپنے کمرے میں پہنچا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ بغیر لباس بدلے بستر پر گر جائے لیکن اس کی عادت تھی کہ وہ جب بھی واپس کمرے میں کافی دیر بعد آتا تو گائیکر کی مدد سے پورے کمرے کو باقاعدہ چیک کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنے آپ پر جبر کر کے وہ کھڑکی کے پاس موجود الماری کی طرف بڑھا جس کے ایک خفیہ خانے میں اس نے جدید ترین گائیکر رکھا ہوا تھا۔

الماری کھولتے ہوئے وہ چونک کر مڑا اور اس کی نظریں اپنے کمرے کی عقبی کھڑکی سے گزر کر سامنے مالا بار اسکوائر کی دوسری منزل کے ایک فلیٹ کی کھڑکی پر جم گئیں. کھڑکی بند تھی لیکن اس کے پردے ہٹے ہوئے تھے اور یہاں سے اس کمرے کا اندرونی منظر واضح طور پر نظر آ رہا تھا اور جو منظر اسے نظر آیا تھا اس نے اسے بری طرح چونکا دیا تھا. وہ تیزی سے مڑا اور اس نے کمرے کی بتی بجھا دی اور پھر وہ کھڑکی میں آکر کھڑا ہو گیا اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرسی پر اس انداز میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے بازو پیچھے کی طرف تھے جیسے کسی نے اس کے بازو پیچھے کی طرف کر کے باندھ دیئے ہوں اور اس کے قریب ہی ایک نوجوان کھڑا تھا لیکن اس حد تک تو منظر میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے ٹائیگر اس قدر تھکاوٹ کے باوجود چونک پڑتا. اصل بات جس نے اسے چونکایا تھا وہ اس نوجوان کی حرکات تھیں. اس نوجوان نے اس لڑکی کی گردن کی پشت پر ایک ہاتھ رکھا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کا اونچا اٹھا ہوا تھا. اس نے شاید ہاتھ میں کوئی رسی یا دھاگہ پکڑا ہوا تھا. گو رسی یا دھاگہ اسے نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس آدمی کے ہاتھ کا انداز بتا رہا تھا کہ اس نے ایسی ہی کوئی چیز پکڑی ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ سے کچھ نیچے ایک لمبا سا گرڈ کا کیڑا پھڑکتا ہوا اسے اتنی دور سے بھی صاف نظر آ رہا تھا اور اس کیڑے نے اسے چونکا دیا تھا. وہ غور سے اس منظر کو دیکھتا رہا اور پھر نوجوان ایک طرف ہٹا. اس نے کیڑے کو فرش پر پھینک کر اسے بوٹ سے رگڑ دیا. اس کے بعد وہ اس لڑکی کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا. لڑکی کی چونکہ سائیڈ تھی اس لئے اس کا چہرہ اسے پوری طرح نظر نہ آ رہا تھا.

جیسے کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ نوجوان اٹھا اور تیزی سے دوسری طرف دروازے کی طرف بڑھ گیا. دروازہ کھول کر رکا اور پھر مڑ کر کرسی پر بیٹھی لڑکی سے باتیں کرنے لگا. اب اس نوجوان کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا. یہ غیر ملکی خاصا وجیہہ اور خوبصورت نوجوان تھا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا. اب کمرے میں وہ لڑکی اکیلی رہ گئی تھی. پہلے تو اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا لیکن چند منٹوں بعد وہ سیدھی ہوئی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی. اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح پھدک کر مڑی جیسے اس کی ٹانگیں بھی بندھی ہوئی ہوں اور اس طرح کرنے سے جب اس کا چہرہ سامنے آیا تو ٹائیگر واقعی اچھل پڑا کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ لڑکی کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں. لڑکی بھی غیر ملکی تھی. اس کا چہرہ البتہ آشنا نہ تھا لیکن اس کا قد و قامت بالکل اس مادام پیرا شیا سے ملتا تھا. ٹائیگر چونکہ اندھیرے میں کھڑا تھا اور لڑکی کے کمرے میں روشنی تھی اس لئے وہ لڑکی تو ٹائیگر کو نہ دیکھ سکتی تھی لیکن ٹائیگر اسے اچھی طرح دیکھ رہا تھا. لڑکی اچھل اچھل کر الماری کی طرف بڑھ رہی تھی. ٹائیگر تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا. تھوڑی دیر بعد وہ بے تحاشہ انداز میں سیڑھیاں اترتا ہوا ہوٹل کے ہال میں پہنچا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ پر پہنچ گیا. سڑک کراس کر کے وہ تیزی سے سائیڈ روڈ پر سے ہوتا ہوا مالا بار اسکوائر کے مین گیٹ کی طرف پہنچا تو اس نے کمرے میں موجود غیر ملکی نوجوان کو دیکھنے کے لئے سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف نظریں گھمائیں لیکن وہ نوجوان اسے کہیں نظر نہ آیا تو وہ کندھے جھٹکتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر وہ جلدی ہی دوسری منزل پر پہنچ گیا. اس کے اندازے کے مطابق اس غیر ملکی لڑکی کا فلیٹ نمبر بارہ ہونا چاہیے. چنانچہ وہ فلیٹ نمبر بارہ کے دروازے

کے سامنے رک گیا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر دروازہ آہستہ سے کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک پتلی سی راہداری تھی جس میں دوسرے کمروں کے دروازے تھے۔ آخر میں ایک دروازہ تھا جو ٹائیگر کے مطابق اس کمرے کا دروازہ تھا جس میں وہ غیر ملکی لڑکی موجود تھی۔ یہ دروازہ بھی تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔

"کون ہے" ——— اچانک اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی جس کا لہجہ تحکمانہ تھا اور ٹائیگر ایک طویل سانس لیتا ہوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا گو اس نے اپنے طور پر پہلے احتیاط کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس بندھی ہوئی لڑکی نے شاید آہٹ سن لی تھی۔

"کون ہو تم" ——— غیر ملکی لڑکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ وہ ایک سائیڈ پر کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے بازو ابھی تک پیچھے بندھے ہوئے تھے اور پیروں میں بھی رسی موجود تھی۔ ٹائیگر اسے غور سے دیکھتا رہا۔ لڑکی واقعی پروشیا کے قد و قامت کی تھی لیکن اس کی شکل مادام پروشیا سے بالکل مختلف تھی اور بظاہر وہ میک اپ میں بھی نظر نہ آرہی تھی۔

"میں ہوٹل رین بو سے آیا ہوں۔ آپ وہاں کمرے میں اپنی ایک اہم ترین چیز بھول آئی ہیں" ——— ٹائیگر نے اندھیرے میں تیر چلانے کی کوشش کرتے ہوئے بڑے نرم اور مؤدب لہجے میں کہا۔

"کک کک ——— کونسی چیز ——— کیا مطلب، میرا ہوٹل رین بو سے کیا تعلق" ——— لڑکی کی زبان سے غیر شعوری طور پر فقرے کا پہلا حصہ ادا ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سنبھل کر بات بدل گئی۔ لیکن ظاہر ہے ٹائیگر کا چلایا ہوا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔

"مادام پروشیا آخر آپ کیوں فرار ہونے پر مجبور ہو گئی تھیں" ——— ٹائیگر نے اس بار براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم ہو کون اور کیسی باتیں کر رہے ہو" ——— لڑکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میں تمہارا دوست ہوں" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسے عمران نے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا۔ اس سے زیادہ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ مادام پروشیا عمران کے لئے دوست کا درجہ رکھتی ہے یا دشمن کا اور اس نے کیوں اس کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔ اب یہ چانس کی بات تھی کہ وہ براہ راست مادام پروشیا سے ٹکرا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے میرے ہاتھ کھول دو" ——— مادام پروشیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے اور ٹائیگر نے سوچا کہ اس طرح اس سے ہمدردی کا برتاؤ کر کے وہ اس سے کافی کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے مادام پروشیا کے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیئے۔

مادام پروشیا نے پہلے اپنی دونوں کلائیاں مسلیں اور پھر جھک کر اس نے اپنے پیروں میں بندھی ہوئی رسی کھول دی۔

"شکریہ دوست ——— تم واقعی اچھے دوست ہو۔ میں تمہاری ممنون ہوں" ——— مادام پروشیا نے مسکراتے ہوئے بڑے دلآویز لہجے میں کہا اور اس طرح اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے بڑھایا جیسے وہ دوستی کا عہد پکا کرنا چاہتی ہو۔ ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کے حلق سے نہ چاہنے کے باوجود ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ ہوا

میں اڑتا ہوا سر کے بل سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ مادام پروشیا نے ہاتھ ملاتے ہوئے بڑے ماہرانہ انداز میں اسے جھٹکا دے کر پیچھے کی طرف اچھال دیا تھا۔ ٹائیگر کے لئے چونکہ یہ سب غیر متوقع تھا اس لئے مار کھا گیا تھا۔

ٹائیگر نے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے مادام پروشیا کی گھومتی ہوئی لات اس کے چہرے پر بڑے خوفناک انداز میں پڑی اور ٹائیگر ایک بار پھر دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا۔ مادام پروشیا تو واقعی بجلی بنی ہوئی تھی۔ پہلی لات کے فوراً بعد اس کی دوسری لات ٹائیگر کی پسلیوں پر اس خوفناک انداز میں پڑی کہ ٹائیگر کا ذہن حواس چھوڑ گیا۔ پھر تکلیف کی ایک شدید لہر سے اس کی بند آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو کمرے کا منظر بدلا ہوا تھا۔ ٹائیگر اسی نائلون کی رسیوں سے بندھا ہوا کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ مادام پروشیا اس کے سامنے اس طرح کھڑی تھی جیسے ٹائیگر اس کی مفتوحہ مملکت ہو۔ ٹائیگر کو اپنے حلق میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا اور اسے گال پر بھی آگ جیسی حدت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ مادام پروشیا نے اس کے چہرے پر بھرپور انداز میں تھپڑ رسید کیا ہے اور شاید اس تھپڑ کی وجہ سے اس کے جسم میں درد کی وہ تیز لہر دوڑی ہے جس نے اسے دوبارہ ہوش کی وادی میں آنے پر مجبور کر دیا ہے۔

"تو تم ٹائیگر ہو — ہونہہ تو تمہارے ملک میں چوہوں کو ٹائیگر کہا جاتا ہے۔" — مادام پروشیا نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ سن کر ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں

دوڑنے والا خون آتش فشاں کے لاوے میں بدل گیا ہو لیکن نائلون کی باریک رسی نے وہ اس طرح بندھا ہوا تھا کہ اسے اپنے جسم کو حرکت دینا بھی ممکن نہ رہا تھا۔

"ہمارے ملک میں چوہوں کو تو چوہے ہی کہا جاتا ہے لیکن چوہیا کو البتہ پروشیا ضرور کہا جاتا ہے۔" — ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مادام پروشیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ٹائیگر کے گال پر ایک اور زوردار تھپڑ پڑا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔ تم نے یہ سمجھا تھا کہ میں ایک عام سی عورت ہوں۔ میرا نام مادام پروشیا ہے۔ بلیو برڈ کی مادام پروشیا۔ اس لئے اب جو کچھ بھی پوچھوں اس کا صحیح جواب دینا۔" — مادام پروشیا نے غراتے ہوئے کہا اور اس بار ٹائیگر استہزائیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"فکر نہ کرو ابھی جب روح تمہارے جسم سے باہر نکلے گی تو تمہارے دانت بھی ساتھ ہی باہر آ جائیں گے۔ بولو تم مجھے کیسے جانتے ہو اور یہاں تک کیسے پہنچے۔" — مادام پروشیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام پروشیا تم شاید دنیا کی احمق ترین عورت ہو۔ اگر میں تمہارا دشمن ہوتا تو میں تمہیں رسیوں کی گرفت سے آزاد کیوں کرتا۔ تم اس حالت میں میرا کیا بگاڑ سکتی تھیں۔" — ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم آخر میرے ساتھ دوستی کا دعویٰ کیوں کر رہے ہو۔ اگر تم ہوٹل مین بلو اور میرے نام کا حوالہ نہ دیتے تو میں یہی سمجھتی کہ تم شاید کھڑکی میں سے دیکھ کر یہاں آئے ہو۔" — مادام پروشیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں واقعی تمہیں کھڑکی میں سے دیکھ کر آیا ہوں "۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اگر یہ بات ہے تو پھر تم نے لازماً ڈائی جان کو بھی دیکھا ہو گا۔ ڈائی جان کو دیکھنے کے بعد تمہارا اندر آنا اور مجھے کھولنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم ڈائی جان کے آدمی بھی نہیں ہو۔ ویسے بھی اس کے یہاں دو ہی ساتھی تھے۔ ایک برکلے اور دوسرا وکٹر، برکلے تو مارا جا چکا ہے اور وکٹر کو میں اچھی طرح پہچانتی ہوں۔ پھر آخر تم کون ہو۔ کس گروہ سے تمہارا تعلق ہے" مادام پروشیا نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو یہ ڈائی جان تھا جس نے تم پر دھاگے سے باندھ کر کیڑا اٹھایا ہوا تھا۔ ان صاحب کا کیا حدود اربعہ ہے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے اس طرح کہا جیسے وہ واقعی کسی ہوٹل میں بیٹھا دوستانہ انداز میں گپ شپ کر رہا ہو۔

" اوہ تو تم نے واقعی کھڑکی سے دیکھا ہے ۔۔۔ تو تم سامنے والی بلڈنگ میں موجود تھے "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں میں ابھی آیا تھا اور پھر یہاں پہنچنے تک وہ ڈائی جان جا چکا تھا ورنہ میں اسے شاید اتنی آسانی سے نہ جانے دیتا "۔۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ اب بتاؤ کہ تم کون ہو اور سنو میں پوچھ گچھ کے معاملے میں انتہائی خطرناک حد تک ظالم واقع ہوئی ہوں۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم صحیح صحیح بات بتا دو "۔۔۔۔ مادام پروشیا

نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور واقعی اس کے چہرے پر یکلخت سرد مہری اور سفاکی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

" میں ہوٹل رین بو کا ڈیٹکٹو ہوں۔ تم وہاں سے اچانک اور پراسرار طور پر غائب ہو گئی تھیں اور ہمارے مالکان اپنے گاہکوں کے متعلق بے حد حساس ہوتے ہیں چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں تلاش کروں جس پر میں نے سارے ہوٹل اور کلب چھان مارے لیکن تم کہیں نہ ملیں تو میں تھک ہار کر اب واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔ اب یہ اتفاق ہے کہ تم اس کمرے میں موجود تھیں اور میرے کمرے کی کھڑکی بالکل تمہارے اس کمرے کی کھڑکی کے سامنے تھی۔ کیڑے والے عجیب و غریب منظر نے مجھے چونکنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی تمہارا قد و قامت بالکل مادام پروشیا جیسا تھا۔ اس لئے میں یہاں آیا اور پھر میں نے اندھیرے میں تیر چلایا تو تم بے اختیار چونک پڑیں۔ اس سے مجھے پتہ چل گیا کہ تم واقعی مادام پروشیا ہو "۔۔۔۔ ٹائیگر تو بہر ہے اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ عمران سے تعلق والی بات وہ بتا نہ سکتا تھا کیونکہ اسے ابھی تک یہ معلوم نہ تھا کہ عمران نے اسے کیوں اس کی نگرانی کا حکم دیا تھا اور اس سے متعلق بتانا درست بھی ثابت ہو گا یا نہیں۔

" ہونہہ تو تم ہوٹل رین بو کے ڈیٹکٹو ہو۔ کیا میں ہوٹل ٹیلیفون کر کے کنفرم کر لوں "۔۔۔۔ مادام پروشیا نے غور سے ٹائیگر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

" بالکل ۔۔۔ بلکہ ضرور کر دیتا کہ تمہیں پوری طرح یقین آ جائے "

ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور مادام پروشیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسے ٹائیگر کی بات پر یقین آ گیا ہے لیکن چہرے پر ابھی تذبذب کے آثار موجود تھے جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچنا چاہتی ہو۔ لیکن کوئی فیصلہ نہ کر پا رہی ہو۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام پروشیا نے جلدی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ڈبل کوئین "۔۔۔ مادام پروشیا نے کہا۔

" سنگل کراؤن ۔۔۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں مادام۔ میرے آدمیوں نے کیفے ایپالن کو گھیر رکھا ہے۔ لیکن ڈائی جان ابھی تک وہاں نہیں پہنچا۔ وہ برمن بھی کلب کے اندر موجود نہیں ہے "۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

" ہم نے ڈائی جان سے پہلے ہر صورت میں برمن کو اغوا کرنا ہے ورنہ وہ اس کے ذریعے پہلے ڈاکٹر آرنلڈ تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے تم برمن کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہو سکتا ہے "۔۔۔ مادام پروشیا نے کرخت لہجے میں کہا۔

" وہ اپنی رہائش گاہ پر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو ہم کھل کر سامنے آ جائیں۔ اس طرح یقیناً اس کے آدمیوں سے ہم برمن کا پتہ حاصل کر لیں گے "۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

" تو اب کھل کر سامنے آنے میں کیا کسر باقی رہ گئی ہے۔ سنو میں خود پوائنٹ دو پر پہنچ رہی ہوں۔ تم برمن کو لے کر ابھی آ جاؤ

اور اس سے پوچھ گچھ اطمینان سے ہو سکے "۔۔۔ مادام پروشیا نے کہا۔

" یس مادام "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اگر ڈائی جان رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دینا۔ اب اس کا زندہ رہنا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے "۔۔۔ مادام پروشیا نے کہا۔

" یس مادام "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام پروشیا نے سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم اس معاملے میں ملوث نہیں ہو اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ بہرحال تم نے اگر میرے ہاتھ کھول کر میرے گروپ کی مدد کی ہے اور مجھے اپنے ساتھی کو فون کرنے کا موقع مل گیا اور اس طرح میں ڈائی جان کے فوری مقابلے پر آنے کے قابل ہو سکی ہوں۔ ورنہ میرے صبح تک قید رہنے سے ڈائی جان واقعی فائدہ اٹھا جاتا لیکن ایک بات بتا دوں کہ اگر تم نے ہمارے متعلق ٹوہ لینے کی کوشش کی تو پھر گولیوں سے جسم چھلنی کر دیا جائے گا "۔۔۔ مادام پروشیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ وہ سیدھی میز کی طرف بڑھ گئی جس کے نیچے اس کا بیگ موجود تھا۔ اس نے بیگ اٹھایا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں چلی گئی۔

ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ واقعی بری طرح پھنس گیا تھا۔ لیکن کم از کم اسے دو اہم کلیو مل گئے تھے۔ ایک تو ڈائی جان کا اور دوسرا ہوٹل کے مالک برمن کا۔۔۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ آزاد ہو کر وہ سب سے پہلے ایکسٹو سے بات کرے تاکہ اس سے مزید احکامات

حاصل کرکے وہ صحیح معنوں میں میدان میں اتر سکے۔ اس کے سا
ساتھ وہ اس مادام پروشیا کو بھی بتانا چاہتا تھا کہ ٹائیگر —
ٹائیگر ہی ہوتا ہے — چوہا نہیں ہوتا۔ لیکن فی الحال وہ مجبو
بیٹھا ہوا تھا کیونکہ رسیاں اس مہارت سے باندھی گئی تھیں کہ واقع
اس کے لئے سوائے سر اور گردن کے باقی جسم کے حصے کو معمولی سی حرکا
دینا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔

بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی
سے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ چکی ہو۔ پورا جسم
پکے ہوئے پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اُسے یہ
طمینان ہو گیا تھا کہ وہ بہرحال زندہ ہے ورنہ بیہوش ہوتے وقت اسے
چھت کے اس بھاری بلاک نے جس طرح دبایا تھا۔ اس سے اس کے
ذہن میں آخری احساس یہی پیدا ہوا تھا کہ اب اس کی آنکھ کم از کم دنیا میں
نہ کھل سکے گی۔ وہ اس وقت ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور لوہے
کی کرسی پر اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس نے گردن گھما
کر اردگرد کا جائزہ لینا شروع کیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک قدرے
تنگ اور چھوٹی چھت کے کمرے میں موجود ہے۔ جس میں سوائے لوہے کی
بنی ہوئیں اس جیسی چند کرسیوں کے اور کوئی چیز موجود نہ ہے۔ کمرے
کا اکلوتا دروازہ بھی لوہے کا تھا اور بند تھا۔ اوپر چھت کے قریب ایک

روشندان تھا جس کے اندر لوہے کی سلاخیں فِٹ تھیں۔ روشندان کا
سائز اور اس کا انداز دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اس وقت کسی قید خانے میں
ہے لیکن یہ قید خانہ زمین سے زیادہ گہرا نہ تھا کیونکہ روشندان سے اُسے
باہر ٹریفک چلنے کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ
روشندان کے باہر سڑک تھی۔

بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ کر سب سے پہلے اپنے آپ کو ان رسیوں
سے آزاد کرانے کا فیصلہ کیا۔ رسیاں اس کی گردن کے نچلے حصے سے لے
کر پیروں تک اس طرح باندھی گئی تھیں جیسے اس کے جسم کے گرد جال سا
بُن دیا گیا ہو۔ بلیک زیرو کے لئے بظاہر تو حرکت کرنا ممکن نہ تھا لیکن چونکہ
یہ رسیاں موٹی تھیں اس لئے بلیک زیرو کو امید تھی کہ ان رسیوں کو ڈھیلا
کیا جا سکتا ہے۔ باریک رسیاں ہوتیں تو وہ ڈھیلی نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ
ان میں لچک زیادہ ہوتی تھی۔ بلیک زیرو نے پورا زور لگا کر اپنے جسم کو
آگے کی طرف کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح اس کے پھوڑے کی طرح
دُکھتے ہوئے جسم میں درد اور تکلیف کی لہریں گو بڑھ گئیں لیکن بلیک زیرو
نے ہونٹ بھینچ کر ان پر قابو پایا اور اپنی کوشش جاری رکھی۔ آہستہ آہستہ
اس کے جسم نے قدرے زیادہ حرکت کرنی شروع کر دی۔ اس کا مطلب تھا
کہ رسیاں ڈھیلی پڑھ رہی تھیں۔ مسلسل کوشش اور جسم میں بے پناہ تکلیف
کی وجہ سے وہ نہ صرف ہانپنے لگا تھا بلکہ اس کا ذہن بھی بُری طرح چکرانے
لگ گیا تھا لیکن بلیک زیرو اپنی قوت ارادی کی بنا پر اپنے آپ کو قابو میں
رکھنے میں کامیاب رہا اور چند لمحوں بعد جب اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار
جھٹکے سے آگے بڑھایا تو اس کے اوپر والے جسم اور رسیوں میں اتنا خلا

[illegible] پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے دونوں بازو اوپر کو اٹھا کر ان رسیوں سے باہر
[illegible] سکتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اپنے دونوں بازو ان
رسیوں سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ چند لمحے اطمینان سے بیٹھ
[illegible] لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھوں کی مدد سے اوپر والی رسی
[illegible] کرسی کی پشت کی دونوں سائیڈوں سے اوپر کھسکانا شروع کر دیا۔ رسیاں
پہلے ہی قدرے ڈھیلی پڑ گئی تھیں اس لئے تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ
[illegible] کو کرسی کی پشت سے اوپر کھینچ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اب عقب میں
موجود گانٹھ اس کے ہاتھوں میں آ چکی تھی چنانچہ اب اسے کھول لینا اس
کے لئے کوئی مشکل نہ تھا اور گانٹھ کھل جانے کے بعد اسے ان رسیوں سے
آزاد ہونے میں چند منٹ سے زیادہ نہ لگے اور وہ ایک جھٹکے سے کھڑا
ہو گیا۔ ایک بار تو اس کا جسم لڑکھڑا لیکن پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا
اس کے جسم میں اس وقت واقعی بے پناہ تکلیف کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔
اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی لمحے وہ تکلیف کی شدت
سے بیہوش ہو جائے گا لیکن اسے معلوم تھا کہ کسی بھی وقت کوئی آدمی
کمرے میں آ سکتا ہے اور اگر اس نے اسے رسیوں سے آزاد دیکھا تو پھر وہ
اسے فوری طور پر گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔ اس لئے اس
نے ہونٹ بھینچ کر اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کی سر توڑ کوششیں شروع
کر دیں اور اس کی ان کوششوں کا نتیجہ بھی جلد ہی مثبت انداز میں برآمد
ہو گیا۔ اس کا ذہن پوری طرح اس کے کنٹرول میں آ گیا اور بلیک زیرو
آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو
چیک کیا تو اسے یہ محسوس کر کے خوشگوار سی حیرت ہوئی کہ دروازہ باہر

سے بند نہ تھا بلکہ صرف بھڑا ہوا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر باہر جھانکا تو وہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس کی ایک طرف تو سپاٹ دیوار تھی جبکہ دوسری طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور پھر ایک اور دروازہ تھا۔ بلیک زیرو ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن یہ دروازہ باہر سے بند تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ اسے کچھ دور کاروں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے سڑک یہاں سے دو تین سو گز دور ہو۔ بلیک زیرو نے دروازے کو ہلایا لیکن باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی اور دروازہ بھی لوہے کا تھا۔ بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ اس نے دروازے کی سائیڈوں کا جائزہ لینا شروع کیا تو اسے دروازے کی دہلیز اور سیڑھی کے سٹیپ کے درمیان ایک پتلی سی لکیر نظر آئی جو تاریک تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ باہر بھی تاریکی ہے ورنہ یہاں سے لازماً روشنی اندر آتی۔ بلیک زیرو سیڑھیاں نیچے اترا اور پھر اس نے اسی لکیر کے ساتھ آنکھیں لگا دیں۔ دوسری طرف اسے چند گز تک فرش اور اس کے بعد گھاس کا پلاٹ نظر آیا جس کے اختتام پر دیوار تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ دروازہ کسی کوٹھی کے اندر واقع ہے کیونکہ ایپاٹن کلب کے گرد تو پختہ دیوار کی بجائے مہندی کی اونچی باڑ تھی۔ اس لئے اسے کسی کوٹھی کا خیال آیا تھا لیکن اب مسئلہ تھا یہاں سے نکلنے کا۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہ تھا۔ اس کے ہاتھ پر بندھی ہوئی واچ ٹرانسمیٹر بھی اتار لی گئی تھی اور اگر ہوتی بھی تو ظاہر ہے وہ کسی ممبر کو کال کر کے یہ نہ بتا سکتا تھا کہ ایکسٹو یہاں قید ہے اسے آ کر چھڑایا جائے اور دوسری بات یہ کہ اسے اس جگہ کی لوکیشن کا بھی علم نہ تھا۔ بلیک زیرو ابھی وہیں سیڑھیوں کے

منے فرش پر کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے کہ اسے دور سے قدموں ی قریب آتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ قدموں ی آواز اسی دروازے کی طرف آ رہی تھی لیکن چلنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی چوکیدار گشت کر رہا ہو۔ قدموں کی آواز رکے بغیر ہی اس دروازے کے سامنے سے گزر گئی لیکن انداز وہی تھا اور بلیک زیرو اب سمجھ گیا کہ یہ زماً کوئی چوکیدار ہو گا لیکن کوٹھی کے اندر کسی چوکیدار کی موجودگی کا مطلب تھا کہ چوکیدار انہی لوگوں کا ہو گا جنہوں نے اسے یہاں قید کیا ہے لیکن ہر حال اس طرح بے بسی سے اندر قید رہنے کی تکلیف سے بہتر ہے کہ س چوکیدار سے ہی ٹکرا لیا جائے۔ ابھی جاتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ چوکیدار زیادہ دور نہیں گیا۔ بیک زیرو جلدی سے سیڑھیاں چڑھا اور اس نے دروازے کو اس طرح کھڑکھڑانا شروع کر دیا جیسے زلزلے کی وجہ سے دروازہ کھڑکھڑا رہا ہو۔

قدموں کی جاتی ہوئی آواز خاموش ہو گئی لیکن دوسرے لمحے یہ آواز تیزی سے قریب آتی سنائی دی اور بلیک زیرو سیڑھیاں اتر کر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

”کون ہے —— کون دروازہ کھڑکھڑا رہا ہے“ —— دروازے کے باہر سے ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن بلیک زیرو نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ انسانی نفسیات جانتا تھا کہ اس کے جواب نہ دینے پر یہ آدمی لازماً مزید چیکنگ کے لئے اندر آئے گا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق تو بلیک زیرو رسیوں سے بندھا کمرے کے اندر کرسی پر بیہوش پڑا

ہوا ہے۔ وہ یہاں آ کر دروازہ کیسے کھٹکھٹا سکتا ہے۔ بس یہی تجسس
اسے دروازہ کھولنے پر مجبور کر سکتا تھا اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد باہر
سے دروازہ کی زنجیر ہٹنے کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو اور زیادہ کونے میں
سمٹ گیا۔ دوسرے لمحے دروازہ اندر کی طرف کھل گیا اور بلیک زیرو اس
کے ایک پٹ کے پیچھے آ گیا۔ ٹارچ کی روشنی راہداری میں لہرائی۔ دروازہ
کھولنے والا ٹارچ کی روشنی میں دیواروں چھت اور فرش کا اس طرح
جائزہ لے رہا تھا جیسے دروازہ کسی چھپکلی نے کھڑکھڑایا ہو اور دروازہ
کھڑکھڑانے کے بعد وہ چھت سے چمٹ گئی ہو۔

بلیک زیرو سانس روکے کھڑا تھا۔ پھر اسے اس آدمی کے سیڑھیاں
اترنے کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کا جسم تن گیا۔ آنے والا جب کمرے
کے دروازے کی طرف بڑھا تو اس کی پشت بلیک زیرو کو نظر آئی۔ وہ آدمی
خاصا لمبا تڑنگا اور بھرے ہوئے جسم کا آدمی تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں مشین
گن تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں اس نے ٹارچ پکڑی ہوئی تھی۔ ایک لمحے
کے لئے تو بلیک زیرو کے ذہن میں آیا کہ اس آدمی کے کمرے میں داخل
ہوتے ہی وہ باہر نکل جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ اس
آدمی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ دبے قدموں دروازے کی اوٹ
سے نکلا اور پیر پر پیر اٹھاتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ آدمی آہستہ آہستہ کمرے
کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹارچ بھی روشن تھی۔

" ہیلو "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس کی پشت پر پہنچ کر اچانک
کہا تو وہ آدمی اچھل کر مڑا اور دوسرے لمحے چیختا ہوا اچھل کر پشت کے
بل فرش پر جا گرا۔ بلیک زیرو نے اس کے گھومتے ہی ایک ہاتھ اس

کی مشین گن پر ڈالا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ کا مکہ پوری قوت سے اس کی
ناک پر۔ نتیجہ یہ کہ وہ آدمی مکے کی ضرب کھا کر فرش پر جا گرا جبکہ اس کے
ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن بلیک زیرو کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھی۔ دوسرے
لمحے بلیک زیرو نے مشین گن کی نالی اس کے سینے پر رکھ دی اور تیزی سے
اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ شخص یکلخت ساکت ہو گیا۔

" یہ برمن کی رہائش گاہ ہے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے غراتے
ہوئے کہا۔

" نہیں یہ اس کا مخصوص اڈہ ہے "۔۔۔۔ اس آدمی نے گڑبڑاتے
ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" برمن کہاں ہے "۔۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ پہلے سے زیادہ
سرد ہو گیا تھا۔

" مجھے نہیں معلوم وہ یہاں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا پھر واپس نہیں آیا۔
مگر تم تو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے "۔۔۔۔ اس آدمی نے
کہا۔

اور اس بار اس کے لہجے سے بلیک زیرو کو اندازہ لگانے میں دیر
نہ لگی کہ وہ اب کافی حد تک سنبھل چکا ہے اور سنبھلنے کے بعد اس کا
حرکت میں آنا ایک لازمی امر تھا۔ اس لئے بلیک زیرو تیزی سے پیچھے
ہٹا اور اس کا اندازہ اسی لمحے درست ثابت ہوا۔ عین جس لمحے بلیک زیرو
پیچھے ہٹا تھا اسی لمحے اس آدمی نے یکلخت دونوں ٹانگیں اٹھا کر اس
کے پیٹ میں لاتیں مارنے کی کوشش کی تھی لیکن بلیک زیرو کے بروقت
ہٹ جانے کی وجہ سے اس کا یہ وار خالی گیا لیکن اس دوران بلیک زیرو

نے مشین گن کو اچھال کر نالی سے پکڑ لیا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی اچھلنے
کی وجہ سے قلابازی کھا کر سیدھا ہوا بلیک زیرو کے بازو حرکت میں آ گئے
اور مشین گن کا دستہ کھٹاک سے اس کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ آدمی پیٹ
کے بل فرش پر گرا۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی دوسرا وار کیا۔ اور اس بار
اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر اس کی
نبض پکڑی تو اسے اندازہ ہو گیا کہ کم از کم ایک گھنٹے تک اسے ہوش نہیں
آ سکتا۔ بلیک زیرو واپس مڑا اور پھر دروازے سے باہر آ گیا۔ وہ عمارت
کی سائیڈ پر تھا۔ عمارت بھی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی اور یہ واقعی ایک کوٹھی
تھی۔ بلیک زیرو ہاتھ میں مشین گن لئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا
رہا لیکن جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ کوٹھی خالی تھی۔ اس میں کوئی آدمی
موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں ہی بلیک زیرو نے ساری کوٹھی گھوم لی لیکن
کوٹھی میں عام سا فرنیچر تھا اور کوئی خاص بات نہ تھی۔ البتہ ایک سائیڈ پر موجود
گیراج میں اسے ایک پرانے ماڈل کی کار کھڑی نظر آ گئی۔ بلیک زیرو نے کار
کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ کر اس نے اس کی اگنیشن کی تاریں توڑ کر
جب اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کی تو اس کا انجن فوراً ہی جاگ پڑا۔
اس کا مطلب تھا کہ کار درست اور چالو حالت میں تھی۔ بلیک زیرو نے
تاریں علیحدہ کر کے انجن بند کیا اور پھر نیچے اتر کر وہ واپس اسی کمرے
کی طرف آیا جہاں وہ بیہوش چوکیدار کو چھوڑ آیا تھا۔ اب اس نے فیصلہ
کر لیا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ دانش منزل لے جائے گا تاکہ برمن کے
متعلق اس سے مزید معلومات حاصل کی جا سکیں۔ اس نے اسے اٹھا کر
کاندھے پر لادا اور کار کی عقبی نشست کے سامنے درمیانی جگہ پر

ں کر اس نے عقبی دروازہ بند کیا۔ ایک بار پھر کار سٹارٹ کی اور اسے
یک کر کے گیراج سے باہر نکالا' پھاٹک بند تھا۔ اس نے کار پھاٹک
ے قریب روکی اور نیچے اتر کر اس نے نہ صرف پھاٹک کھول دیا بلکہ
گے بڑھ کر اس نے کوٹھی کے دونوں ستونوں پر بھی نظر ڈالی۔ ایک ستون
پہ نمبر موجود تھا۔ وہ واپس مڑا اور چند لمحوں بعد کار باہر نکال کر وہ دائیں
رف مڑ گیا کیونکہ اب وہ اس رہائشی کالونی کو پہچان چکا تھا۔ اس
قت آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی اس لئے سڑک پر اکا دکا کاریں
ی نظر آ رہی تھیں۔ بلیک زیرو اطمینان سے کار چلاتا دانش منزل کی
رف بڑھا جا رہا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کمرے میں بے چینی سے ٹہلتے ہوئے ڈاکٹر آرنلڈ نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا۔

"یس ڈاکٹر آرنلڈ"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ ایک اہم رپورٹ دینی ہے"۔ دوسری طرف سے قدرے سہمی ہوئی سی آواز سنائی دی اور فرینک کا نام سن کر ڈاکٹر بری طرح چونک پڑا۔ شاید اسے فرینک کی طرف سے کال آنے کی توقع نہ تھی۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ ٹی۔ ٹو کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ کہاں موجود ہے" فرینک نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ویری گڈ ۔۔۔ کیسے پتہ چلا"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ ...ورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً" یہ بات سن کر اچھل پڑا۔

"باس ۔۔۔ وزارت دفاع کے آفیسر بلگرامی کو آج ایک خفیہ کال ...ول ہوئی ہے جس میں ٹی۔ ٹو کا ذکر تھا۔ یہ کال کوڈ میں تھی اس ...ے ہم اسے سمجھ تو نہ سکے البتہ ٹی۔ ٹو کا ذکر سن کر ہم چوکنے ہو گئے اور ...ر انتھونی نے فوری طور پر فیصلہ کیا کہ بلگرامی کو اغوا کر کے اس سے ...تفصیل پوچھی جائے چنانچہ فوری طور پر بلگرامی کو اس کی رہائش گاہ سے ...ا گیا اور اس کے بعد اس نے تشدد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ ...ن سے معلوم ہوا ہے کہ ٹی۔ ٹو طیارہ کاراں کے خفیہ ایئر بیس پر موجود ...ہے اور اس ایئر بیس کے متعلق وزارت دفاع کے صرف چند افراد کو ہی ...م ہے جن میں وہ بلگرامی بھی شامل ہے کیونکہ وہ وزارت دفاع کے ...ن سیکشن کا انچارج ہے۔ جسے آپریشنل سیکشن کہا جاتا ہے"۔۔۔۔ ...فرینک نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔ یہ تو بہت اچھا ہوا ۔۔۔ فون ٹریپنگ کام آگئی"۔ ...ٹر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ یہ فیصلہ درست ثابت ہوا کہ کلب کے شکاروں ...کے فون خفیہ طور پر ٹریپ کئے جائیں تاکہ وہ کلب کے راز کو اگر کسی پر ...ہ شکار کرنا چاہیں تو انہیں فوری طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ورنہ تو شاید بلگرامی پر یہ شک بھی نہ کیا جاسکتا تھا کہ وہ بھی اس راز سے ...واقف ہوسکتا ہے"۔۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔

"او۔ کے انتھونی اب کیا کر رہا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے

پوچھا۔

" وہ اس بلگرامی سے اس کارال ایئربیس کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرنے میں مصروف ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں آپ کو فوری طور پر یہ خوشخبری بھی سنا دوں اور مزید احکامات بھی لے لوں۔" ـــــ فریکو نے جواب دیا۔

" تم انتھونی کو کہہ دو کہ وہ تمام تفصیلات حاصل کرنے کے بعد پوری طرح تیار رہے۔ میں ہیڈ کوارٹر سے بات کرتا ہوں کہ اس ٹیکنالوجی کو کس طرح حاصل کرنا ہے۔ کیا سالم طیارہ ہی اغوا کیا جانا ہے یا اس کی دستاویزات حاصل کرنی ہیں۔ اس کے بعد میں تمہیں کال کروں گا۔" ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

" یس باس۔" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ اس دروازے تک نہ پہنچا تھا کہ ٹیلیفون ایک بار پھر بج اٹھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور واپس آکر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ڈاکٹر آرنلڈ۔" ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں جیکی بول رہا ہوں جناب، کلب سے ـــ کلب پر خوفناک حملہ ہوا ہے۔ دس آدمیوں نے کلب پر ہلہ بول دیا۔ خوفناک اور بے تحاشا فائرنگ سے انہوں نے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا اور اس لمحے باس برمن بھی قیدی کو چھوڑ کر واپس آگئے۔ انہیں اغوا کر کے لے جایا جا رہا تھا کہ ایک اور پارٹی کود پڑی۔ یہ دو افراد تھے۔ انہوں نے پہلے حملہ آوروں

میں سے چار افراد کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا اور باس برمن کو ان سے چھین کر لے جانے لگے کہ پہلی پارٹی نے فائر کھول دیا اور اس فائر کی زد میں باس برمن آ گئے۔ ان کا جسم چھلنی ہو گیا۔ باس برمن کے ہلاک ہوتے ہی دونوں پارٹیاں فرار ہو گئیں۔ پہلی پارٹی اپنے زخمی اور مردہ افراد کو بھی لے گئی۔ اس کے بعد پولیس پہنچ گئی۔ اب میں فارغ ہوا ہوں تو میں نے آپ کو فون کیا ہے۔" ـــــ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ویری سیڈ ـــ پولیس کو کیا بتایا گیا ہے۔" ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

" ہم نے تو یہی کہا ہے کہ نجانے کون لوگ تھے اور انہوں نے کیوں حملہ کیا ہے ـــ ویسے پچھلی رات کی وجہ سے وہاں کلب کے زیادہ ممبر تو موجود نہ تھے۔ جو چند تھے وہ البتہ مارے گئے ہیں۔" ـــــ جیکی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ تم محتاط رہنا، اب تم نے برمن کی جگہ سنبھالنی ہے۔ تمہارے علاوہ اور کسی کو تو میرے متعلق علم نہیں ہے۔" ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے پوچھا۔

" نو سر باس ـــ صرف مجھے ہی علم تھا۔" ـــــ جیکی نے جواب دیا۔

" او کے محتاط رہنا۔ میں جلد ہی تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔" ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ لائن کٹتے ہی اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع دیئے۔

" یس ڈی ون۔" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" ڈی۔ اے سپیکنگ "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یس باس "۔۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" ایپائن کلب کا مالک برمن مارا جا چکا ہے۔ اس کا مینجر جیکی البتہ زندہ ہے۔ اسے ایک گھنٹے کے اندر ختم کر دو۔ اس کے ساتھ ہی ایپائن کلب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے تاکہ وہاں اگر ہماری نشاندہی کے سلسلے میں کوئی چیز موجود بھی ہو تو وہ ختم ہو جائے۔ فوری ایکشن لو "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس "۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے رسیور ایک جھٹکے سے رکھا اور ایک بار پھر تیزی سے اس ملحق دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے پر ایک مخصوص قسم کا لاک لگا ہوا تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے دروازے کی موٹھ کو مخصوص انداز میں کئی بار دائیں بائیں گھمایا تو کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا اور ڈاکٹر آرنلڈ اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا لیکن اس کمرے کی سامنے والی دیوار میں ایک دیوہیکل مشین نصب تھی جس پر بے شمار بلب بھی تھے اور ایک بڑی سی سکرین بھی تھی۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین میں زندگی کی لہریں سی دوڑنے لگیں ۔۔۔ سٹول کھینچ کر وہ مشین کے سامنے بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کمرہ یکلخت اندھیرے میں ڈوب گیا البتہ چھت پر موجود بلب میں سے تیز

قرمزی رنگ کی شعاعیں نکل کر ڈاکٹر آرنلڈ کے جسم پر پڑنے لگیں سکرین پر آڑی ترچھی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ مشین میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکل رہی تھی جو لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور پھر یکلخت سیٹی کی آواز ختم ہو گئی۔ اس کی جگہ شائیں شائیں جیسی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر کالے رنگ کی ایک بلی کی تصویر ابھر آئی جس کی آنکھیں بالکل سفید تھیں اور تیزی سے ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔

" یس بلیک کیٹ اوور "۔۔۔۔ مشین میں سے تیز اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر آرنلڈ فرام پاکیشیا اوور "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" سپیشل کال کا مقصد اوور "۔۔۔۔ وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" باس پہلی اطلاع تو یہ دینی تھی کہ ٹی۔ ٹو طیارے کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ طیارہ کارال ایئر بیس پر موجود ہے اور پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ طیارہ ہم نے اغوا کرنا ہے یا اس کی ٹیکنالوجی کی دستاویزات حاصل کرنی ہیں اوور "۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تفصیلی رپورٹ دو اوور "۔۔۔۔ چیف باس نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور جواب میں ڈاکٹر آرنلڈ نے فرینک سے ملنے والی تمام رپورٹ دوہرا دی۔

" دوسری بات کیا تھی اوور "۔۔۔۔ باس نے پوچھا۔

"باس دوسری بات یہ ہے کہ اس بار پاکیشیا کلب والا معاملہ بے حد سنگین ہو چکا ہے ــــ اخبارات میں اعلانات کرا دیئے گئے ہیں یہاں کے ایک مشہور ہوٹل سکس سٹار میں منعقد ہو رہا ہے لیکن پھر اچانک یہاں کی سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمٰن کا لڑکا علی عمران میری رہائش گاہ پر آیا۔ اس نے مجھے باتوں باتوں میں پاکیشیا کلب اور اس کے کارڈ کا ذکر کیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے شک ہو کہ پاکیشیا کلب کے کارڈ میں جاری کرتا ہوں۔ لیکن ظاہر ہے وہ مجھ سے کیا معلوم کر سکتا تھا البتہ چونکہ اس نے مجھ پر واضح طور پر شک کیا تھا چنانچہ میں نے ایس تھرسی والا شربت اسے پلا کر بھجوا دیا جس سے راستے میں اس کی کار کا خوفناک ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔ ایکسیڈنٹ میں تو وہ صرف زخمی ہوا ہے لیکن ایس تھرسی سے وہ اب تک لازماً ہلاک ہو چکا ہو گا۔ اس کے بعد مقامی ایجنٹ برمن نے مجھے کال کیا کہ ایک آدمی جو اپنے آپ کو وزارت ثقافت کا آفیسر ظاہر کر رہا تھا اس کے دفتر میں آیا اور اسے اس نے اس ایڈورٹائزنگ کمپنی کا حوالہ دیا جس میں کلب کا کارڈ انتہائی خفیہ طور پر چھپ رہے ہیں۔ میں نے اس آدمی کو فوری گرفتار کرنے اور اس سے راز اگلوانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس آدمی کو پکڑ کر ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا گیا لیکن اس دوران ایک پارٹی نے برمن کے کلب پر خوفناک حملہ کیا اور برمن کو اغوا کرنے کی کوشش کی لیکن عین اغوا کے وقت ایک اور پارٹی میدان میں کود پڑی اور برمن ہلاک ہو گیا۔ برمن کے اسسٹنٹ جیکی نے مجھے ابھی آپ کو کال کرنے سے پہلے اطلاع دی تو میں نے ڈی ون کو حکم دے دیا ہے کہ اس جیکی کا بھی فوری

طور پر خاتمہ کر دیا جائے اور پورے اسپانن کلب کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اوور" ــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران مر چکا ہے اوور" ــــ بلیک کیٹ کی آواز میں پراسرار سا ٹھہراؤ تھا۔

"یس باس ــــ ایس تھرسی کو مقامی ڈاکٹر تو کسی طور پر بھی چیک نہیں کر سکتے اور اس کا اثر لازماً بارہ گھنٹوں بعد ہارٹ فیلور کی صورت میں نکلتا ہے اور اب اس بات کو بیس گھنٹے گزر چکے ہیں اوور" ــــ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا۔

"سنو ــــ یہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی خوفناک آدمی ہے اور تمہارا پاکیشیا کلب والا چکر اب تک اس لئے کامیاب جا رہا تھا کہ وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا تھا لیکن اس کا تم تک پہنچنے کا مطلب ہے کہ اسے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ اگر تو وہ مر چکا ہے تب تو سمجھو ایک عذاب تمہاری گردن سے اتر گیا اور اگر وہ نہیں مرا تو پھر وہ قیامت بن کر تم پر ٹوٹ پڑے گا۔ دوسری بات یہ کہ اب لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ جائے گی اور برمن پر حملہ بتاتا ہے کہ کچھ اور پارٹیاں بھی اس سلسلے میں مصروف ہیں۔ اس لئے فوری طور پر پاکیشیا کلب والا سلسلہ ختم کر دو اور سنو ٹی۔ ٹو طیارے کے متعلق تم میں سے کسی نے کوئی اقدام نہیں کرنا اس کے لئے ہم علیحدہ ٹیم بھیجیں گے۔ تم اپنے تمام سیکشنوں کو آگاہ کر دو کہ اس معاملے میں بالکل کوئی اقدام نہ کریں اور تم خود فوری طور پر روپوش ہو جاؤ۔ جب تک تمہیں مکمل طور پر یقین نہ ہو جائے کہ تمہاری

ذات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو گئی ہے اوور "۔۔۔۔۔۔ دوسری
طرف سے کرخت لہجے میں ہدایات دی گئیں۔

"یس باس اوور "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے اس بار قدرے مایوسانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے
الفاظ سن کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ سکرین پر سے سیاہ بلی کی آنکھیں
گھماتی ہوئی تصویر غائب ہو گئی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین بند کی تو کمرہ
دوبارہ روشن ہو گیا لیکن ڈاکٹر آرنلڈ کا چہرہ لٹکا ہوا تھا کیونکہ چیف باس
نے ایک لحاظ سے اسے اور اس کی پوری ٹیم کو ناکارہ قرار دے کر معطل کر
دیا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ کمرے سے باہر آیا اور ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر
اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ نجانے کتنی دیر اسے ایسے بیٹھے ہوئے گزر گئی کہ
اپنے عقب میں دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ بری طرح چونک کر سیدھا ہوا
اور پھر دروازے میں داخل ہونے والے نوجوان کو دیکھتے ہی اس کے چہرے
پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"انتھونی تم "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ
انتھونی اس کے ماتحت تمام گروپس کا انچارج تھا اور اس کا نمبر ٹو تھا لیکن
آج سے پہلے انتھونی کبھی بغیر اطلاع دیئے اس کے ہیڈ کوارٹر میں نہ
آیا تھا۔

"یس ڈاکٹر آرنلڈ ۔۔۔۔۔ ایک اہم پیغام پہنچانا تھا تمہیں۔ اس لئے
مجھے خود آنا پڑا "۔۔۔۔۔ انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے
لہجے میں مخصوص مؤدبانہ پن ہرگز موجود نہ تھا جو ایک ماتحت کے لہجے میں

ہونا چاہیے تھا۔

"کیا ۔۔۔۔ تم آج کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو "۔۔۔۔۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جس لہجے میں مجھے بات کرنی چاہیے ۔۔۔۔ یہ لو پیغام ۔۔۔۔ خود ہی
پڑھ لو "۔۔۔۔۔ انتھونی نے اسی طرح سخت اور کھردرے لہجے میں کہا اور
جیب سے ایک کاغذ نکال کر ڈاکٹر آرنلڈ کی طرف بڑھا دیا۔ یہ کاغذ
سرخ رنگ کا تھا۔ کاغذ کو دیکھتے ہی ڈاکٹر آرنلڈ کا چہرہ یکلخت سیاہ پڑ
گیا۔ کیونکہ وہ اس مخصوص کاغذ کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اسے ڈیتھ وارنٹ
کہا جاتا تھا۔ اس نے کانپتے ہوئے لہجے میں کاغذ کھولا تو اس کی نظریں
کاغذ کے درمیان لکھے ہوئے الفاظ پر جم گئیں۔ دوسرے لمحے کاغذ
اس کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ کاغذ پر اس کا نام اور عہدہ لکھا ہوا
تھا اور نیچے لفظ ڈیتھ لکھا تھا۔

"مم ۔۔۔۔ مم ۔ مگر کیوں "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کانپتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب تو ہیڈ کوارٹر ہی دے سکتا ہے ۔۔۔۔ تمہاری جگہ
مجھے فوری طور پر پاکیشیا کا انچارج بنا دیا گیا ہے اور اس کی اطلاع تمام
سنٹرز کو دے دی گئی ہے۔ میں نے ڈیتھ وارنٹ ملنے کے بعد ہیڈ کوارٹر
میں موجود اپنے ایک دوست سے بات کی تھی تو مجھے اتنا پتہ چلا ہے کہ تم
یہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق کسی آدمی کی نظروں میں آ گئے ہو۔ اس
لئے تمہاری فوری موت ضروری ہو گئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ایکریمیا کا
خوفناک ترین سنگل ایجنٹ ڈانی جبان بھی یہاں آیا ہوا ہے اور ایکریمیا

کی ایک اور خوفناک مجرم تنظیم بلیو برڈ کے متعلق بھی اطلاعات ملی ہیں کہ
وہ بھی یہاں موجود ہے اس لئے ہیڈ کوارٹر نے نتیجہ نکالا ہے کہ تم نہ صرف
مقامی سیکرٹ سروس بلکہ ایکریمیا کے ایجنٹوں کے سامنے بھی بے نقاب
ہو چکے ہو۔ اب تمہیں زندہ رکھنے کا مطلب پاکیشیا میں بلیک کیٹ کے تمام
سنٹرز کی مکمل تباہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے مجھے فوری حکم
دیا گیا ہے کہ نہ صرف ڈیتھ وارنٹ کی تکمیل کروں بلکہ اس ہیڈ کوارٹر میں
موجود ہر شخص کا خاتمہ کر کے اس پورے ہیڈ کوارٹر کو بھی مکمل طور پر
تباہ کر دوں۔ چنانچہ اب میں پہلے تمہیں قتل کروں گا پھر اس ہیڈ کوارٹر
میں انتہائی طاقتور وائرلیس بم فٹ کر کے اس پورے ہیڈ کوارٹر کو اڑا
دوں گا "۔۔۔۔۔ انتھونی نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے
وہ ڈاکٹر آرنلڈ سے اس کی موت کے بارے میں گفتگو کرنے کی بجائے کسی
انتہائی دلچسپ موضوع پر گفتگو کر رہا ہو۔

" تمہاری یہ جرأت "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے یکلخت اچھلتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب سے
باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور موجود تھا۔ لیکن انتھونی بڑے
اطمینان بھرے انداز میں کھڑا رہا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ریوالور نکالتے ہی
اس کا ٹریگر دبایا لیکن ریوالور سے گولی کی بجائے ٹرچ کی آواز نکلی۔ ڈاکٹر
آرنلڈ پاگلوں کے سے انداز میں مسلسل ٹریگر دباتا رہا لیکن سوائے ٹرچ ٹرچ
کی آوازوں کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ انتھونی
کے طنزیہ قہقہے سے گونج اٹھا۔

" ہیڈ کوارٹر نے ریوالور کو پہلے ہی بیکار کر دیا تھا۔ تم خود تو قرمزی

ت عوں میں گھرے بیٹھے ہیڈ کوارٹر سے بات کرتے رہے ہو۔ اور انہی
رمزی شعاعوں میں ایلسٹان ریز بھی شامل کر دی گئیں جس کے بعد
ے رے جسم کے ساتھ موجود تمام بارودی اسلحہ بیکار ہو گیا۔ مجھے یہ اطلاع
ے دی گئی تھی اس لئے میں مطمئن تھا "۔۔۔۔۔ انتھونی نے قہقہہ
تے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا۔
مرے لمحے دھماکے کے ساتھ ہی ڈاکٹر آرنلڈ کے حلق سے چیخ نکلی اور
اچھل کر پشت کے بل نیچے فرش پر گرا۔ اسی لمحے دوسرا دھماکہ ہوا اور
س بار گولی ٹھیک نیچے گرتے ہوئے ڈاکٹر آرنلڈ کی کھوپڑی میں گھسی اور
س کے ساتھ ہی ڈاکٹر آرنلڈ کے حواس پر موت کی تاریکی چھا گئی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے چونک کر ریسیور اُٹھا لیا. وہ تھوڑی دیر پہلے نیند سے بیدار ہوا تھا اور باتھ روم سے واپس آکر کرسی پر بیٹھا تھا.

" یس صدیقی سپیکنگ "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا.

" صدیقی بھائی میں برجیس بول رہی ہوں ۔۔ بیگم بلگرامی "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور صدیقی یہ آواز سن کر بُری طرح چونک پڑا. برجیس اس کی خالہ زاد بہن تھی.

" برجیس تم ۔۔ تم نے کیسے فون کیا. خیریت ہے "۔۔۔۔ صدیقی برجیس کے اتنی صبح اس غیر متوقع فون پر بُری طرح چونک پڑا.

" میں بے حد پریشان ہوں صدیقی ۔۔ انتہائی پریشان. میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ اچانک مجھے تمہارا خیال آیا. تم نے ایک بار بتایا

تھا کہ تم ملٹری انٹیلیجنس میں ہو اس لئے میں نے سوچا کہ شاید تم میری مدد کر سکو "۔۔۔۔ برجیس نے پریشان سے لہجے میں کہا.

" اوہ ۔۔ وہ تو تم بہت پرانی بات کر رہی ہو. ملٹری انٹیلیجنس کو چھوڑے تو مجھے کافی عرصہ گزر چکا ہے. بہرحال یہ بتاؤ پریشانی کیا ہے "۔ صدیقی نے جواب دیا.

" تم میرے گھر آجاؤ ۔۔ پلیز فوراً ۔۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں "۔۔۔۔ برجیس نے کہا.

" لیکن مجھے تو معلوم نہیں کہ تم آج کل کہاں رہ رہی ہو "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور واقعی اسے معلوم نہ تھا کیونکہ سیکرٹ سروس میں شامل ہونے کے بعد رشتہ داروں سے ملنے کا کبھی تین چار سالوں بعد ہی موقع ملتا تھا. ایک لحاظ سے تو سیکرٹ سروس میں آنے کے بعد وہ سب دنیا کے ہر تعلق سے لاتعلق ہو چکے تھے.

" ڈیفنس کالونی کوٹھی نمبر چھپیس. پلیز جلدی آجاؤ "۔۔۔۔ برجیس نے کہا.

" او. کے میں آرہا ہوں "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور ریسیور رکھ کر وہ کرسی سے اُٹھا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا. اتنا تو اسے معلوم تھا کہ برجیس کا شوہر بلگرامی وزارت دفاع میں کسی اونچے عہدے پر فائز ہے لیکن تفصیلات کا اسے علم نہ تھا. شاید پانچ سال پہلے ایک فنکشن میں برجیس اور اس کے شوہر بلگرامی سے ملاقات ہو گئی تھی' اور برجیس جو اس کے ساتھ اکٹھی یونیورسٹی میں پڑھتی رہی تھی نے اس فنکشن میں اس سے اس بات کا بڑا گلہ کیا تھا کہ وہ ملتا ہی نہیں ـ لیکن

صدیقی ظاہر ہے کیا جواب دیتا، ٹال گیا۔ البتہ برجیس نے زبردستی اس سے فون نمبر اس سے لے لیا تھا۔ بہرحال لباس تبدیل کر کے وہ فلیٹ سے نکلا اور پھر گیراج سے کار نکال کر وہ ڈیفنس کالونی کی طرف بڑھ گیا۔ اس وقت صبح کا اجالا ہلکا ہلکا پھیل رہا تھا اس لئے سڑکوں پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ صدیقی خاصی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا تھوڑی دیر بعد ڈیفنس کالونی پہنچ گیا۔ کوٹھی نمبر پچیس تلاش کرنے میں اسے کچھ زیادہ وقت نہ لگا۔ کوٹھی خاصی شاندار اور وسیع تھی اور کوٹھی سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ برجیس کا خاوند بلگرامی کے عہدے میں خاصی ترقی ہو چکی ہے۔ کال بیل کے جواب میں ملازم نے پھاٹک کھول دیا اور صدیقی کار اندر لے گیا۔ برآمدے میں ہی برجیس پریشانی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔

"خیریت ہے برجیس ——— آخر اتنی کیا پریشانی ہے۔ بلگرامی کہاں ہے "——— صدیقی نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"انہی کے متعلق تو ساری پریشانی ہے۔ میرے ساتھ آؤ"——— برجیس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر وہ صدیقی کو لے کر ڈرائینگ روم میں آ گئی جہاں ایک دیوار پر بلگرامی اور برجیس کا شادی کے موقع پر لیا گیا فوٹو لگا ہوا تھا۔

گو برجیس کی شادی کو کافی عرصہ گزر چکا تھا لیکن برجیس ابھی تک اسی طرح تھی جیسی وہ شادی کے اس فوٹو میں نظر آ رہی تھی۔

"صدیقی بھائی ——— بلگرامی غائب ہے۔ اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا"——— برجیس نے ڈرائینگ روم میں بیٹھتے ہی کہا۔

"غائب ہے ——— کیا مطلب میں سمجھا نہیں"——— صدیقی

نے چونک کر پوچھا۔

"کل بلگرامی کی طبیعت قدرے ناساز تھی۔ اس لئے وہ دفتر نہ گیا۔ سہ پہر کے وقت اسے دفتر سے کال آئی اور بلگرامی کال سننے کے بعد کہیں جانے کے لئے تیار ہونے لگا۔ میں اس وقت باورچی خانے میں تھی۔ اسی وقت ایک بار پھر کال آئی تو بلگرامی نے کال ریسیو کی۔ باورچی خانے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور بلگرامی ساتھ والے کمرے میں بات کر رہا تھا اس لئے گفتگو میرے کانوں میں بھی پڑی۔ کوئی آدمی انتھونی بات کر رہا تھا۔ بلگرامی نے پہلے اسے خاصا غصہ دکھایا کہ اس نے کیوں کال کی ہے۔ لیکن پھر جب اس پاکیشیا کلب کا حوالہ انتھونی نے دیا تو بلگرامی یکلخت خوفزدہ سا ہو گیا اس کے لہجے میں بے چارگی اور قدرے بے بسی سی نمایاں ہونے لگی۔ اس کے بعد کال بند ہو گئی تو میں نے بلگرامی سے پوچھا کہ کس کی کال تھی۔ بلگرامی مجھے ٹال گیا کہ ایک پرانے دوست کی طرف سے کال تھی اور پھر وہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ ایک ضروری کام سے جا رہا ہے۔ رات دیر سے واپس آئے گا لیکن ساری رات گزر گئی ہے اور وہ واپس نہیں آیا تو مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ میں نے صبح اس کے تمام واقفکاروں اور دوستوں کے گھر فون کر کے معلوم کیا لیکن بلگرامی کا کوئی پتہ نہ چلا۔ میں نے دفتر سے معلوم کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ اسی دوران ایک کال آئی۔ بلگرامی بول رہا تھا لیکن اس کے لہجے میں شدید کراہ موجود تھی جیسے وہ شدید زخمی ہو اس نے مجھے کہا کہ وہ ایک سرکاری خفیہ کام میں مصروف ہے اس لئے میں فکر نہ کروں اور اگر کوئی پوچھے تو میں صرف اتنا بتاؤں کہ وہ کسی عزیز کے ہاں گیا ہوا ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ میں مزید کچھ پوچھتی فون بند ہو گیا۔

میں اس کال کے بعد بے حد پریشان ہو گئی ہوں۔ بلگرامی جس عہدے
فائز ہے۔ وہ انتہائی اہم اور خفیہ عہدہ ہے۔ اس لئے میں پولیس یا ملٹری
انٹیلیجنس کو بھی کچھ نہیں بتا سکتی۔ ہو سکتا ہے بلگرامی کسی مصیبت میں پھنس
جائے۔ پھر اچانک مجھے تمہارا خیال آیا تو میں نے اپنی پرانی ڈائری تلاش
کی۔ اس میں تمہارا فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ تب میں نے تمہیں فون کیا ہے۔
میرے بھائی تم میری مدد کرو۔ سرکاری طور پر نہیں بلکہ غیر سرکاری طور
پر"۔ —— برجیس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کیا بلگرامی اپنی ذاتی کار میں گیا ہے یا سرکاری کار میں"۔ ——
صدیقی نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ذاتی کار میں"۔ —— برجیس نے جواب دیا۔

"اس کی کار کا نمبر اور ماڈل"۔ —— صدیقی نے کہا اور برجیس نے
اسے کار کا نمبر اور ماڈل بتا دیا۔

"ٹھیک ہے اب بتاؤ کہ بلگرامی آج کل کس عہدے پر کام کر رہا
ہے"۔ —— صدیقی نے کہا۔

"وہ وزارت دفاع کے آپریشن سیکشن کا انچارج ہے۔ وزارت دفاع
کا یہ سیکشن انتہائی حساس سیکشن سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے تو مجھے بے حد
پریشانی ہو رہی ہے"۔ —— برجیس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
جواب دیا۔

"پاکیشیا کلب کا کیا قصہ ہے۔ کچھ اس کی تفصیل بتا دو"۔ ——
صدیقی نے کہا۔

"پاکیشیا کلب ہر سال کسی اعلیٰ ہوٹل میں استقبالیہ دیتا ہے جس میں

ت کی معزز افراد کو شریک ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ گذشتہ سال
بلگرامی کو بھی کارڈ آیا اور بلگرامی اس کارڈ کے ملنے پر بے حد خوش ہوا۔
اس نے شرکت کی لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس استقبالیے میں شرکت
کے کچھ عرصے بعد بلگرامی کا رویہ بدل گیا۔ وہ بے حد چڑچڑا سا ہو گیا تھا۔
یوں لگتا تھا جیسے اس کے ذہن پر کوئی دباؤ ہو۔ میں نے کئی بار پوچھنے کی
کوشش کی لیکن ہر بار وہ مطمئن کر کے ٹال دیتا"۔ —— برجیس نے
جواب دیا۔

"ہوں —— ٹھیک ہے تم فکر مت کرو، میں بلگرامی کو جلد ہی ڈھونڈ
لوں گا۔ لیکن کیا بلگرامی ڈائری وغیرہ لکھتا تھا"۔ —— صدیقی نے برجیس
کو تسلی دیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ڈائری لکھنے کی اسے قطعاً عادت نہ ہے"۔ —— برجیس
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے کسی انتھونی کا ذکر کیا ہے۔ کیا تم نے پہلے یہ نام سنا ہوا
ہے"۔ —— صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں ایک بار پہلے اس نام کے آدمی کی کال آئی تھی۔ بلگرامی اس
وقت گھر میں موجود نہ تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ بلگرامی کا دوست ہے اور
بلگرامی جیسے ہی آئے اسے پیغام دے دوں کہ وہ اس سے ملنے گارڈن
کلب میں آ جائے"۔ —— برجیس نے کہا۔

"پھر تم نے پیغام دے دیا تھا"۔ —— صدیقی نے پوچھا، اور
برجیس نے سر ہلا دیا۔

"او۔ کے برجیس —— تم قطعی بے فکر رہو۔ میں جلد ہی تمہیں اچھی

خبر سناؤں گا "۔۔۔۔ صدیقی نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

" اوہ صدیقی ۔۔۔ تم میرے بھائی ہو پلیز کچھ کرو۔ میرے دل میں بڑے وہم آ رہے ہیں "۔۔۔۔ برجیس نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو برجیس ۔۔۔ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تسلی رکھو "۔۔۔۔ صدیقی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

" شکریہ ۔۔۔ واقعی تمہارے آنے سے بڑا اطمینان سا محسوس ہو رہا ہے۔ تم نے ناشتہ نہیں کیا ہوگا۔ ٹھہرو میں ملازم سے کہہ دوں تمہارا ناشتہ بنائے "۔۔۔۔ برجیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں ۔۔۔ ناشتہ میں نے کرلیا ہے ' او۔کے مجھے اجازت "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ کوٹھی سے نکل آیا۔ اس نے سب سے پہلے گارڈن کلب جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے اس مسئلہ میں مدد کے لئے کہے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ پہلے اپنے طور پر تو کوشش کرے۔ پاکیشیا کلب کا اشتہار اس بار اس نے بھی اخبار میں پڑھا تھا اور پھر جولیا سمیت سب ممبرز نے اس استقبالیہ میں شرکت کرنے کا فیصلہ بھی کیا تھا اور جولیا نے عمران کو اس کے کارڈ حاصل کرنے کے لئے فون بھی کیا تھا۔ لیکن پھر ایکسٹو نے انہیں اس استقبالیے سے علیحدہ رہنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح ان کی ساری پلاننگ ختم ہوگئی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار گارڈن کلب کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ گارڈن کلب میں داخل ہوگیا۔ لیکن وہاں ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایک چوکیدار کے سوا وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

" صاحب ۔۔۔ اس وقت تو کلب میں کوئی نہیں آتا "۔۔۔۔ چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں صدیقی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے ۔۔۔ لیکن مجھے پتہ چلا ہے کہ میرا ایک دوست انتھونی یہیں ٹھہرا ہوا ہے۔ میں اس سے ملنے آیا ہوں "۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

" انتھونی ۔۔۔ کون انتھونی ' یہاں تو کوئی انتھونی نہیں رہتا۔ بلکہ کوئی بھی نہیں رہتا "۔۔۔۔ چوکیدار کے لہجے میں اور زیادہ حیرت ابھر آئی۔

" یار تم کیسے چوکیدار ہو ۔۔۔ انتھونی کو نہیں جانتے "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

" جناب ۔۔۔ اس نام کے تین افراد تو کلب کے مستقل ممبر ہیں اور اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ڈیوڈ انتھونی ہے۔ دوسرے کا چارلس انتھونی اور تیسرے کا کارپر انتھونی۔ آپ کس کا پوچھ رہے ہیں "۔۔۔۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

" تینوں کے متعلق ہی بتا دو "۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے چوکیدار کے ہاتھ میں تھما دیا۔ چوکیدار کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

" اوہ صاحب ـــ اس کی کیا ضرورت تھی . میں تو آپ کا خادم
ہوں جناب "ـــ چوکیدار کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا لیکن اس نے
نوٹ جلدی سے جیب میں ڈال لیا تھا .

" ان تینوں کے متعلق جو تفصیل تمہیں معلوم ہو بتا دو "ـــ
صدیقی نے کہا .

" جناب ان میں سے دو تو مقامی ہیں جبکہ ایک غیر ملکی ہے . گذشتہ
چار پانچ سال سے نظر آنے لگا ہے لیکن ایک بات ہے صاحب اس
کی دوستی بہت بڑے بڑے افسروں سے ہے . اس کا نام ڈیوڈ انتھونی
ہے . مجھے اس کا پتہ تو معلوم نہیں البتہ دفتر کے رجسٹر میں شاید لکھا ہو
اور چارلس انتھونی صاحب امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس کرتے ہیں .
سفید رنگ کی لمبی سی کار ہے ان کی . ان کی بیگم بہت خوبصورت ہے
جب وہ کلب میں آتی ہے تو . . . . . "ـــ چوکیدار کی زبان تیزی
سے چلنے لگی .

" بس بس ـــ بیگم کو چھوڑ دو . مجھے کسی کی بیگم سے کوئی دلچسپی نہیں
ہے "ـــ صدیقی نے برا سا منہ بناتے ہوئے اسے درمیان میں
ہی ٹوک دیا .

" اچھا صاحب ـــ تیسرے کارپرا انتھونی صاحب ایک ٹیکسٹائل
مل کے چیف مینجر ہیں صاحب . سوکھے پتلے سے آدمی ہیں بڑے سڑیل
سے . کسی کو کچھ دینا تو ایک طرف اتنے کنجوس ہیں کہ سلام کا جواب بھی
نہیں دیتے "ـــ چوکیدار نے کہا اور اس بار صدیقی چوکیدار کی بات سن
کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا . چوکیدار نے واقعی کنجوسی کی خوبصورت

مثال دی تھی .

" اس غیر ملکی کا پتہ چاہیے مجھے ـــ دوست "ـــ صدیقی نے
سر ہلاتے ہوئے کہا . فطری طور پر اسے بھی خیال آیا تھا کہ یہ غیر ملکی ہی
بلگرامی کے چکر میں ملوث ہو سکتا ہے . کیونکہ بہرحال بلگرامی انتہائی اہم اور
حساس شعبے کا چیف تھا اور چوکیدار کا یہ کہنا کہ ڈیوڈ انتھونی کی بڑے
بڑے افسروں سے دوستی تھی ' بھی قابل غور بات تھی .

" صاحب دفتر تو بند ہے ـــ شام کو کھلے گا . آپ شام کو تشریف
لے آئیں "ـــ چوکیدار نے کہا .

" مجھے ابھی اور اسی وقت اس کا پتہ چاہیے . یہ آخری نوٹ ہے
میرے پاس "ـــ صدیقی نے جیب سے ایک اور بڑا نوٹ نکالتے
ہوئے کہا لیکن اس نے نوٹ اپنے ہاتھ میں ہی رکھا .

" اوہ اوہ صاحب ـــ ہے تو یہ غلط لیکن بہرحال ٹھیک ہے "
میرے پاس چابیاں ہیں لیکن میں ان پڑھ ہوں "ـــ چوکیدار کی نظریں
نوٹ پر جمی ہوئی تھیں .

" ٹھیک ہے ـــ میں خود چیک کر لوں گا "ـــ صدیقی نے کہا
اور نوٹ چوکیدار کی طرف بڑھا دیا . چوکیدار نے اس طرح نوٹ جھپٹا جیسے
چیل گوشت کا ٹکڑا جھپٹتی ہے . اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے
آثار نمایاں ہو گئے تھے . صبح ہی صبح اسے بھاری رقم وصول ہو رہی تھی اور
وہ بھی مفت میں .

" آیئے جناب "ـــ چوکیدار نے کہا اور پھر وہ صدیقی کو ساتھ
لئے عمارت کی عقبی طرف آ گیا . اس نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا

اور ایک کمرے کا تالا کھول کر اندر آگیا۔ یہ کمرہ واقعی دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن یہاں ایک کی بجائے تین چار میزیں تھیں۔

" جناب یہ زاہدی صاحب کی میز ہے۔ زاہدی صاحب ہی تمام ممبروں کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔" ـــــ چوکیدار نے کونے میں موجود ایک میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میز کے ساتھ ایک ریک جس میں موٹی موٹی فائلیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر ان فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک فائل پر ممبرشپ کے الفاظ دیکھ کر اس نے وہ فائل نکالی اور اسے میز پر رکھ کر کھول دیا۔ فائل میں کارڈ لگے ہوئے تھے جس پر گارڈن کلب کے ممبران کے کوائف درج تھے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے وہ کارڈ نکال لیا جس پر ڈیوڈ انتھونی کے کوائف درج تھے ڈیوڈ انتھونی کے کارڈ میں حوالہ شخصیت کا نام ڈاکٹر آرنلڈ درج تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ جو آئل اینڈ گیس ریسرچ کے ادارے کے سربراہ تھے اور مشہور و معروف آدمی تھے۔ ڈیوڈ انتھونی کا پتہ زیرد کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے درج تھا۔ ساتھ ہی اس کا فون نمبر بھی لکھا ہوا تھا۔ شعبہ کے لحاظ سے وہ انجینئر تھا لیکن کسی فرم کا نام درج نہ تھا۔

" جلدی کیجئے صاحب کہیں کوئی آگیا تو میری نوکری چلی جائے گی۔ یہ خفیہ ریکارڈ ہوتا ہے۔" ـــــ ایک طرف کھڑے چوکیدار نے بے چین کے سے لہجے میں کہا اور صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے فائل بند کر کے واپس رکھ دی۔

" ٹھیک ہے آؤ۔" ـــــ صدیقی نے کہا اور کمرے سے باہر آگیا۔ اور پھر چوکیدار تو تالا لگانے میں مصروف ہو گیا جبکہ صدیقی تیز تیز قدم

اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے جیسے ہی ایک پبلک فون بوتھ نظر آیا اس نے کار روک دی اور فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے جیب سے سکے نکال کر فون پیس میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر کارڈ میں درج ڈیوڈ انتھونی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحے گھنٹی بجتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔" ـــــ ایک بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسے تھا جیسے کوئی سوتے میں اٹھ کر فون اٹنڈ کر رہا ہو۔ لیکن لہجہ مقامی تھا۔

" ڈیوڈ انتھونی صاحب سے ملنا ہے مجھے۔" ـــــ صدیقی نے کہا۔

" ڈیوڈ انتھونی ـــــ اوہ انتھونی صاحب تو تین ماہ پہلے کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ میرا نام عامر رضا ہے۔ میں نے ان سے کوٹھی خالی کرائی تھی۔ میں اس کوٹھی کا مالک ہوں۔ پہلے میں بیرون ملک رہتا تھا اس لئے میں نے اسے کرایہ پر دے رکھی تھی۔ پھر میں واپس آگیا اور اب میں خود رہ رہا ہوں۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں۔" ـــــ عامر رضا شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی لگتا تھا۔

" میں سنٹرل انٹیلیجنس بیورو سے بول رہا ہوں۔ ڈیوڈ انتھونی صاحب کا موجودہ پتہ ہمیں چاہیے۔ ورنہ آپ کے خلاف بھی کارروائی ہو سکتی ہے کیونکہ ہمیں جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق اس کوٹھی میں جرائم کی سازشیں ہوتی ہیں۔" ـــــ صدیقی نے جان بوجھ کر لہجہ سخت بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ — ارے صاحب آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں تو عام سا کاروباری آدمی ہوں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" —— عامر رضا کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔

" آپ کی کوٹھی بہرحال ملوث ہے۔ اس لئے آپ ڈیوڈ انتھونی کا پتہ بتا کر اپنی جان چھڑوا لیں۔ پھر ہم جانیں اور ڈیوڈ انتھونی جانے ورنہ ......" —— صدیقی نے اور زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

" جناب مجھے تو معلوم نہیں — میں نے تو ڈیوڈ انتھونی کو کوٹھی ڈاکٹر آرنلڈ صاحب کے کہنے پر دی تھی۔ ڈاکٹر آرنلڈ صاحب کے ادارے کو میں سامان سپلائی کرتا رہتا ہوں اس لئے ان سے اچھی واقفیت ہے پھر انہی سے کہہ کر میں نے کوٹھی خالی بھی کروائی ہے۔ البتہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ ڈیوڈ انتھونی صاحب یہاں سے شفٹ کر کے البرٹ کالونی میں گئے ہیں لیکن کوٹھی نمبر کا مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ پلیز ڈاکٹر آرنلڈ صاحب سے بات کریں وہ جانتے ہیں۔ البرٹ کالونی کی بات بھی انہوں نے ہی ایک بار ذکر آنے پر مجھے بتائی تھی۔" —— عامر رضا نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے — ہم معلوم کر لیں گے شکریہ۔" —— صدیقی نے کہا اور مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ زیرو کالونی کے بعد البرٹ کالونی کی ٹپ سامنے آئی تھی لیکن البرٹ کالونی تو بے حد وسیع و عریض کالونی تھی۔ اب وہ اس کالونی کی ہر کوٹھی کو تو چیک نہ کر سکتا تھا۔ کافی دیر تک وہ فون بوتھ میں ہی کھڑا سوچتا رہا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری

کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ انکوائری کے لئے چونکہ سکہ ڈالنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے نمبر گھماتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس انکوائری۔" —— آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلیجنس۔" —— صدیقی نے لہجے کو اپنے طور پر انتہائی بارعب بناتے ہوئے کہا چونکہ سنٹرل انٹیلیجنس کے نام سے ہر شخص واقف تھا اس لئے ایسے موقعوں پر وہ لوگ اس محکمے کا نام ہی استعمال کرتے تھے۔

" اوہ — یس سر حکم سر فرمائیے۔" —— آپریٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا نام ہے تمہارا۔" —— صدیقی نے بارعب لہجے میں پوچھا۔

" سہیل احمد سر۔" —— دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیا۔

" مسٹر سہیل احمد — مجھے ایک شخص کے فون نمبر کی تلاش ہے۔ اس شخص کا نام ڈیوڈ انتھونی ہے اور وہ البرٹ کالونی میں رہتا ہے۔" —— صدیقی نے کہا۔

" ڈیوڈ انتھونی — البرٹ کالونی — اوہ یس سر۔ ایک منٹ سر ہولڈ آن کریں سر۔" —— آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آواز سنائی دی۔

" یس سر موجود ہے سر۔ ٹیلیفون تو سر ڈاکٹر جیکب صاحب

کے نام سے لگا ہوا ہے لیکن سر مجھے معلوم ہے سر کہ وہاں ڈیوڈ انھتونی صاحب کے نام ہی کال کی جاتی ہے۔ مجھے اس طرح معلوم ہے سر کہ تقریباً دو تین ماہ پہلے سر میں سنٹرل آفس میں تھا سر تو ڈاکٹر جیکب صاحب کی طرف سے باقاعدہ درخواست آئی تھی کہ انکوائری کو ہدایت کر دی جائے سر کہ ڈیوڈ انھتونی کا فون نمبر اگر کوئی پوچھے تو یہ نمبر نہ بتایا جائے سر۔ تب سے مجھے یاد ہے سر۔ نوٹ کر لیں سر"۔۔۔۔ آپریٹر نے سر سر کی رٹ لگاتے ہوئے کہا اور ایک نمبر بتا دیا۔

"اس فون کی لوکیشن ۔ میرا مطلب ہے کوٹھی نمبر وغیرہ"۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر کوٹھی نمبر تھرٹی، اے بلاک سر"۔۔۔۔ آپریٹر سہیل نے فوراً ہی جواب دیا۔

"او۔ کے اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ سرکاری راز ہے۔ تم نے کسی سے ذکر نہیں کرنا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اوہ سر مجھے معلوم ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں سر"۔۔۔۔ آپریٹر واقعی ضرورت سے زیادہ ہی بوکھلا گیا تھا کہ ہر لفظ کے بعد اس نے سر کہنے کی گردان شروع کر دی تھی اور صدیقی نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔ بہرحال وہ ڈیوڈ انھتونی کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور اب آپریٹر کی اس بات سے کہ ڈاکٹر جیکب کی طرف سے درخواست گزاری گئی ہے کہ کسی کو ڈیوڈ انھتونی کا نام نہ بتایا جائے۔ وہ پوری طرح مشکوک ہو گیا تھا کہ ڈیوڈ انھتونی اس چکر میں ملوث ہے اور اب اسے یقین ہوتا جا رہا تھا

کہ بلگرامی کے اغوا کے پیچھے کوئی بہت بڑا مجرم موجود ہے۔ اس لئے ایک بار پھر اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ ایکسٹو سے اس بارے میں بات کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس کا خیال غلط بھی ثابت ہو سکتا تھا چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ پہلے وہ بلگرامی کو کسی طرح برآمد کرے اس کے بعد صحیح صورت حال سامنے آئے گی۔

کار چلاتا ہوا وہ البرٹ کالونی پہنچ گیا۔ اس نے کار اے بلاک میں پہنچ کر روکی اور پھر اس نے سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود ایک باکس کا ڈھکن کھولا اور اس میں موجود مختلف اسلحہ اٹھا کر اس نے اپنی جیبوں میں ڈالا۔ ریڈی میڈ میک اپ کا باکس بھی اس نے اٹھا لیا باکس بند کر کے بیک مرر کی مدد سے اس نے نقلی مونچھیں ایک گال پر موٹا سا مسہ اور دوسرے گال پر زخم کا نشان چپکا کر ریڈی میڈ میک اپ کیا اور پھر نیچے اتر کر کار لاک کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کوٹھی نمبر تیس تلاش کر لی لیکن کوٹھی کی پوزیشن دیکھ کر اس کے ہونٹ خود بخود بھنچ گئے۔ کوٹھی قلعہ نما تھی اور اس کی دیواروں کی بلندی کافی تھی اور اس کے علاوہ دیواروں پر بجلی کی ننگی تاروں کا ایک جال سا بچھا ہوا تھا۔ گیٹ کے ساتھ ستون پر کسی ڈاکٹر جیکب کا نام درج تھا جس کے نیچے ڈگریوں کی ایک طویل قطار لکھی ہوئی تھی۔ کوٹھی دو منزلہ تھی۔ صدیقی سائیڈ روڈ پر آگے بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا لیکن باوجود تلاش کرنے کے اسے کوٹھی کے اندر خفیہ طور پر داخل ہونے کا کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ چاہتا تو ڈائریکٹ کال بیل بجا کر ڈیوڈ انھتونی کا معلوم کر سکتا تھا لیکن آپریٹر

کی بتائی ہوئی بات اس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی اور باہر بھی ڈاکٹر جیکب کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے لازماً ٹرخا دیا جاتا۔ اس لئے اس نے خفیہ طور پر کوٹھی کے اندر جا کر چیکنگ کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن ایک تو دن کا وقت تھا دوسرا کوٹھی کی ساخت ایسی تھی کہ اندر جانا تقریباً ناممکن تھا۔ وہ ابھی جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر کوٹھی کی دیوار کے باہر موجود گٹر کے ڈھکن پر پڑی اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے گٹر کا ڈھکنا ایک جھٹکے سے اٹھا لیا۔ ڈھکنا ہٹتے ہی اندر سے خوفناک بدبو اور سڑاند کا ایک بھبکا سا باہر نکلا تو صدیقی بے اختیار پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ڈھکن ایک سائیڈ پر رکھ دیا اور خود ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تاکہ بند ہونے کی وجہ سے گٹر کے اندر موجود زہریلی ہوا باہر نکل جائے اور اس پر کوئی شک بھی نہ کرے۔ ایک اور گلی میں گھس کر وہ ایک لمبا چکر کاٹتا ہوا جب واپس کوٹھی کی عقبی گلی میں پہنچا تو گلی اس وقت بھی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے گٹر کے ڈھکنے کی طرف بڑھا۔ اب وہ پہلے جیسی بدبو اور سڑاند نہ تھی لیکن بہرحال بدبو موجود تھی۔ دہانے سے سیڑھیاں اندر جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچ گیا۔ گٹر کافی بڑا تھا لیکن گندہ پانی اس کے درمیان میں بہہ رہا تھا اور سائیڈیں خشک تھیں۔ اس نے جان بوجھ کر اوپر دہانے کو ڈھکن سے بند نہ کیا تھا تاکہ تازہ ہوا آتی جاتی رہے اور اندر گھپ اندھیرا بھی نہ ہو جائے۔ گٹر کی دیوار کے ساتھ قدم جماتا وہ آگے بڑھتا رہا۔ دیوار بالکل ختم ہو چکی تھی اور ہاتھ لگانے سے جھڑ رہی تھی۔ گندے

زہریلے پانی نے دیوار کی پختگی کو بالکل ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ یکلخت اس کے کانوں میں ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔ یہ آواز دیوار کے رخنے سے آئی تھی۔ آواز ایسے تھی جیسے کوئی کراہ رہا ہو۔ آواز ایک بار پھر سنائی دی اور صدیقی نے کان اس رخنے سے لگا دیئے۔ واقعی دوسری طرف کوئی کراہ رہا تھا اور آواز رخنے سے آ رہی تھی۔ آواز آنے کا مطلب تھا کہ یہاں سے دیوار میں کوئی سوراخ ایسا ہے جس سے آواز آرپار ہو رہی ہے۔

”کون ہے —— کون کراہ رہا ہے“ —— صدیقی نے رخنے سے منہ لگا کر کہا۔

”مم —مم۔ مت مارو مجھے —— مت مارو“ —— دوسرے سے ایک گھگھیاتی ہوئی آواز سنائی دی اور صدیقی بے اختیار اچھل پڑا۔ اب وہ آواز پہچان گیا تھا۔ یہ آواز بلگرامی کی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنے کوٹ کی جیب میں سے ایک باریک دھار کا خنجر نکالا۔ یہ خنجر اس نے کار کی سیٹ کے نیچے باکس سے نکال کر اپنے پاس رکھ لیا تھا کہ شاید کام آ جائے۔ خنجر کی نوک کی مدد سے اس نے خستہ دیوار کی اینٹیں نکالنے کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ دیوار واقعی بے حد خستہ تھی۔ اس لئے چند لمحوں میں ہی وہ کئی اینٹیں نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسری طرف ایک اور دیوار تھی جس کی اینٹیں اس قدر خستہ تو نہ تھیں لیکن بہرحال زیادہ پختہ بھی نہ تھیں۔ درمیان میں ایک رخنہ تھا جس میں سے شاید آواز نکل رہی تھی۔ کراہنے کی آواز ایک بار پھر اس رخنے سے آ رہی تھی۔ صدیقی کے ہاتھ اور تیزی سے چلنے لگے۔ اینٹیں اکھاڑ اکھاڑ کر وہ احتیاط سے

نیچے رکھتا جا رہا تھا۔ زہریلی ہوا سے پیدا ہونے والے نمک نے دیوار ک
دوسری طرف موجود سیمنٹ کے پلستر کو اینٹوں سے دور کر رکھا تھا
لئے جہاں جہاں سے وہ اینٹیں نکال رہا تھا وہاں پلستر ایک دیوار ک
صورت میں کھڑا رہ گیا البتہ اس پلستر میں کئی جگہ ایسے سوراخ موجود
جیسے پلستر جھڑ کر اندر گر گیا ہو۔ آواز مسلسل آ رہی تھی۔ صدیقی ہونٹ
بڑی احتیاط لیکن تیزی سے اینٹیں اکھاڑے جا رہا تھا۔ وہ اتنا بڑا سو
بنا لینا چاہتا تھا جس سے بلگرامی کو باہر نکال سکے۔ احتیاط وہ اس
کر رہا تھا کہ اسے دوسری طرف کی پوزیشن کا علم نہ تھا۔ بہرحال اسے مع
ہو گیا تھا کہ یہ کوئی تہہ خانہ ہے جس میں بلگرامی زخمی حالت میں پڑا ہو
اس تہہ خانہ کی دیوار گٹر کی دیوار سے ملحق ہے۔ بہرحال اس کے ہاتھ
رہے اور وہ خستہ اینٹوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر احتیاط سے گٹر میں ڈھیر کرتا
زہریلی ہوا اور بدبو کے ساتھ ساتھ مسلسل محنت کی وجہ سے اس کا س
پسینے میں ڈوب گیا تھا اور اب وہ ہانپنے لگا تھا۔ اس کے ذہن پر بھی
ہوا کا ہلکا سا اثر ہو رہا تھا لیکن یہ کیفیت شدید نہ تھی کیونکہ گٹر کا
کھلا ہونے کی وجہ سے تازہ ہوا مسلسل گٹر کے اندر آ رہی تھی۔ تھوڑی
بعد صدیقی اتنا بڑا حلقہ بنا لینے میں کامیاب ہو گیا جس سے اس کے
خیال کے مطابق بلگرامی کو آسانی سے باہر نکالا جا سکتا تھا۔ اب دو
طرف پلستر کی دیوار موجود تھی جس میں البتہ جگہ جگہ ٹیڑھے میڑھے اور
بڑے سوراخ تھے۔

"آپ بلگرامی ہیں"۔۔۔ صدیقی نے ایک سوراخ کے قریب
منہ لگاتے ہوئے آہستہ سے کہا اور کراہنے کی آواز یکلخت رک گئی

"یہ۔۔۔ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اوہ کون بول رہا ہے۔ میں
ہوں"۔۔۔ ایک لمحے کی خاموشی کے بعد بلگرامی کی آواز سنائی
س کے لہجے میں تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی
تھے۔

"میں آپ کی بیگم برجیس کا خالہ زاد بھائی صدیقی ہوں۔ آپ کو
سے نکالنا چاہتا ہوں۔ کیا اس تہہ خانے میں آپ کے علاوہ اور
کوئی موجود ہے"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اوہ۔ صدیقی تم خدا کے لئے مجھے بچا لو۔ میں شدید زخمی
۔ وہ درندے ہیں وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ تہہ خانہ بند ہے۔ میں
می ہوں"۔۔۔ بلگرامی نے تیز تیز لہجے میں کہا اور صدیقی نے سر
تے ہوئے پلستر کی اس پتلی سی دیوار پر مکہ مارا تو پلستر ٹوٹ کر دوسری
ف جا گرا اور وہاں ایک بڑا سا سوراخ ہو گیا۔ تہہ خانہ واقعی ایک
سا کمرہ تھا جس میں ایک کم پاور کا بلب جل رہا تھا۔ فرش پر بلگرامی
وا تھا۔ اس کے پیر رسی سے بندھے ہوئے تھے اور ہاتھوں کو بھی پشت
کے باندھ دیا گیا تھا۔ بلگرامی کا پورا جسم زخموں سے چور تھا۔ یوں لگ
تھا جیسے انتہائی بے دردی سے اس پر کوڑے برسائے گئے ہوں۔
یقی نے جلدی سے سوراخ اور بڑا کیا اور پھر اینٹوں پر چڑھ کر وہ اس
خ میں سے اندر تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر موجود
۔ اس لئے چند لمحوں میں اس نے بلگرامی کے ہاتھوں اور پیروں کی
سیاں کاٹ دیں۔

"تت۔۔۔ تت تم صدیقی تو نہیں ہو"۔۔۔ بلگرامی کے لہجے

میں حیرت تھی۔ وہ اس طرح صدیقی کو دیکھ رہا تھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

" میں میک اپ میں ہوں۔ کیا آپ چل سکتے ہیں یا آپ کو اٹھا کر لے چلوں "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور اس نے بلگرامی کو اٹھا کر کھڑا کرنے کی کوشش کی۔

" مم۔۔مم میں چل سکتا ہوں "۔۔۔۔ بلگرامی نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا لیکن صدیقی کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ چنانچہ اس نے ایک جھٹکے سے بلگرامی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر جھک کر وہ اس سوراخ سے دوسری طرف موجود اینٹوں کے ڈھیر پر پیر جماتا ہوا گٹر میں پہنچا اور بلگرامی کے منع کرنے کے باوجود وہ دوڑتا ہوا اسے لے کر گٹر کے دہانے کے ساتھ موجود لوہے کی سیڑھی تک پہنچ گیا۔ اس نے بلگرامی کو خاموش رہنے کے لئے کہا اور پھر اسے اٹھائے سیڑھی چڑھتا ہوا دہانے تک پہنچ گیا۔

" اب آپ نے احتیاط سے باہر نکلنا ہے۔ پہلے سر باہر نکال کر دیکھیں کوئی موجود تو نہیں ہے "۔۔۔۔ بلگرامی نے کہا۔

" نہیں۔۔۔۔ گلی خالی پڑی ہے "۔۔۔۔ بلگرامی نے کہا اور صدیقی نے اسے سیڑھی پر کھڑا کیا اور پھر سہارا دے کر گٹر کے دہانے سے باہر نکالنے میں مدد دینے لگا۔ چند لمحوں بعد بلگرامی باہر پہنچ گیا تو صدیقی بھی اچھل کر باہر آ گیا۔ گلی واقعی خالی پڑی تھی لیکن اب وہ بلگرامی کو اٹھا کر بھاگ نہ سکتا تھا اس لئے وہ اسے سہارا دے کر تقریباً دوڑتا ہوا مخالف سمت میں موجود ایک گلی میں داخل ہو گیا اور پھر اسی طرح

چھوٹی چھوٹی عقبی گلیوں میں سے گزرتا ہوا وہ عقبی سڑک کے قریب پہنچ گیا لیکن بلگرامی چونکہ شدید زخمی تھا اس لئے وہ اسے لے کر بارونق سڑک پر نہ آنا چاہتا تھا۔

" آپ یہیں اس کوڑے کے ڈھیر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ جائیں۔ میں دوسری سڑک پر موجود کار لے کر یہاں آتا ہوں۔ اس حالت میں آپ سڑک پر آئے تو یقیناً ان مجرموں کو اطلاع ہو جائے گی "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور بلگرامی سر ہلاتا ہوا کوڑے کے بڑے سے ڈرم کی اوٹ میں کھسک گیا۔ دیوار کا کونا ہونے کی وجہ سے یہاں وہ خاصا محفوظ تھا۔

صدیقی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر سڑک پر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا۔ اس کی کار وہاں سے کافی فاصلے پر موجود تھی۔ لیکن مسلسل اور تیز تیز چلنے کی وجہ سے وہ کار تک جلد پہنچ گیا اور پھر اسے کار سمیت واپس اسی جگہ آنے میں دیر نہ لگی جہاں بلگرامی موجود تھا۔

" آ جائیے "۔۔۔۔ صدیقی نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر کہا۔ لیکن بلگرامی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو صدیقی پریشان ہو کر نیچے اترا اور تیزی سے ڈرم کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلا کیونکہ بلگرامی وہاں بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر بیہوش بلگرامی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اٹھا کر تیزی سے کار کی عقبی سیٹ کے نیچے خالی جگہ پر لٹا کر اس نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے کار انتہائی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ کار چلاتے ہوئے تو اس نے یہی سوچا تھا کہ بلگرامی کو اس کی رہائش گاہ

پرسے جانے لیکن کچھ آگے جاکر اس کا ارادہ بدل گیا. بلگرامی کی حالت
کوٹھی کی پوزیشن دیکھ کر اب اسے پختہ یقین ہوگیا تھا کہ بلگرامی سے حکومت
کا کوئی اہم راز معلوم کرنے کے لیے نہ صرف اسے اغوا کیا گیا ہے بلکہ اس پر
تشدد بھی کیا گیا ہے اور پھر ہوسکتا ہے بلگرامی کو غائب پاکر وہ لوگ دوبارہ
اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں. اس لئے اس نے کار کو اپنے فلیٹ کی
طرف موڑ دیا. تھوڑی دیر بعد وہ بلگرامی کو اٹھا کر فلیٹ میں پہنچ گیا. اس
نے بیہوش بلگرامی کو بستر پر لٹایا اور پھر ایمرجنسی میڈیکل باکس اٹھا کر
اس نے بلگرامی کو فرسٹ ایڈ دینا شروع کردی اور چند لمحوں بعد بلگرامی کراہتا
ہوا ہوش میں آگیا. صدیقی نے اس کے زخموں کو بینڈیج کرنا شروع
کردیا.

"اوہ — اوہ صدیقی. یہ کونسی جگہ ہے. مجھے گھر لے جاؤ" —
بلگرامی نے ہوش میں آکر بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا
"اطمینان سے لیٹے رہیں. یہ بھی آپ کا ہی گھر ہے. یہ میرا فلیٹ ہے
میں برجیس کو فون کردیتا ہوں، وہ آپ کے لئے بے حد پریشان ہے"
صدیقی نے کہا اور ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا.
"مم — مم خود بات کرتا ہوں" — بلگرامی نے کہا.
"نہیں — ابھی آپ کی بات کرنا مناسب نہیں ہے. ہوسکتا ہے
آپ کو اغوا کرنے والے دوبارہ آپ کی رہائش گاہ پر پہنچیں. اس صورت
میں برجیس کو آپ کے متعلق جتنا کم معلوم ہوسکے اتنا اچھا ہے" —
صدیقی نے کہا اور نمبر ڈائل کرنے لگا.
"یس" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بر

پریشان آواز سنائی دی.
"برجیس — میں صدیقی بول رہا ہوں" — صدیقی نے

"اوہ صدیقی بھائی — بلگرامی کا کچھ پتہ چلا" — برجیس نے
طرح چیختے ہوئے کہا.
"ہاں — پتہ چل گیا ہے. وہ بالکل بخیریت بھی ہیں اور ٹھیک بھی.
یسا کرو بچوں کو ساتھ لے کر فوراً اپنی رہائش گاہ سے یہاں میرے فلیٹ
جاؤ. میرا فلیٹ ونگٹن روڈ پر ہے. نمبر ہے ایک سو دو. بس فوراً"
ؤ. بلگرامی یہاں میرے پاس موجود ہے. لیکن خطرہ ہے کہ جن لوگوں نے
ی کو اغوا کیا تھا وہ دوبارہ رہائش گاہ پر نہ چھاپہ ماریں. اس لئے تم
یہاں آجاؤ جلدی" — صدیقی نے اسے سمجھاتے ہوئے

"اوہ خدایا شکر ہے — بلگرامی ٹھیک ہے. میں آرہی ہوں صدیقی
ئی" — دوسری طرف سے برجیس کی انتہائی مطمئن آواز سنائی
ی اور صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا.
"تمہارا بے حد شکریہ صدیقی — تم نے مجھے نئی زندگی دلائی ہے.
ن تم وہاں تک پہنچ کیسے گئے" — بلگرامی نے مسکراتے ہوئے
اب وہ ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل گیا تھا.
"اس بات کو چھوڑیں بلگرامی صاحب — آپ مجھے یہ بتائیں کہ
لوگوں نے آپ کو اغوا کیا اور کیوں تشدد کیا" — صدیقی نے
یڈ کے ساتھ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا. ساتھ ساتھ وہ اپنا ریڈی میڈ

میک اپ بھی اتارتا جا رہا تھا۔

" اوہ —— صدیقی یہ معاملہ واقعی انتہائی اہم ہے۔ لیکن معاف کرنا میں اسے عام آدمی کے نوٹس میں نہیں لا سکتا۔ مجھے فوراً ملٹری انٹیلیجنس کے چیف سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا۔ تم پلیز ذرا فلیٹ سے باہر چلے جاؤ۔ میں فون کر لوں، ناراض نہ ہونا۔ یہ اہم اور ٹاپ سیکرٹ ملکی راز ہے۔" —— بلگرامی نے ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

" ملٹری انٹیلیجنس —— تو کیا آپ کی نظر کے مطابق یہ کیس ملٹری انٹیلیجنس کا ہے۔" —— صدیقی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔" —— بلگرامی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے —— آپ بات کر لیجئے۔ میں باہر جا کر برجیس کو لے آتا ہوں۔" —— صدیقی نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد سر ہلاتے ہوئے کہا اور اُٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے اس نے سوچا تھا کہ وہ ایکسٹو سے بات کرے لیکن پھر اسے خیال آیا کہ چونکہ بلگرامی کا تعلق وزارت دفاع سے ہے اس لئے ہو سکتا ہے مسئلہ ملٹری انٹیلیجنس کا ہی ہو۔ اس کے لئے اتنا ہی بہت تھا کہ اس نے بلگرامی کو برآمد کر لیا تھا۔ اس طرح وہ برجیس کے سامنے سرخرو ہو گیا تھا۔

باہر سڑک پر کھڑے اسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک ٹیکسی کے قریب آ کر رکی اور برجیس ٹیکسی کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ وہ اکیلی تھی۔ بچے ساتھ نہ تھے۔

" بچوں کو ساتھ نہیں لے آئیں۔" —— صدیقی نے کہا۔

" نہیں —— وہ ایک ہفتے سے نانا کے گھر گئے ہوئے ہیں چھٹیاں گزارنے۔" —— برجیس نے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔

" کیسا ہے بلگرامی —— کہاں تھا وہ۔" —— برجیس نے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

" یہ انہی سے پوچھ لینا۔" —— صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جب وہ فلیٹ میں داخل ہوئے تو بلگرامی بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے۔

" اوہ —— اوہ تم تو زخمی ہو۔ کیا ہوا تمہیں۔ کس نے زخمی کیا ہے۔" برجیس نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

" تمہارے بھائی نے واقعی مجھے نئی زندگی دی ہے برجیس۔ مجرم ایک اہم ملکی راز مجھ سے پوچھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھ پر بے پناہ تشدد کیا اور پھر اسی زخمی حالت میں مجھے قید کر دیا۔ نجانے صدیقی کیسے وہاں پہنچ گیا اور مجھے وہاں سے نکال لایا۔" —— بلگرامی نے کہا اور برجیس انتہائی تشکرانہ انداز میں صدیقی کو دیکھنے لگی۔

" یہ تو میرا فرض تھا بلگرامی —— برجیس میری بہن ہے۔ بہرحال بات ہو گئی ہے آپ کی۔" —— صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں وہ ملک سے باہر ہیں اور میں ان سے کم رینک کے کسی افسر سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ معاملہ بھی بے حد نازک ہے۔ دیر کی صورت میں بھی ملک کو انتہائی خوفناک نقصان پہنچ سکتا ہے۔" —— بلگرامی نے پریشان لہجے میں کہا۔

" برجیس ادھر باورچی خانہ ہے۔ کیا آپ ہمارے لئے دو کپ چائے
بنا سکتی ہیں۔ ویسے باورچی خانہ ہے کنواروں کا۔ اس لئے اس میں
ترتیب اور نفاست تو نہ ہوگی "۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

" اوہ اچھا۔۔۔ لیکن تم شادی کیوں نہیں کر لیتے "۔۔۔ برجیس
نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔۔۔ کرلیں گے شادی "۔۔۔ صدیقی
نے ٹالتے ہوئے کہا اور برجیس ہنستی ہوئی باورچی خانے کی طرف
بڑھ گئی۔

" بلگرامی صاحب۔۔۔ آپ ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں۔ اس لئے
آپ کو بتا رہا ہوں کہ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ اگر آپ کہیں تو
میں چیف سے آپ کے متعلق بات کروں۔ برجیس کو اس لئے میں نے
باورچی خانے بھیج دیا ہے تاکہ اس پر یہ بات ظاہر نہ ہو "۔۔۔ صدیقی
نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔۔۔ تو تم سیکرٹ سروس سے متعلق ہو۔۔۔ ایکسٹو سے۔ اوہ
اوہ ویری گڈ۔۔۔ اوہ اب میں سمجھ گیا کہ تم نے مجھے اتنی جلدی کیسے
ٹریس کر لیا۔ میں تو خود سوچ رہا تھا کہ کس طرح ایکسٹو سے رابطہ قائم
کروں "۔۔۔ بلگرامی کے لہجے میں مسرت کے ساتھ ساتھ حیرت تھی۔
اور صدیقی مسکراتا ہوا ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا
اور پھر تیزی سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ لیکن اس نے جان بوجھ
کر اپنا جسم فون اور بلگرامی کے درمیان رکھ لیا تھا تاکہ بلگرامی ایکسٹو

کے مخصوص نمبر سے آگاہ نہ ہو سکے۔

" ایکسٹو "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
مخصوص آواز ابھری۔

" صدیقی بول رہا ہوں جناب "۔۔۔ صدیقی نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

" یس۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ کیوں فون کیا ہے "۔۔۔ ایکسٹو
نے سرد لہجے میں کہا۔

" اس وقت میں یہاں فلیٹ سے تفصیل نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ یہاں
مہمان موجود ہیں۔ میں ابھی چند منٹ بعد فون کرتا ہوں جناب پبلک
بوتھ سے "۔۔۔ صدیقی نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی
رسیور رکھ دیا کیونکہ برجیس چائے بنا کر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی
اور اسی لمحے اس کو خیال آیا کہ برجیس کے سامنے اسے کوئی بات نہیں
کرنی چاہیے۔

" تم لوگ چائے پیو میں آرہا ہوں۔ میرے بغیر دروازہ نہ کھولنا "
صدیقی نے رسیور رکھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا فلیٹ سے
باہر آگیا۔ سڑک پر آکر وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھ گیا جہاں قریب
ہی ایک پبلک بوتھ موجود تھا۔ فون بوتھ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے
صدیقی کو رابطہ قائم کرنے میں دیر نہ لگی۔

" ایکسٹو "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر ایکسٹو کی
مخصوص آواز ابھری۔

" صدیقی بول رہا ہوں جناب۔۔۔ پبلک بوتھ سے "۔۔۔

صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے برجیس کا فون آنے سے لے کر بلگرامی کو اس کوٹھی سے نکال کر فلیٹ تک لے آنے کی ساری تفصیل سنا دی۔

"تمہاری بہن برجیس فلیٹ پر ہے"۔۔۔۔ ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ اسی لئے تو میں نے وہاں سے فون کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا سر"۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم فلیٹ پر رکو، میں صفدر کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہ بلگرامی کو رانا ہاؤس پہنچا دے گا۔ اس کے بعد جو صورت حال ہوگی میں تمہیں تمہارے فلیٹ پر اس بارے میں ہدایات دے دوں گا"۔۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔

ڈائی جان نے دروازہ کھولا اور کمرے کے اندر داخل ہوگیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان رکھی ہوئی ایک کرسی پر ایک مقامی نوجوان بیہوش پڑا ہوا تھا۔ ڈائی جان کے ساتھ ہی وکٹر بھی تھا۔

"تو یہ الپائن کلب کا مینجر ہے"۔۔۔۔ ڈائی جان نے غور سے کرسی پر بیہوش پڑے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے ساتھ کھڑے وکٹر سے پوچھا۔

"یس باس۔۔۔ یہی مینجر ہے۔ بس اتفاقاً یہ میرے ہاتھ لگ گیا ورنہ تو یقیناً بے حد مشکل ہو جاتا"۔۔۔۔ وکٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اتفاقاً" کا کیا مطلب"۔۔۔۔ ڈائی جان نے چونک کر پوچھا۔

"باس برمن کے قتل ہونے کے بعد جب آپ نے کسی ایسے آدمی کی تلاش کا حکم دیا جو برمن کے راز جانتا ہو تو میں نے کوشش شروع کر دی

اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ مینیجر جیکی برمن کا راز دار ہے۔ میں نے اس کی تلاش شروع کی۔ یہ کلب میں موجود نہ تھا۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کہاں تلاش کیا جائے کہ ایک ویٹر نے بھاری رقم لے کر اس کا ایک خفیہ اڈہ بتا دیا جو کلب سے کچھ فاصلے پر تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو یہ وہاں سے جا چکا تھا۔ میں واپس کلب آیا تو پتہ چلا کہ کلب کی پوری عمارت کو خوفناک بموں سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ عمارت مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی اور عمارت میں موجود تمام افراد کے جسموں کے پرزے اڑ گئے تھے۔ اس کے خفیہ اڈے سے ہی پتہ چلا تھا کہ وہ ابھی کلب گیا ہے۔ اس کا حلیہ وغیرہ مجھے معلوم تھا۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ یہ بھی کلب کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہوگا کہ اچانک کلب سے کچھ دور موجود ایک لکڑی کے ہٹ سے مجھے یہ پُراسرار انداز میں نکلتا ہوا نظر آ گیا۔ شاید یہ کلب کے نیچے کسی تہہ خانے میں ہوگا جو کلب تباہ ہونے کے باوجود تباہ نہ ہوا ہوگا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف تھا۔ میں چونکہ اس ہٹ کے قریب ہی موجود تھا اس لئے یہ آسانی سے میرے ہاتھ لگ گیا۔ میں نے بیہوشی کی گیس فائر کرنے والے ریوالور سے اسے بیہوش کیا اور پھر اسے اٹھا کر یہاں لے آیا "۔۔۔۔ وکٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم نے اپنی نگرانی اور تعاقب کا خیال رکھا تھا "۔۔۔۔ ڈائی جان نے چونک کر پوچھا۔

" یس باس بے فکر رہیں ۔۔۔ میں نے حتی المکان چیکنگ کر لی ہے "۔۔۔ وکٹر نے جواب دیا اور ڈائی جان نے سر ہلا دیا۔

" اوکے اسے ہوش میں لے آؤ "۔۔۔۔ ڈائی جان نے سر

تے ہوئے کہا اور وکٹر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک رے نیلے رنگ کی شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکنا کھولا اور شیشی اس نوجوان ک سے لگا دی۔ چند لمحوں تک ایسا کرنے کے بعد اس نے شیشی ئی اور ڈھکنا دوبارہ بند کر کے اس نے شیشی واپس جیب میں ڈال لی۔

" کتنی دیر لگے گی اسے ہوش میں آنے تک "۔۔۔۔ ڈائی جان نے پوچھا۔

" صرف ایک منٹ "۔۔۔۔ وکٹر نے جواب دیا اور واقعی ایک منٹ بعد نوجوان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور بیک وقت اس کے حلق سے کراہ جیسی آواز نکلی اور اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ چند سیکنڈ تک ہ آنکھیں کھولے اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا پھر یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر اس کی نگاہیں سامنے کھڑے ڈائی جان اور وکٹر پر جم گئیں۔

" کک کک کون ہو تم ۔۔۔ میں کہاں ہوں "۔۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں اِدھر اُدھر اور اپنے جسم کو دیکھتے ہوئے کہا چونکہ اس کا جسم کرسی سے بندھا ہوا نہ تھا اس لئے وہ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" بیٹھ جاؤ جیکی "۔۔۔۔ ڈائی جان نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ تو تم میرا نام بھی جانتے ہو لیکن ہو کون اور یہ میں یہاں کیسے آ گیا ہوں "۔۔۔۔ جیکی نے بیٹھنے کی بجائے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا کرسی سے ٹکرایا اور پھر کرسی سمیت فرش پر جا گرا۔ ڈائی جان کا ہاتھ بجلی کی سی

تیزی سے گھوما تھا اور جیکی کے گال پر زوردار تھپڑ پڑا تھا۔ نیچے گر کر جیکی نے اضطراری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر نیچے گرا۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا اور منہ سے خون کی لکیریں سی نکلنے لگی تھیں۔ اس کے کئی دانت منہ سے نکل کر سامنے فرش پر جا گرے تھے۔ جیکی اس بار دھیرے دھیرے اٹھا۔ اس نے ہاتھ لگا کر اپنا گال دیکھا اور پھر یکلخت جس طرح سپرنگ کھلتا ہے اسی طرح اچھل کر وہ ڈائی جان پر کودا لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر خوفناک انداز میں چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس طرح اس کا جسم اکٹھا ہونے لگا جیسے جلیبی بنتی ہے۔ ڈائی جان نے صرف اپنی ٹانگ موڑ کر گھٹنا آگے کر دیا تھا اور یہ گھٹنے کی زوردار ضرب تھی جس نے جیکی کو جلیبی کی طرح مڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ چند لمحوں تک چیختا ہوا اسی طرح فرش پر گھومتا رہا جیسے پاگل کتا اپنی دم پکڑنے کے چکر میں گھومتا ہے اور پھر دھم سے نیچے گر کر زور زور سے سانس لینے لگا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا جبکہ ڈائی جان اسی طرح اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔

"میں اپنا حکم دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔"۔۔۔ ڈائی جان کا لہجہ بے حد سرد تھا اور جیکی ڈائی جان کی بات سنتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے جلدی سے فرش پر گری ہوئی کرسی ٹھیک کی اور اس پر بیٹھ گیا لیکن کرسی پر بیٹھتے ہی وہ ایک بار پھر اس طرح ہانپنے لگا جیسے میلوں دوڑ لگا کر آیا ہو۔

"گڈ۔۔۔ اگر اسی طرح حکم کی تکمیل کرتے رہے تو اپنی جان بچا لو گے۔" ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت تت۔۔۔ تم ہو کون۔"۔۔۔ جیکی نے ہانپتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ ڈائی جان کے سرد لہجے اور خوفناک انداز سے بری طرح خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔

"ہمارے متعلق کچھ مت پوچھو۔۔۔ ہمارے متعلق معلوم ہونے کے بعد تمہارا زندہ رہنے کا سکوپ بالکل ختم ہو جائے گا۔"۔۔۔ ڈائی جان نے سرد لہجے میں کہا اور جیکی اس طرح جلدی جلدی اثبات میں سر ہلانے لگا جیسے وہ ڈائی جان کی بات سے پوری طرح مطمئن ہو۔

"ٹھ ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے میں نہیں پوچھتا۔"۔۔۔ جیکی نے سر ہلاتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔۔۔ میں تمہیں بتا دوں کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ پاکیشیا کلب کا کرتا دھرتا ڈاکٹر آرنلڈ ہے اور برمن ڈاکٹر آرنلڈ کا خاص آدمی ہے۔ اور تم برمن کے خاص آدمی ہو۔ برمن ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے اب تم ہمیں ڈاکٹر آرنلڈ کے متعلق تفصیلات بتاؤ گے۔"۔۔۔ ڈائی جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ۔۔۔ میں تو کسی ڈاکٹر آرنلڈ کو نہیں جانتا۔"۔۔۔ جیکی نے جلدی جلدی کہا۔

"او۔کے اب اقرار مت کرنا۔۔۔ مجھے ذرا اچھی طرح لطف لینے دینا۔" ڈائی جان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا کوئی انتہائی پسندیدہ کھیل کھیلنے کے لئے تیار ہو چکا ہو۔

"کک کک۔۔۔ کیا مطلب، کیسا لطف۔"۔۔۔ جیکی نے گھبرا کر کہا۔

"وکٹر" ـــــ ڈائی جان نے جیکی کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے پاس کھڑے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ وکٹر نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارے ریوالور میں کتنی گولیاں ہیں" ـــــ ڈائی جان نے پوچھا۔

"بارہ باس" ـــــ وکٹر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بھاری ریوالور کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گڈ ـــــ کافی ہیں۔ بارہ ہی میرے ریوالور میں ہیں۔ چوبیس گولیاں جب اس جیکی کے جسم کے نازک حصوں پر پڑیں گی تو واقعی لطف آجائے گا" ـــــ ڈائی جان نے جیب سے ہاتھ باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی بھاری ریوالور موجود تھا اور دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیکی کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اس طرح اچھلا کہ کرسی سمیت پیچھے فرش پر جا گرا۔ گولی اس کے دونوں پیروں کے درمیان پڑی تھی۔

"اوہ ایک گولی ضائع ہو گئی ـــــ چلو دوسری سہی" ـــــ ڈائی جان نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا دھماکہ ہوا اور جیکی ایک بار پھر چیختا ہوا کسی سپرنگ کی طرح اچھلا دوسری گولی اس کے سر سے بالکل آدھے انچ کے فاصلے سے گزری تھی۔

"اوہ دوسری بھی ضائع چلی گئی۔ کوئی بات نہیں ابھی بائیس باقی ہیں" ـــــ ڈائی جان کی سرد آواز سنائی دی۔

"رک ـ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ" ـــــ جیکی نے خت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا جسم موت کے خوف ے اس طرح کانپنے لگ گیا تھا جیسے اسے لرزے کا بخار چڑھ یا ہو۔

"ارے اتنی جلدی ـــــ ابھی تو لطف آنا ہی شروع نہیں ہوا۔ تاؤ بولو" ـــــ ڈائی جان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر کرسی سیدھی کی اور پھر ی سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اگر وہ کرسی پر نہ بیٹھا تو گولی اس کے پر پڑے گی۔ اسے شاید ڈائی جان کا وہ فقرہ یاد تھا کہ حکم دوہرایا نہیں ئے گا۔

"میں ڈاکٹر آرنلڈ کا فون نمبر جانتا ہوں۔ ویسے وہ مشہور آدمی ہے۔ ہ اور گیس ریسرچ ادارے کا سربراہ ہے۔ لیکن میں نے اسے نہ بھی دیکھا ہے نہ اس کے پاس گیا ہوں۔ برمن کی ہلاکت کی خبر میں ت اسے دے دی تھی۔ اس کے بعد میں ایک ضروری کام سے دوسرے ڈے پر گیا۔ وہاں سے واپس کلب آیا اور ابھی میں مخصوص تہہ خانے یں پہنچا ہی تھا کہ یکلخت بموں کے خوفناک دھماکوں سے پوری عمارت ہ ہو گئی لیکن وہ تہہ خانہ محفوظ رہا۔ چونکہ عمارت کی طرف سے اس راستہ تباہ ہو چکا تھا۔ اس لئے میں اس کے خفیہ راستے سے باہر لا اور پھر اچانک میری ناک پر کوئی چیز پھٹی اور اس کے ساتھ ہی میرا ن تاریک ہو گیا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے۔ بس یہی بات ہے" جیکی نے جلدی جلدی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" فون نمبر بتاؤ "۔۔۔۔ ڈائی جان نے اسی طرح سرد لہجے
کہا اور جیکی نے جلدی سے نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

" وکڑ ۔۔۔ وائرلیس فون پیس لے آؤ "۔۔۔۔ ڈائی جا
نے پاس کھڑے وکڑ سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے
کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈائی جان خاموش کھڑا تھا۔

" مم مم ۔۔ مجھے مت مارو ۔۔۔ میرا پاکیشیا کلب سے کوئی تع
نہیں ہے "۔۔۔۔ جیکی نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا

" خاموش بیٹھے رہو ۔۔۔ اگر تم نے سچ بولا ہے اور آئندہ بھی
بولو گے تو یقین رکھو کہ اپنی زندگی بچا لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے "
ڈائی جان نے سرد لہجے میں کہا اور جیکی خاموش ہو کر ہونٹ کا
لگا۔

چند لمحوں بعد ہی وکڑ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس
فون پیس موجود تھا۔ اس نے فون پیس ڈائی جان کی طرف بڑھا
ڈائی جان نے جیکی کے بتائے ہوئے نمبر پریس کئے لیکن دوسر
طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ ڈائی جان کے لبوں پر
کے آثار پیدا ہوئے اس نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر پریس کئے لیکن
نتیجہ وہی دوسری طرف سے کوئی آواز نہ تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ
نمبروں پر کوئی فون موجود ہی نہیں ہے۔

" ہونہہ ۔۔۔ تو تم نے غلط نمبر بتائے ہیں "۔۔۔۔ ڈائی جا
کے لہجے میں بھوکے بھیڑیئے جیسی غراہٹ ابھر آئی۔

" نن نن ۔۔۔ میں نے بالکل درست نمبر بتائے ہیں۔ قسم لے

درست ہیں۔ اوہ میں تمہیں یقین دلا سکتا ہوں۔ میرے کوٹ کی چھوٹی
میں فون ڈائری ہے۔ اس میں یہ نمبر لکھا ہوا ہے۔ بے شک دیکھ لو"
نے ہراساں ہوتے ہوئے جواب دیا۔

" نکالو ڈائری "۔۔۔۔ ڈائی جان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا
جیکی نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی
نکالی اور پھر تیزی سے اس کے صفحے کھولنے لگا۔ ایک صفحے
رک گیا۔

" یہ دیکھئے جناب ۔۔۔ خود ہی دیکھ لیجئے "۔۔۔۔ جیکی کے لہجے
مسرت تھی۔

" وکڑ ۔۔۔ ڈائری لے لو "۔۔۔۔ ڈائی جان نے وکڑ سے کہا اور
نے آگے بڑھ کر اس سے ڈائری لے لی۔ پھر اسے ڈائی جان کے
میں دے دی۔ واقعی ایک صفحے پر وہی فون نمبر لکھا ہوا تھا جو جیکی نے
تھا اور اس کے سامنے ڈاکٹر آرنلڈ کا نام بھی درج تھا۔

" اس کا مطلب ہے تم نے سچ بولا ہے کیونکہ ڈائری پر یہ نمبر تم
پہلے لکھا ہوا ہے۔ لیکن دوسری طرف گھنٹی ہی نہیں بج رہی "۔۔۔۔
ئی جان اب واضح طور پر سمجھ چکا تھا۔

" باس ۔۔۔ انکوائری سے معلوم کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے فون خراب
"۔۔۔۔ وکڑ نے کہا اور ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے انکوائری کے
بر پریس کر دیئے۔ اس بار دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی
اور چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس انکوائری پلیز "۔۔۔۔ آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر آرنلڈ کا فون کال ریسیو نہیں کر رہا "۔۔۔۔۔ ڈائی جا
نے کہا۔

" نمبر بتائیے ۔۔۔ کس نمبر کی بات کر رہے ہیں آپ "۔۔۔۔۔
دوسری طرف سے آپریٹر کی کھردری سی آواز سنائی دی اور ڈائی جان نے
نمبر بتا دیا۔

" اگر کال ریسیو نہیں ہو رہی تو آپ سپروائزر کو فون کیجئے "۔۔۔۔۔
آپریٹر نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا اور ساتھ ہی سپروائزر
نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔ ڈائی جان نے بھی کریڈل پیس دبا کر رابطہ
کیا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کیا۔

" یس سپروائزر سنٹرل ٹیلیفون ایکسچینج "۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد
ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" میں ایک نمبر بتا رہا ہوں وہاں سے کال ریسیو نہیں ہو رہی۔ چیک
کر کے بتائیں "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ساتھ
ڈاکٹر آرنلڈ کا نمبر بتا دیا۔

" ایک منٹ ہولڈ کیجئے "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا او
پھر ایک منٹ تک خاموشی کے بعد سپروائزر کی قدرے گھبرائی ہوئی آ
سنائی دی۔

" ہیلو ۔۔۔ ہیلو "۔۔۔۔۔ سپروائزر نے بوکھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔

" اوہ ۔۔۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں "۔۔۔۔۔ سپروائزر
نے کہا۔

" میں ملٹری انٹیلیجنس سے بول رہا ہوں ۔۔۔ کیوں "۔۔۔۔۔ ڈائی
جان نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ سر سر ۔۔۔۔ ابھی میں چیک ہی کر رہا تھا کہ اطلاع آگئی ہے۔ وہ
عمارت جس میں یہ فون نمبر نصب ہے تباہ ہو چکی ہے۔ اسے ڈائنامیٹ
سے اڑا دیا گیا ہے "۔۔۔۔۔ سپروائزر نے جواب دیا۔

" عمارت کا نمبر بتاؤ "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
پوچھا۔

" ایزل روڈ پر تین نمبر عمارت ہے جناب "۔۔۔۔۔ سپروائزر نے
کہا اور ڈائی جان نے طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبا دیا۔ اب اس
کی پیشانی شکنوں سے پُر تھی۔

" آ ۔۔۔ آپ ملٹری انٹیلیجنس سے متعلق ہیں "۔۔۔۔۔ جیکی نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔۔۔ کیوں "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے چونک کر جیکی کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ میں سمجھا آپ کوئی مجرم ہیں۔ لیکن آپ تو غیر ملکی ہیں "
جیکی نے جواب دیا۔

" جب انٹیلیجنس کا لفظ آگیا تو پھر میک اپ کا لفظ تو لازمی بات
ہے "۔۔۔۔۔ اس بار ڈائی جان کا لہجہ بالکل مقامی تھا۔

" اوہ اوہ ۔۔۔ ہاں تو صاحب میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ میں نے
جب ڈاکٹر آرنلڈ کو فون کیا تو لائن انگیج تھی اور پھر شاید کسی فنی خرابی
کی وجہ سے لائن انگیج ہونے کے باوجود مل گئی۔ ڈاکٹر آرنلڈ کسی فرینک

سے بات کر رہا تھا۔ وہ فرینک ڈاکٹر آرنلڈ کو بتا رہا تھا کہ وزارت دفاع کے ایک آفیسر بلگرامی کو خفیہ کال موصول ہوئی ہے جس میں ٹی۔ ٹو کا ذکر تھا اور پھر اس نے بتایا کہ کسی انتھونی نے بلگرامی صاحب کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کیا اور پھر تشدد کے بعد معلوم کر لیا کہ ٹی۔ ٹو طیارہ کارال کے خفیہ ائیر بیس پر موجود ہے اور اس ائیر بیس کا وزارت دفاع کے صرف چند افراد کو معلوم ہے اور یہ بلگرامی وزارت دفاع کے کسی اہم شعبے کا انچارج ہے۔ پھر وہ آپس میں اس طرح کی مزید باتیں کرتے رہے لیکن چونکہ مجھے اس سے دلچسپی نہ تھی اس لئے میں خاموش رہا۔ جب ان کی بات چیت ختم ہو گئی تو میں نے ایک لمحہ وقفہ دے کر دوبارہ ڈاکٹر آرنلڈ کے نمبر ڈائل کئے اور ڈاکٹر آرنلڈ کو برمن کے متعلق بتایا۔ آپ نے اب ملٹری انٹیلیجنس کی بات کی ہے تو مجھے خیال آ گیا ہے کہ شاید یہ بات آپ کے کام کی ہو۔ وزارت دفاع کے تحت ہی ملٹری انٹیلیجنس ہوتی ہے ناں "۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا اور ڈائی جان کے چہرے پر مسرت کا آبشار سا بہنے لگا۔

" اوہ ویری گڈ۔۔۔۔ جیکی تم نے واقعی محب وطن ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔۔۔ ویری گڈ "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ جیسے اسے یکلخت ہفت اقلیم کا خزانہ مل گیا ہو۔

" شش شش شکریہ جناب۔۔۔ اب مجھے اجازت ہے میں جاؤں "۔۔۔۔۔ جیکی نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کہاں جانا چاہتے ہو "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی جی جی۔۔۔۔ اپنے گھر جناب "۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔

" اوہ واقعی تمہیں اپنے گھر جانا چاہیے۔ لیکن اصل گھر اور ہے۔ میں تمہیں وہاں پہنچاؤں گا "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا۔

" اصل گھر۔۔۔ کیا مطلب جناب "۔۔۔۔۔ جیکی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" ہر انسان کا اصل گھر اس کی قبر ہوتا ہے جیکی "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے کہا اور دوسرے لمحے دھماکے کے ساتھ ہی جیکی کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی اور وہ ایک بار پھر کرسی سمیت پشت کے بل فرش پر گرا لیکن اس بار گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی تھی اس لئے وہ چند لمحے ہی تڑپ سکا اور پھر اس کے ہاتھ پیر سید ھے ہو گئے۔ لیکن اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ اس کی بے نور کھلی آنکھوں میں بھی انتہائی حیرت کے آثار جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

" اس کی حیرت بجا ہے۔ اس نے ملٹری انٹیلیجنس کو اتنا بڑا راز بتا کر انتہائی اہم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اس کے باوجود گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وکٹر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

" اسے شاید اب خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ اتنے بڑے کارنامے کا انجام یہ ہوگا "۔۔۔۔۔ وکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہاں۔۔۔ لیکن اب اسے کیا معلوم کہ ہم کون ہیں۔ بہرحال فون پر ملٹری انٹیلیجنس کا لفظ تو میں نے صرف سپر وائزر پر رعب ڈالنے

کے لئے کہہ دیا تھا۔ لیکن یہ لفظ تو واقعی کھل جا سم سم کے مترادف بن گیا ورنہ تو ہمارے ذہن میں بھی نہ آسکتا تھا کہ یہ آدمی اتنا بڑا راز بھی جانتا ہوگا۔" ــــ ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس ــ اب کیا حکم ہے۔" ــــ وکرڈ نے پوچھا۔

"حکم کیا ــ ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے۔ اس جیکی کی اطلاع کے مطابق پاکیشیا کلب کوئی وسیع و عریض تنظیم ہے اور انہوں نے یہاں لمبا جال پھیلا رکھا ہے لیکن ڈاکٹر آرنلڈ کے اس اڈے کی تباہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مادام پروشیا ڈاکٹر آرنلڈ تک پہنچ گئی ہے کیونکہ اس طرح کی کارروائی مادام پروشیا کی فطرت میں شامل ہے۔" ــــ ڈائی جان نے کہا۔

"لیکن باس ــ مادام پروشیا کو اس کی کیا ضرورت تھی۔" ــــ وکرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو ضرورت ہمیں اس جیکی کو قتل کرنے کی تھی۔ رازداری۔" ــــ ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس الپائن کلب کو کس نے تباہ کیا ہوگا۔" ــــ وکرڈ نے کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ دو تین تنظیمیں بیک وقت کام کر رہی ہیں لیکن اب اس راز کے معلوم ہو جانے کے بعد ہمیں فوری حرکت میں آجانا چاہیے۔ کارال ایئر بیس پر فوری حملہ اور وہاں سے ٹی۔ ٹو طیارے کی ٹیکنالوجی کا حصول ہی ہمارا اصل ٹارگٹ ہے۔ اب تک ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے تھے کہ ہمیں ٹی۔ ٹو طیارے کے متعلق

علم نہ تھا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ مادام پروشیا بھی اسی لئے وزارت دفاع کے سٹرانگ روم ٹٹولتی پھر رہی تھی اور ہم اس کے پیچھے تھے۔" ــــ ڈائی جان نے کہا۔

"لیکن باس ــ طیارے کے ساتھ ہی تو اس کی ٹیکنالوجی موجود نہ ہوگی۔ وہ تو لازماً الگ فائل ہوگی۔" ــــ وکرڈ نے کہا اور ڈائی جان وکرڈ کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ واقعی ــ اس کا مطلب ہے ہمیں یہ طیارہ اڑانا پڑے گا۔ ٹھیک ہے اب ایسا ہی ہوگا۔" ــــ ڈائی جان نے جواب دیا۔

"لیکن باس ــ کسی ایئر بیس سے طیارہ اڑانا خاصا مشکل کام ہے اور پھر ہم اسے کہاں لے جائیں گے۔ پوری ایئر فورس اس کی حفاظت کے لئے فضا میں پہنچ جائے گی۔" ــــ وکرڈ نے جواب دیا۔

"تمہارے سوال کے پہلے حصے کا جواب پہلے دوں گا۔" ــــ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وکرڈ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دو قدم دور فرش پر جا گرا۔

"اب سمجھ میں آیا جواب ــ اگر تم ساتھی نہ ہوتے تو تھپڑ کی بجائے گولی پڑتی تمہارے دل پر۔ میرے سامنے کہہ رہے ہو کہ طیارہ اڑانا مشکل ہے۔ ڈائی جان کے سامنے۔" ــــ ڈائی جان نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب بب باس سوری باس منہ سے نکل گیا باس۔" ــــ وکرڈ نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور گال پر ہاتھ رکھ کر فرش سے اٹھنے لگا۔ گال کا گوشت کٹ چکا تھا اور وکرڈ کے منہ سے خون

کے قطرے نکل رہے تھے۔

" یہ پہلی اور آخری وارننگ ہے، سمجھے۔ آئندہ ایسے الفاظ منہ سے مت نکالنا۔" —— ڈائی جان کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر بدستور موجود تھا۔

" یس باس۔" —— وکٹر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

" اب تمہارے فقرے کے دوسرے حصے کا جواب دے دوں۔ ٹی۔ ٹو طیارہ انتہائی جدید ترین اور منفرد طیارہ ہے۔ اس طیارے کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنایا گیا ہے۔ ایک بار اس کا کنٹرول ہاتھ میں آگیا تو پھر پاکیشیا کی پوری ایئر فورس بھی اسے تباہ نہ کر سکے گی اور ہم اسے فوری طور پر کافرستان میں موجود ایکریمیا کے خصوصی اڈے پر لے جائیں گے وہ اڈہ یہاں سے بہت قریب ہے۔ اس لئے جب تک پاکیشیا والے سنبھلیں گے ہم اپنے اڈے پر اتر بھی جائیں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔" —— ڈائی جان نے جواب دیا۔

" اوہ یس باس —— واقعی یہ بہترین پلاننگ ہے۔" —— وکٹر ایک تھپڑ کھا کر باقاعدہ خوشامد پر اتر آیا تھا۔

" سنو —— مجھے ایسے خوشامدانہ فقروں سے بہت چڑ ہے۔ سمجھے۔ آئندہ محتاط رہنا۔ اب ہم نے فوری طور پر اس کارال ایئر بیس کو تلاش کرنا ہے کہ وہ کہاں ہے۔" —— ڈائی جان نے خشک لہجے میں کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔

" باس نقشے میں تو ظاہر ہے یہ سپاٹ ہوگا نہیں اس لئے....."

وکٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کتنا عرصہ ہوا ہے تمہیں یہاں کام کرتے۔" —— ڈائی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" آٹھ سال —— لیکن جناب عملی طور پر یہ مشن پہلا ہے ورنہ اب تک میرا کام صرف معلومات سپلائی کرنا تھا۔" —— وکٹر نے عرصہ بتانے کے ساتھ ساتھ جلدی سے اپنی کمزوری بھی بتا دی۔

" آٹھ سال کافی ہیں —— یہ بتاؤ وزارت دفاع میں کوئی تمہارا ایجنٹ ہے۔ تم بہرحال وہاں سے بھی تو معلومات حاصل کرتے ہی ہو گے۔" —— ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ یس سر —— یس سر، اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر آصف شیرازی سے میں معلومات حاصل کرتا ہوں۔" —— وکٹر نے جواب دیا۔

" اس کی رہائش گاہ کہاں ہے۔" —— ڈائی جان نے پوچھا۔

" رہائش گاہ کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ دفتر میں فون پر بات ہوتی ہے۔" —— وکٹر نے جواب دیا۔

" اوکے ابھی دفتر کا وقت ہے۔ اسے فون کرو۔ میں خود تمہارے لہجے میں بات کروں گا۔ نقد ادائیگی کرتے ہو اسے۔" —— ڈائی جان نے کہا۔

" جی نقد بھی اور ماہانہ تنخواہ بھی ہے۔" —— وکٹر نے جواب دیا۔

" کسی اہم پوائنٹ کے لئے زیادہ سے زیادہ کتنی رقم دیتے ہو۔"

ڈائی جان نے پوچھا۔

"جی ماہانہ ہم اسے ایک لاکھ روپے دیتے ہیں اور اہم معلومات کا بونس بھی زیادہ سے زیادہ ہی ہے۔" ——— وکڑ نے جواب دیا۔

"آدمی قابل اعتماد ہے؟" ——— ڈائی جان نے پوچھا۔

"جی ——— بالکل قابل اعتماد ہے" ——— وکڑ نے جواب دیا۔

"او۔کے ——— بات کراؤ اس سے" ——— ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وکڑ نے جلدی سے وائرلیس فون پیس کے مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— وزارت دفاع سیکرٹریٹ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر آصف شیرازی صاحب سے بات کرائیں۔ میں ان کا دوست بول رہا ہوں۔ اکرم" ——— وکڑ کا لہجہ خالصتاً مقامی تھا۔

"او۔کے ——— ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو آصف بول رہا ہوں اکرم صاحب۔ آج بہت دنوں بعد یاد کیا آپ نے" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔ لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے اس کال سے بے پناہ مسرت ہوئی ہے۔

"ہیلو آصف ایک اہم موضوع پر ڈسکس کرنی ہے۔ خانہ انہ مسئلہ

ہے۔ کیا تم کچھ وقت دے سکو گے؟" ——— وکڑ نے کہا۔ یہ شاید ان کے درمیان مخصوص کوڈ تھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں ——— یہ تو دفتر ہے۔ ابھی چائے کا وقفہ ہونے والا ہے۔ آپ کیفے ٹیریا میں مجھ سے بات کر سکتے ہیں؟" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔کے میں چند منٹ کے بعد پھر فون کروں گا" ——— وکڑ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل پیس کو پش کر دیا۔

"کیفے ٹیریا میں ڈائریکٹ فون ہے اور علیحدہ کمرہ بنا ہوا ہے" ——— وکڑ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اب میں بات کروں گا۔ میں تمہارا یہ مخصوص لہجہ سمجھ گیا ہوں" ——— ڈائی جان نے کہا۔

"باس وہ انتہائی کائیاں آدمی ہے۔ ذرا سی بات سے کھٹک جاتا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس سے کیا کہنا ہے۔ میں آپ کے سامنے بات کر لوں گا۔ کیونکہ میری اس سے طویل ڈیلنگ ہے" ——— وکڑ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہم نے کارال ایئر بیس کا محل وقوع بھی معلوم کرنا ہے اور وہاں موجود حفاظتی انتظامات لیکن فوری ہو سکتا ہے اس کی پوری فائل ریکارڈ میں موجود ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر مجھے فوری طور پر اس فائل کے فوٹو چاہئیں۔ رقم کی کنجوسی مت کرنا بس کسی طرح اسے تیار کر لو کہ وہ جلد از جلد یہ معلومات یا فائل ہمارے حوالے کر سکے" ——— ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے اسے ہدایات دیں

اور دکرٹ نے سر ہلا دیا۔
" آپ بے فکر رہیں ـــــ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر یہ معلومات یا فائل ہمارے ہاتھوں میں ہوگی۔ اس معاملے میں وہ بیحد ہوشیار اور تیز ہے "۔ـــــ دکرٹ نے کہا اور ڈائی جان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

مادام پروشیا کے چہرے پر بے حد کرختگی چھائی ہوئی تھی۔ وہ کھا جانے والی نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے ڈیلوڈ کو دیکھ رہی تھی۔
" برمن بھی مارا گیا اور ڈائی جان بھی زندہ نکل جانے میں کامیاب ہوگیا۔ یہی تمہاری کارکردگی ہے ڈیلوڈ "۔ـــــ مادام پروشیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔
" مادام بس اتفاقاً ہی ایسا ہوگیا ہے۔ ہمیں ذرا بھی توقع نہ تھی کہ ڈائی جان اور اس کا ساتھی کوڑے کے ڈرم کے پیچھے چھپے ہوئے ہوں گے "۔ـــــ ڈیلوڈ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" اب برمن کی موت کے بعد ہم مکمل اندھیرے میں چلے گئے ہیں۔

ب ڈاکٹر آرنلڈ کو کہاں تلاش کیا جائے۔ اسے تلاش کرنا بے حد نزوری ہے۔ ڈائی جان بھی لازماً برمن کی موت کے بعد اب ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اور تم جانتے ہو کہ وہ کس قدر تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے۔ اس لئے ہمیں فوری طور پر یکشن میں آنا چاہیے "۔ـــــ مادام پروشیا نے کہا۔
" لیکن مادام ـــ ہم اسے کیسے تلاش کریں۔ آپ کوئی لائن آف یکشن طے کریں۔ ورک کرنا ہمارا کام ہے "۔ـــــ ڈیلوڈ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ہونہہ ـــ یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرنے کے لئے کیا لائن آف ایکشن طے کی جائے "۔ـــــ مادام پروشیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ کمرے میں ٹہلنے لگی۔
" اوہ ہاں ٹھیک ہے ـــ بالکل ٹھیک ہے "۔ـــــ کہتے کہتے مادام پروشیا نے چونک کر کہا اور ڈیلوڈ بھی چونک کر استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔
" ڈاکٹر آرنلڈ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یا تو طب کا ڈاکٹر ہے یا پھر اس نے کسی مخصوص مضمون میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے۔ ایسے دگ لازماً بہت کم ہوں گے۔ فون ڈائرکیٹری لے آؤ "۔ـــــ مادام پروشیا نے کہا اور ڈیلوڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کونے میں موجود لماری کھولی اور اس کے ایک خانے میں موجود فون ڈائرکٹری اٹھا یا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کاغذ پر ڈاکٹر آرنلڈ نام کے چار افراد کے نام اور فون نمبر لکھنے میں کامیاب ہوگئے۔ ان میں سے

تین تو طلب کے ڈاکٹرز تھے جبکہ ایک آئل اینڈ گیس ریسرچ ادارے کا سربراہ تھا۔

"اب باری باری ان کے نمبر ملاؤ" ——— مادام پروشیا نے کہا اور ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور کاغذ پر دیکھ کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو ڈاکٹر آرنلڈ سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آرنلڈ ——— پاکیشیا کلب انتہائی خطرے میں ہے" ——— مادام پروشیا نے جلدی سے رسیور ڈیوڈ کے ہاتھ سے لیتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کلب ——— کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ——— دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی اور مادام نے منہ بناتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"دوسرا نمبر ملاؤ ——— اصل ڈاکٹر آرنلڈ کے لہجے میں چونکنے کا تاثر لازمی ابھرے گا" ——— مادام پروشیا نے کہا اور ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے دوسرا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس ——— آئل اینڈ گیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" ——— ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آرنلڈ سے بات کرائیں، میں گریٹ لینڈ سے بول رہی ہوں" ——— مادام پروشیا نے اس بار بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ کون سے ادارے سے بول رہی ہیں آپ" ——— دوسری

طرف سے بولنے والی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ ان سے بات کرائیں ——— اہم مسئلہ ہے۔ وقت مت ضائع کریں" ——— اس بار مادام پروشیا نے تقریباً اسے ڈانٹ دیا۔

"اوہ محترمہ سوری ——— آپ ڈاکٹر آرنلڈ سے بات نہ کر سکیں گی۔ ڈاکٹر آرنلڈ آج انسٹی ٹیوٹ کے سپیشل مرکز میں موجود تھے کہ پوری عمارت کو ڈائنامیٹ سے تباہ کر دیا گیا ہے اور ڈاکٹر آرنلڈ کی لاش بھی ملبے سے برآمد ہوئی ہے لیکن وہ عمارت کی تباہی سے ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ آپ کون سے ادارے سے بات کر رہی ہیں۔ تاکہ اس کے مطابق میں آپ کی بات کسی اور ذمہ دار آفیسر سے کرا دوں" ——— دوسری طرف سے بولنے والی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری سوری ——— لیکن مجھے ان سے کوئی سرکاری بات نہیں کرنی ایک ذاتی بات تھی۔ کیا ان کا کوئی ایسا دوست، اسسٹنٹ یا ساتھی جو ذاتی طور پر ان کے بے حد قریب ہو" ——— مادام پروشیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ذاتی کس قسم کی" ——— آپریٹر یا سیکرٹری شاید ضرورت سے زیادہ ہی متجسس ذہن کی مالک تھی۔

"آپ نہیں سمجھ سکیں گی۔ بس یوں سمجھے کہ سیکرٹری ٹائپ کی" ——— مادام پروشیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ اس سیکرٹری کو کیسے اپنی بات سمجھائے۔

" اوہ اوہ کہیں آپ نے پاکیشیا کلب کے بارے میں تو کوئی بات نہیں کرنی ۔" ـــــــ دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا اور مادام پروشیا یوں اچھلی جیسے اس کے پیروں تلے اچانک بم پھٹ پڑا ہو۔ سیکرٹری کی اس بات نے اس کا ذہن گھما دیا تھا۔

" یوں ہی سمجھ لو ۔" ـــــــ مادام پروشیا نے کہا۔

" تو پھر آپ انتھونی سے بات کر لیں۔ میں ڈاکٹر آرنلڈ کے بہت قریب رہی ہوں۔ اس لئے مجھے علم ہے کہ وہ پاکیشیا کلب کے انچارج بھی ہیں اور اس معاملے میں اکثر انتھونی سے ان کی فون پر بات ہوتی رہتی ہے۔ گو ڈاکٹر آرنلڈ کو تو اس بات کا علم نہیں ہے کہ میں ایسی کالیں سنتی رہتی ہوں وہ تو اپنے فون پیس کو ڈائریکٹ کر لیتے تھے لیکن مجھے بھی یہ کام کرتے دس سال ہو گئے ہیں اس لئے میں نے اپنے فون میں ایسی تبدیلیاں کر لی ہیں کہ میں آسانی سے ڈائریکٹ کالنگ پر ہونے والی بات چیت بھی سن سکتی ہوں ۔" ـــــــ اس سیکرٹری نے یہ بات اس طرح کہی جیسے وہ اپنا کوئی بڑا کارنامہ بتا رہی ہو اور مادام پروشیا کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔

" ٹھیک ہے شکریہ ـــ اس کا فون نمبر یا پتہ ۔" ـــــــ مادام پروشیا نے کہا۔

" اس کا پتہ تو ہے ـــ فردوس کالونی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ اور فون نمبر بھی لکھ لیں ۔" ـــــــ سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

" شکریہ ۔" ـــــــ مادام پروشیا نے واقعی تہہ دل سے اس کا شکریہ

کیا اور فون بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت تھی۔ انتہائی اہم ترین راز وہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس سیکرٹری کی متجسسانہ فطرت اور اس کا باتونی پن مادام پروشیا کے لئے بے حد اہم کا ثابت ہوا تھا۔

" اب تم ایسا کرو کہ اس انتھونی کو اغوا کرو۔ ٹھہرو میں پہلے فون کر کے معلوم کرتی ہوں کہ وہ وہاں موجود بھی ہے یا نہیں ۔" ـــــــ مادام پروشیا نے کہا اور پھر تیزی سے اس نے سیکرٹری کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

" یس فرینک سپیکنگ ۔" ـــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" انتھونی ہے، فرینک ۔" ـــــــ مادام نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ماریا تم ـــ تم نے آج کیسے فون کیا۔ آج تو تمہارا نمبر نہیں ہے۔ تمہارا نمبر تو کل ہے ۔" ـــــــ دوسری طرف سے بولنے والے فرینک نے چونک کر کہا۔ شاید وہ لہجے پر بھول گیا تھا۔

" تم نمبر کو چھوڑو ـــ انتھونی سے بات کراؤ ۔" ـــــــ مادام نے کہا۔

" سوری ماریا ـــ آج تو انتھونی تمہیں کسی قیمت پر نہیں مل سکتا۔ وہ انتہائی اہم ترین مشن پر کام کر رہا ہے۔ بالکل فارغ نہیں ہے۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ اس قدر اہم مشن ہونے کے باوجود اس نے اس پر تمہیں کال نہیں کیا ورنہ تو وہ تمہاری صلاحیتوں سے بڑا پریس رہتا ہے اور

اکثر کہتا ہے کہ ماریا صرف خوبصورت لڑکی ہی نہیں ہے بلکہ وہ ذہین بھی ہے اور بعض اوقات ایسے مشورے دیتی ہے کہ بس لطف آجاتا ہے" ——— فرینک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اچھا کس قسم کا مشن ہے۔ اہم نہیں ہو سکتا ورنہ وہ مجھ سے ضرور بات کرتا" ——— مادام پروشیا نے کہا۔

" اہم تو بے حد ہے ——— بلکہ اہم ترین سمجھو۔ ایک طیارہ اغوا کرنا ہے کارال ایئر بیس سے اور کارال ایئر بیس سے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں حفاظت کے انتہائی اعلیٰ ترین انتظامات ہیں ایسے انتظامات جو ناقابل تسخیر ہیں۔ اسی لئے تو انتھونی الجھا ہوا ہے" ——— فرینک نے جواب دیا۔

" کارال ایئر بیس ——— یہ کہاں ہے" ——— مادام پروشیا نے چونک کر پوچھا۔

" انتہائی خفیہ ایئر بیس ہے ——— یہاں کی فضائیہ کا۔ فضائیہ کے بڑے بڑے افسروں کو بھی اس کا علم نہیں ہے لیکن انتھونی نے کمال کیا ہے۔ اس نے معلوم کر لیا ہے۔ ایک شخص بلگرامی اس کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ گو بعد میں وہ پراسرار طور پر غائب ہو گیا اور انتھونی کو اڈہ ہی چھوڑنا پڑا۔ لیکن اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ ایئر بیس دارالحکومت کے انتہائی شمال مشرق میں پہاڑیوں کے اندر ہے۔ پہاڑیوں کے اندر ایئر بیس ہے اور باہر ایک دفتر سا ہے جو بظاہر پہاڑی معدنیات تلاش کرنے والوں کا دفتر ہے لیکن اس سے ایئر بیس کو چھپایا گیا ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ انتھونی اس مشن میں تمہیں نہیں پوچھے گا' منہ دھو رکھو" ———

فرینک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اس کی مرضی نہ بلائے ——— اچھا او۔ کے" ——— مادام پروشیا نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ بری طرح قہقہے لگانے لگی ایسے جیسے بڑی مدت سے اس نے قہقہوں کا سٹاک کر رکھا ہو۔ مسرت کی زیادتی سے اس کا چہرہ پھٹا پڑ رہا تھا۔ ڈیوڈ بھی ہنسنے لگا تھا۔

" اسے کہتے ہیں خوش قسمتی ڈیوڈ ——— گڈلک ہم تو ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرنے کے چکر میں الجھے ہوئے تھے۔ یہاں تو اصل مشن ہی سامنے آگیا اور اس احمق فرینک نے نجانے مجھے کیا سمجھتے ہوئے اس طرح سب کچھ بتا دیا کہ جیسے تفصیل بتائے بغیر اس کا کھانا ہضم نہ ہو سکتا ہو" ——— مادام پروشیا نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈیوڈ بھی ہنسنے لگا۔

" واقعی مادام پروشیا اس وقت ہماری خوش قسمتی عروج پر ہے۔ ڈاکٹر آرنلڈ کو لازماً ڈائی جان نے ہلاک کیا ہو گا۔ وہ ایسے ہی تیز رفتاری سے کام کرتا ہے" ——— ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل ایسے ہی ہوا ہو گا اور اگر اس نے اسے ہلاک کیا ہے تو پھر لازماً اس نے ڈاکٹر آرنلڈ سے اصل راز اگلوا لیا ہو گا۔ ہمیں فوراً اس بیس پر ریڈ کرنا ہے' فوراً کوئی وقت ضائع کئے بغیر" ——— مادام پروشیا نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" لیکن مادام ——— وہاں تو صرف طیارہ ہی ہو گا۔ اس کی ٹیکنالوجی کی فائل تو موجود نہیں ہو گی" ——— ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں — ہم طیارہ ہی اغوا کرلیں گے۔ وہ فائل سے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ البتہ مجھے چیف باس سے بات کرنی ہوگی تاکہ وہ مجھے یہ بتا سکے کہ یہ طیارہ اڑا کر ہم نے کہاں پہنچانا ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کو تیار کرو میں چیف باس سے بات کرتی ہوں۔ اس کے بعد ہم نے فوراً ہی اس مشن پر روانہ ہو جانا ہے۔ ڈائی جان اور اس انھتونی کی وجہ سے ایک لمحہ بھی دیر نہیں کی جاسکتی" — مادام بروشی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ بھی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے دروازہ کھولا اور تیزی سے کمرے میں داخل ہوا جہاں عمران بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ یہ خصوصی ہسپتال کا کمرہ تھا اور بلیک زیرو کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ عمران ہوش میں آگیا ہے وہ فوراً دانش منزل سے نکل کر یہاں پہنچ گیا۔ بحیثیت طاہر وہ یہاں کے عملے سے واقف تھا اس لئے کسی نے اسے نہ روکا اور وہ سیدھا عمران کے کمرے میں پہنچ گیا۔

"ارے ارے اتنی دھماکہ خیز آمد — کہیں میرے ہوش میں آنے پر بطور احتجاج تم نے دانش سے واک آؤٹ تو نہیں کرلیا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پلیز باہر جائیں اور جب تک میں یہاں موجود ہوں کسی کو یہاں نہ آنے دیں" — بلیک زیرو نے عمران کو جواب دینے کی بجائے سائیڈ پر موجود نرس سے مخاطب ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے

میں کہا۔

"یس سر" ـــ نرس نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔
وہ جس کاغذ پر اندراج کرنے میں مصروف تھی وہ کاغذ اس نے
سے میز پر رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔
زیرو اس کے کمرے سے باہر نکلتے ہی جلدی سے آگے بڑھ کر دروا
کی اندر سے کنڈی لگائی اور پھر عمران کی طرف مڑا۔

"غضب ہو گیا عمران صاحب" ـــ طاہر نے انتہائی
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ـــ کیا جولیا اور تنویر نے شادی کر لی" ـــ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر بھی بلیک زیرو کا یہ
انداز دیکھ کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"عمران صاحب انتہائی اہم خبریں ملی ہیں۔ اوہ انتہائی اہم" ـــ
بلیک زیرو نے بے اختیار دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا
تھا جیسے اسے بات کا آغاز کرنے کے لئے کوئی مناسب فقرہ نہ
سوجھ رہا تھا۔

"تو پھر ٹیلیویژن پر جا کر سنا دو۔ بلیٹن کا وقت ہونے والا
ہے" ـــ عمران نے اس بار طنزیہ لیکن سخت لہجے میں کہا

"عمران صاحب ـــ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیسے بات
شروع کروں" ـــ بلیک زیرو واقعی ضرورت سے کچھ زیا
ہی بوکھلایا ہوا تھا۔

"تم شروع کرنے کے تکلف میں ہی مت پڑو۔ نتیجہ بتا دو۔ وہ

کیا کہتے ہیں۔ اسے وہ جو نصابی کتب میں کہانی کے آخر میں بچوں کے
لئے لکھا ہوتا ہے ـــ ماٹو۔ نتیجہ کیا کہتے ہیں" ـــ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــ ٹی۔ لٹو طیارہ اغوا کرنے کی سازش ہو رہی
ہے اور ایک کی بجائے تین تین پارٹیاں میدان میں ہیں۔ بلیو برڈ کی
مادام پروشیا ایک پارٹی ہے۔ ڈائی جان دوسری پارٹی ہے اور ڈاکٹر
آرنلڈ تیسری پارٹی ہے" ـــ بلیک زیرو نے اکھڑے اکھڑے لہجے
میں کہا۔

"ڈائی جان ـــ ڈاکٹر آرنلڈ ـــ بلیو برڈ اوہ" ـــ عمران اس بار
اچھل کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں
ہو گئے تھے۔

"ٹائیگر کو آپ نے مادام پروشیا کی نگرانی کی ڈیوٹی سونپی تھی۔
اس دوران آپ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی تو
ٹائیگر نے مجھے کال کیا اور بتایا کہ مادام پروشیا ہوٹل سے پراسرار
طور پر غائب ہو گئی ہے۔ اب چونکہ مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہ تھا۔
اس لئے میں نے صرف اتنا کہا کہ وہ اسے تلاش کرے۔ ہوٹل سکس سٹار
کے مالکان بھی ملک سے باہر تھے اس لئے وہ بھی نہ مل سکے۔ آپ کو
ہوش ہی نہ آ رہا تھا کہ معلوم ہوتا کہ آپ کے ساتھ کیوں یہ حادثہ ہوا
ہے پھر پتہ چلا کہ آپ کے خون میں زہر موجود ہے" ـــ بلیک زیرو
کا ذہن اب نارمل ہو گیا تھا۔

"تم میری بات چھوڑو ـــ آگے بات کرو" ـــ عمران نے

انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جی — پھر ٹائیگر کی تقریباً صبح کے قریب کال آئی۔ اس نے مادام پروشیا کو اتفاق سے تلاش کر لیا تھا۔ وہ اس کی رہائش گاہ کے سامنے مالا بار اسکوائر کے ایک فلیٹ میں میک اپ میں موجود تھی۔ اس نے اپنی کھڑکی سے اس فلیٹ کا منظر دیکھا۔ وہاں ایک غیر ملکی نوجوان مادام پروشیا کو باندھ کر اس کے سر پر کوئی کپڑا ڈھلائے سے باندھے لٹکائے ہوئے تھا اور مادام پروشیا بولے جا رہی تھی۔ پھر وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ ٹائیگر فوراً وہاں پہنچا اور اس نے ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے مادام پروشیا کو کھول دیا کیونکہ اسے بھی یہ معلوم نہ تھا کہ اس نے مادام پروشیا سے کیا معلوم کرنا ہے لیکن مادام پروشیا نے اچانک اس پر حملہ کر کے اسے بیہوش کر دیا اور پھر اسے باندھ کر اس سے پوچھ گچھ شروع کی۔ ٹائیگر نے اسے صرف اتنا بتایا کہ وہ ہوٹل رین بو کا پرائیویٹ ڈیٹکٹو ہے اور مالکان کے حکم پر اسے تلاش کر رہا ہے۔ اس پر مادام پروشیا نے ڈائی جان کا نام لیا اور اپنے متعلق اس نے بتایا کہ وہ بلیو برڈ کی مادام پروشیا ہے۔ اس دوران کال آئی اور ٹائیگر نے سنا کہ اسپائن کلب کا کوئی برمن ہے جس کا تعلق ڈاکٹر آرنلڈ سے ہے۔ پھر وہ مادام پروشیا چلی گئی۔ ٹائیگر بندھا ہوا تھا اس لئے صبح دودھ والے نے اسے کھولا اور اس نے مجھے کال کی۔ رات کو میرے ساتھ بھی واقعہ پیش آیا۔ آپ کی جیب سے ایک کارڈ برآمد ہوا جو اسپائن کلب کا تھا اور اس پر برمن کا نام لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے خود اس برمن کو چیک کرنے کا پروگرام بنایا کیونکہ سوائے اس کارڈ کے اور تو کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ کارڈ آپ نے کیوں رکھا ہوا ہے۔ بہرحال میں اسپائن کلب گیا تو برمن کے متعلق پتہ چلا کہ وہ اسپائن کلب کا مالک ہے۔ میں وزارت ثقافت کا ایک افسر بن کر اس سے ملا اور پھر ایسے ہی پیشہ کے ذکر میں اس سے پرنس ایڈورٹائزنگ کمپنی کا ذکر آیا۔ اس پر برمن بری طرح چونک پڑا حالانکہ میں نے تو ایسے ہی یادداشت میں موجود نام بتا دیا تھا۔ بہرحال میں نے وہاں ڈکٹا فون لگایا اور باہر آ کر چیک کرنے لگا تو برمن نے کسی ڈاکٹر آرنلڈ سے بات کی اور اسے میرے متعلق بتایا اور پاکیشیا کلب کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی پتہ چلا کہ پاکیشیا کلب کے کارڈ اس ایڈورٹائزنگ کمپنی میں چھپتے ہیں۔ اس پر میں نے فوراً برمن پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی لیکن برمن دفتر میں نہ تھا۔ مجھے البتہ اس نے ایک تہہ خانہ میں پھنسا کر چھت سے مجھے کچل کر بیہوش کر دیا۔ مجھے ہوش آیا تو میں کسی کوٹھی کے اندر بندھا ہوا تھا۔ وہاں سے میں باہر نکلا اور وہاں موجود چوکیدار کو اغوا کر کے دانش منزل آیا۔ چوکیدار سے مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ برمن مجھے یہاں قید کر گیا ہے۔ یہ اس کا خفیہ اڈہ ہے۔ اس سے زیادہ اس سے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ صبح ہونے والی تھی۔ میں نے اب پروگرام بنایا کہ برمن کو باقاعدہ سیکرٹ سروس کے ممبروں سے اغوا کرایا جائے لیکن ٹائیگر کی کال آ گئی۔ اس سے جب میں نے برمن کے بارے میں معلوم کرایا تو پتہ چلا کہ اسپائن کلب پر دو پارٹیوں نے حملہ کیا اور برمن اس حملے میں مارا گیا۔ یہ دونوں پارٹیاں لازماً بلیو برڈ اور ڈائی جان ہوں گے۔ برمن کے مرنے کے بعد ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کروں کہ صدیقی کی کال آ گئی۔ صدیقی کی ایک خالہ زاد

بہن ہے برجیس جس کا شوہر بلگرامی وزارت دفاع کے اپرشنل سیکشن کا ہیڈ ہے۔ وہ پُراسرار طور پر غائب ہوگیا تو اس برجیس نے صدیقی سے کہا کہ بلگرامی کو تلاش کرے۔ صدیقی نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں کام کرتے ہوئے اس بلگرامی کو ایک کوٹھی کے تہہ خانہ سے برآمد کر لیا اور اپنے فلیٹ پر لے آیا۔ بلگرامی کوئی اہم راز بتانا چاہتا تھا لیکن اس کی بیوی بھی صدیقی کے فلیٹ میں موجود تھی چنانچہ میں نے صفدر کے ذریعے بلگرامی کو رانا ہاؤس پہنچا دیا۔ وہاں جب فون پر بلگرامی سے بات ہوئی تو انتہائی اہم ترین انکشاف ہوا۔ ڈاکٹر آرنلڈ بلیک میلر تھا۔ اور پاکیشیا کلب کے استقبالئے میں انہوں نے بلگرامی کو بلا کر اس کی ایسی تصویریں بنا لیں جن کے سامنے آنے سے بلگرامی کو سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ نہ رہتا اس لئے بلگرامی انہیں وقتاً فوقتاً کچھ معمولی اور غیر اہم راز دیتا رہا لیکن پھر ڈاکٹر آرنلڈ کے آدمی انتھونی نے اسے بلوایا اور اس کے بعد اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ وہ اس سے کارال ائیر بیس اور ٹی۔ ٹو طیارے کے متعلق پوچھ گچھ کرتے رہے۔ ٹی۔ ٹو طیارے کے متعلق انہیں علم بلگرامی کو بیس سے آنے والی ایک کوڈ کال سے ہوا تھا۔ بہرحال بلگرامی تشدد کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور اس نے کارال ائیر بیس کے متعلق تمام تفصیلات بتا دیں۔ وہ کوٹھی جہاں سے صدیقی نے بلگرامی کو خفیہ طور پر نکالا تھا اس پر چھاپہ مارا گیا لیکن وہ کوٹھی خالی پڑی تھی۔ پھر ڈاکٹر آرنلڈ پر میں نے چھاپہ ریڈ کرایا تو ڈاکٹر آرنلڈ کی لاش ایک عمارت سے ملی۔ عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا تھا مگر ڈاکٹر آرنلڈ کو پہلے گولی ماری گئی تھی۔ سب باتوں سے مجھے اندازہ ہوا کہ یہ ساری پارٹیاں

ٹی۔ ٹو طیارے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ لیکن تینوں ہی پارٹیاں نظروں سے اوجھل ہیں۔ اسی دوران مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے تو میں یہاں دوڑا آیا ہوں تاکہ آپ سے مزید ہدایات لے سکوں۔ لمبی بات تھی اس لئے فون پر نہ ہو سکتی تھی"۔ ——— بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ٹی۔ ٹو طیارے کی حفاظت کے لئے کچھ کیا"۔ ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے وزارت دفاع کے سیکرٹری سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ کارال ائیر بیس کو انتہائی جدید ترین سائنسی آلات کی مدد سے ناقابلِ تسخیر بنایا گیا ہے اور ملٹری انٹیلیجنس کا ایک خصوصی سیکشن اس ائیر بیس کی نگرانی پر موجود ہے۔ میں نے کہا کہ فوری طور پر طیارے کو اس ائیر بیس سے نکال کر کہیں اور رکھ دیا جائے تو مجھے بتایا گیا کہ ایسا ناممکن ہے کیونکہ یہ طیارہ خصوصی نوعیت کا ہے۔ اس ائیر بیس پر ایک لیبارٹری بنائی جا رہی ہے جہاں اس طیارے کی ٹیکنالوجی کو آگے بڑھایا جائے گا اور فوری طور پر طیارہ کو کسی اور ائیر بیس پر شفٹ کرنا ناممکن ہے کیونکہ اور ایسا کوئی ائیر بیس نہیں ہے جہاں پر یہ مخصوص طیارہ لینڈ کر سکے"۔ ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے بلیو برڈ، ڈالی جان اور یہ ڈاکٹر آرنلڈ گروپ تینوں اس طیارے کے چکر میں ہیں۔ واقعی یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ بلیو برڈ گو ایکریمیا کی تنظیم ہے لیکن درپردہ یہ اسرائیلی تنظیم ہے۔ ڈالی جان ایکریمیا کی ایک خصوصی ایجنسی کا سپر ایجنٹ ہے۔ اس کی کارکردگی کا بڑا

شہرہ ہے اور یہ ڈاکٹر آرنلڈ لازماً روسیاہ کا ایجنٹ ہوگا اور طیارہ ایئر بیس سے نکل کر پاکیشیا میں کہیں اور نہیں اتر سکتا ۔" ——— عمران نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔

" جی ہاں ——— اسی لئے جیسے ہی مجھے اطلاع ملی کہ آپ کو ہوش آگیا ہے میں آپ کی طرف دوڑا کہ اب اس مشکل کا کوئی حل آپ ہی نکال سکتے ہیں ۔" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تم فوری طور پر ایک کام کرو ، صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کو کارلا ایئر بیس پر بھیج دو تاکہ وہ وہاں رہ کر ان حملہ آوروں کی طرف سے محتاط رہیں ۔ تنویر اور ٹائیگر دونوں کو ڈائی جان کے پیچھے لگا دو ۔ جولیا اور چوہان کو مادام پروشیا کی سرکوبی کا مشن دے دو اور صدیقی، نعمان اور خاور ان تینوں کو ڈاکٹر آرنلڈ کے گروپ کے خاتمے پر تعینات کر دو ۔"

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— لیکن انہیں تلاش کیسے جائے گا ۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

" یہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں گھسیارے نہیں ہیں ۔ تم ان کی ڈیوٹی تو لگاؤ پھر دیکھو ان کی صلاحیتیں ۔" ——— عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر جھکا لیا۔

" اور تم جوزف اور جوانا کے ساتھ رینز میں رہو جہاں بھی ان کو ضرورت محسوس ہو تم لوگوں نے وہاں پہنچنا ہے ۔ میری پوزیشن فی الحال ایسی نہیں ہے کہ میں تیزی سے حرکت کر سکوں کیونکہ خون میں موجود انتہائی خوفناک زہر کے اثرات ابھی پوری طرح واش نہیں ہوئے ۔

تنی واشنگ بھی اسی صورت میں ہوئی ہے جب ڈاکٹر صدیقی نے خون یرجنسی طور پر ایکریمیا کی ایک مخصوص اٹیمک لیبارٹری سے چیک کرایا ہے اور پھر اس کی صفائی کے لئے دوا بھی وہیں سے منگوائی گئی ہے ۔ ورنہ اس زہر کا کوئی توڑ نہ تھا اس سے اتنا ہوا ہے کہ مجھے ہوش آگیا ہے لیکن مکمل طور پر صحت یاب ہونے کے لئے اس دوا کے دو ور کورس پورے کرنے پڑیں گے جس کے لئے مزید دو ہفتے چاہئیں ۔ چنانچہ میں دانش منزل میں رہوں گا تاکہ سب پارٹیوں کے درمیان رابطہ بھی رکھ سکوں اور انہیں ہدایات بھی دے سکوں ۔" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے عمران صاحب ۔ ایک بات میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے کہ یہ پارٹیاں کارلا بیس پر ریڈ کر کے کیا حاصل کریں گی ۔ یہ طیارہ وہاں سے نکل نہیں سکتا اور ہر قسم کے خطرے سے بچنے کے لئے میں نے بطور ایکسٹو یہ حکم دے دیا ہے کہ طیارے میں موجود مخصوص ٹیکنالوجی کی خصوصی حفاظت کے مزید انتظامات کئے جائیں ۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" تم نے اچھا کیا ہے ——— اس کی فائل تو دانش منزل میں ہے ۔ یہ لوگ لازماً طیارہ اڑا کرے جانے کی کوشش کریں گے اور ناکام ہونے کے بعد انہوں نے پھر فائل کی تلاش کرنی ہے ۔ ہمیں اس سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کرنا ہے ۔" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور پھر دوبارہ بستر پر لیٹ گیا ۔ اتنی سی گفتگو سے اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور چہرے پر پسینہ ابھر آیا تھا۔

" آپ کی طبیعت واقعی ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی۔ آپ آرام کیجئے میں آپ کی ہدایات کے مطابق کام شروع کرتا ہوں "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تم ڈاکٹر صدیقی کو بلا لاؤ۔ میری طبیعت پھر بگڑنے لگی ہے "۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار ابھر آئے۔ وہ تیزی سے مڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی باہر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر ڈاکٹر صدیقی اپنے دو اسسٹنٹس کے ساتھ اندر آ گیا۔

" کیا ہوا عمران صاحب ۔۔ کیا ہوا "۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے عمران کی نبض پکڑتے ہوئے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

" اوہ ۔۔ یہ پھر بیہوش ہو گئے۔ دوبارہ بیہوشی تو زیادہ خطرناک ہو سکتی ہے "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے پریشانی کے عالم میں کہا اور پھر اس نے انتہائی پریشانی کے عالم میں چیخ چیخ کر اپنے اسسٹنٹس کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور چند لمحوں بعد پورے ہسپتال میں ایک قسم کی بھگدڑ سی مچ گئی۔

عمران کو اس کمرے سے سٹریچر پر ڈال کر نکالا گیا اور فوری طور پر مخصوص قسم کے بنے ہوئے آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔ بلیک زیرو انتہائی پریشانی کے عالم میں آپریشن تھیٹر کے باہر ٹہلنے لگا۔ ڈاکٹروں کے چہروں پر موجود ۔۔۔۔ پریشانی اور بوکھلاہٹ نے اس کا دل ہلا دیا تھا، اور وہ اپنے آپ کو ہی اس ساری صورت حال کا ذمہ دار گردانتا رہا تھا کہ

اس کی وجہ سے عمران کے ذہن اور خون پر دباؤ پڑا ہے لیکن وہ کیا کر سکتا تھا البتہ دل ہی دل میں وہ انتہائی پرخلوص انداز میں عمران کی صحت یابی کے لئے دعائیں مانگ رہا تھا۔ عمران کی اس حالت نے اس کے ذہن سے عمران کی دی ہوئیں ساری ہدایات اس طرح صاف کر دیں جیسے عمران نے اسے کوئی ہدایت ہی نہ دی ہو۔ وہ مسلسل ٹہلتا رہا، اور دعائیں مانگتا رہا۔ تقریباً دو گھنٹے اسی حالت میں گزر گئے تو آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی باہر آیا۔

" کیا ہوا ڈاکٹر صاحب "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی بے چینی کے عالم میں ڈاکٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" اوہ طاہر صاحب آپ ابھی تک یہیں ہیں۔ ہم نے ان کے خون کو ممکنہ حد تک واش کر دیا ہے۔ اس طرح وہ اب قدرے کنٹرول میں آ گیا ہے لیکن ابھی واضح طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کم از کم چار گھنٹوں بعد معلوم ہو سکے گا کہ کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ بس دعا کیجئے "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے قدرے لٹکے ہوئے چہرے سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو ہونٹ بھینچے وہیں کھڑا رہا اور پھر آہستہ آہستہ مڑا اور بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ڈاکٹر کا لٹکا ہوا چہرہ اور اس کی غیر واضح بلکہ انتہائی حد تک مبہم بات سے اس کا دل بیٹھ گیا تھا اور ذہن میں جیسے خوفناک زلزلے سے آنے لگ گئے تھے۔ بار بار اس کے ذہن میں عمران کی موت کا تصور ابھرتا تو وہ سر جھٹک کر رہ جاتا، قرائن اور آثار پھر یہ تصور سامنے لے آتے اور بلیک زیرو کی مٹھیاں

بے اختیار پہنچ جاتیں۔ اس کا یہی جی چاہ رہا تھا کہ وہ چیخیں مار کر
روئے۔ اس کے دل میں جیسے ابال سا اٹھتا لیکن پھر وہ اپنے
پر کنٹرول کر لیتا لیکن کار تک پہنچتے پہنچتے اس کی قوت برداشت
جواب دے گئی اور پھر وہ جس کی آواز سن کر بڑے بڑے مجرموں کا
سپر ایجنٹوں پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا سٹیرنگ پر سر رکھ کر بچوں کی طرح
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

دارالحکومت سے انتہائی شمال مشرق میں موجود پہاڑیوں کی طرف
جانے والی سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار خاصی تیز رفتاری سے
دوڑتی ہوئی ان پہاڑیوں کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر
ونڑ تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ڈائی جان بیٹھا ہوا تھا۔ وزارت دفاع کے
اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر نے واقعی انتہائی حیرت انگیز مستعدی دکھائی
تھی اور صرف ایک گھنٹے کے اندر اس نے کارال ایئر بیس کا اندرونی
نقشہ بلکہ وہاں موجود حفاظتی انتظامات کی فوٹو کاپیاں دس لاکھ روپے
کے عوض انہیں پہنچا دی تھیں اور ڈائی جان نے اس نقشے کو دیکھنے
کے بعد ایئر بیس سے طیارہ اڑانے کے لئے ضروری سامان حاصل کر لیا
اور اب وہ دونوں اس کٹھن ترین مشن کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔
ونڑ کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے جبکہ ڈائی جان کا چہرہ
ایسے مطمئن تھا جیسے وہ کسی خوفناک مشن پر جانے کی بجائے کسی تفریحی

سفر پر — جا رہا ہو۔ وکٹر نے ایک دوبارا اپنے خدشات بیان کرنے کی
کوشش کی لیکن ڈائی جان نے اسے بری طرح جھڑک دیا۔ لیکن کچھ دیر
خاموش رہنے کے بعد آخر کار وکٹر سے نہ رہا جا سکا تو وہ پھر بول پڑا۔

" باس اگر طیارہ کھلا ہوا ملا تو؟" ——— وکٹر نے کہا اور اس بار
ڈائی جان چونک پڑا۔

" اوہ — واقعی تمہارا خیال درست ہے۔ ایسی صورت میں تو کیا
لے جانا ناممکن ہو جائے گا۔ بہرحال وہاں جا کر ہی صحیح پتہ چلے گا۔" ———
ڈائی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ویسے باس — آپ اس قدر خوفناک مشن میں جس طرح مطمئن
نظر آ رہے ہیں اس نے مجھے واقعی حیرت زدہ کر دیا ہے۔" ——— وکٹر
نے کہا اور ڈائی جان ہنس پڑا۔

" مسٹر وکٹر — تم ابھی ڈائی جان کو جانتے ہی نہیں۔ موت کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈالتے ہوئے جتنا لطف مجھے آتا ہے اتنا عام حالات میں
نہیں آتا اور پھر یہ تو انتہائی معمولی مشن ہے۔ میں نے تو اس سے زیادہ
خوفناک مشن بھگتائے ہوئے ہیں۔" ——— ڈائی جان نے کہا اور وکٹر
سر ہلانے لگا۔

کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جلد ہی پہاڑیوں کے دامن میں
پہنچ گئی۔ اب ڈائی جان چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں ارد گرد کے
حالات کا جائزہ لے رہی تھی۔ سہ پہر کا وقت تھا اس لئے ہر طرف
بڑا صاف اور روشن منظر تھا۔ وکٹر پہاڑیوں کے اندر بنی ہوئی پیچ دار
سڑک پر کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور پھر ایک چھوٹی پہاڑی کی

کے اوپر پہنچتے ہی انہیں دور گہرائی میں ایک خاصی بڑی فارم نما بلڈنگ
نظر آئی۔

" اوہ — یہی بلڈنگ ہے جس کے نیچے ایئر بیس ہے۔" ———
ڈائی جان نے کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔

" تم کار کو اس بلڈنگ سے پہلے روک دینا۔" ——— ڈائی جان
نے کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔ پہاڑی سے نیچے اتر کر کار جب تھوڑی دور
آگے بڑھی تو سائیڈ سے ایک پہاڑی پگڈنڈی دائیں ہاتھ کی طرف سے
نکل کر پہاڑی کی دوسری طرف غائب ہو رہی تھی لیکن یہ پگڈنڈی بہرحال
اتنی چوڑی ضرور تھی کہ اس پر کار چل سکے۔

" بس ادھر لے جاؤ کار کو۔" ——— ڈائی جان نے کہا اور وکٹر
نے تیزی سے کار کو دائیں طرف موڑ دیا۔ ناہموار پگڈنڈی کی وجہ سے کار
ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی گئی اور پہاڑی کی سائیڈ سے گھوم کر
وہ جب دوسری طرف پہنچے تو ڈائی جان اور وکٹر دونوں چونک پڑے
ادھر ایک چٹان اس طرح باہر کو نکلی ہوئی تھی کہ شیڈ سا بن گیا تھا
جس کے اندر کار آسانی سے کھڑی ہو سکتی تھی۔ اس بار وکٹر نے کار ڈائی
جان کے بولنے سے قبل ہی شیڈ کی طرف موڑ دی اور شیڈ کے نیچے اسے
روک کر اس نے انجن بند کر دیا۔

ڈائی جان دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر اس نے سائیڈ سیٹ
اٹھائی اور اس کے نیچے موجود باکس سے اس نے ایک پستول نکال لیا۔
لیکن اس پستول کی نالی عام ریوالوروں کی نسبت قدرے لمبی سی تھی اور
چپٹی بھی تھی۔ پستول اس نے جیب میں ڈالا اور پھر وکٹر کی طرف مڑ گیا۔

" تم یہیں رکو گے ــــ ٹی۔ ٹو طیارہ اغوا ہونے کے بعد ادھر سے
ہی گزر کر کافرستان جائے گا. جب تم اسے جاتا ہوا دیکھ لو تب تم نے
کار سے واپس چلے جانا ہے۔ ورنہ تم یہیں رک کر میرا انتظار کرو گے"۔
ڈائی جان نے کہا اور وکٹر نے سر ہلا دیا۔

" گڈ بائی "ــــ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے
چلتا ہوا واپس سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔

" گڈ لک باس "ــــ وکٹر کی آواز ڈائی جان کے کانوں میں
پڑی اور اس نے سر ہلا دیا۔

ڈائی جان اس پگڈنڈی پر پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور جلد ہی
وہ سڑک پر پہنچ گیا. سڑک پر پہنچ کر اس کی رفتار میں تیزی آگئی اور
اب وہ اس بلڈنگ کی طرف بڑھ رہا تھا. گو اس کے قدموں میں خاصی تیزی
تھی لیکن چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار موجود تھے۔ ڈائی جان کی فطرت
ہی ایسی تھی جس قدر خطرہ بڑھتا جاتا اس کے چہرے پر اور دل پر
جیسے اطمینان اور سکون کی بارش شروع ہو جاتی تھی. وہ شروع سے
ہی اکیلے کام کرنے کا عادی تھا اور بظاہر یہ مشن خاصا کٹھن تھا لیکن
ڈائی جان اس طرح آگے بڑھا جا رہا تھا جیسے ٹی۔ ٹو طیارہ اس کے
انتظار میں ایئر بیس سے باہر نکال کر کھڑا کر دیا ہو گا. اسے معلوم تھا کہ
اس ایئر بیس کی انتہائی سختی سے حفاظت کی جا رہی ہو گی اور ملٹری انٹیلیجنس
کے انتہائی چاق و چوبند ایجنٹ یہاں تعینات ہوں گے. ویسے بھی سائنسی
طور پر اسے انتہائی محفوظ کر دیا گیا ہو گا لیکن ڈائی جان جس ملک سے تعلق
رکھتا تھا وہاں سائنسی حفاظت کو سب سے کمزور حفاظت سمجھا جاتا

تھا. اس کی جیب میں ایک چھوٹا سا ڈبہ موجود تھا جو سائز میں تو عام
سگریٹ کیس جیسا تھا لیکن اس سے نکلنے والی انتہائی جدید اور نظر نہ
آنے والی شعاعیں ہر قسم کے سائنسی آلات کو پلک جھپکنے میں ناکارہ بنا
دیتی تھیں اس لئے اسے سائنسی آلات کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ تھی۔

کافی دور چلنے کے بعد جب سڑک نے ایک تنگ سا موڑ کاٹا تو وہ
بلڈنگ سامنے نظر آنے لگی. بلڈنگ سے ذرا پہلے سڑک کو لوہے کے
ایک بڑے راڈ سے بند کر دیا گیا تھا اور سڑک کے کنارے ایک فوجی جیپ
اور چار مسلح فوجی بھی بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ ڈائی جان کو دیکھ
کر وہ سب چونک پڑے لیکن ڈائی جان اسی طرح اطمینان سے آگے
بڑھتا رہا۔

" رک جاؤ ــــ کون ہو تم "ــــ راڈ کے قریب پہنچتے ہی ایک
فوجی نے چیخ کر اس سے کہا اور ڈائی جان کے چہرے پر سختی کے آثار
نمودار ہو گئے۔

" میرا نام کرنل راک ہیڈ ہے اور مجھے کرنل سرفراز سے ملنا ہے.
میری کار کچھ دور خراب ہو گئی ہے اس لئے مجھے پیدل آنا پڑا "ــــ
ڈائی جان نے ان کے قریب رک کر بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا.

" کون کرنل سرفراز ــــ یہاں کوئی کرنل سرفراز نہیں ہے "ــــ
سپاہی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا.

" نہیں ہے ــــ کیا مطلب. کیا تم احمق ہو. فوراً کرنل سرفراز
کو اطلاع دو "ــــ ڈائی جان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا.

" میں کہہ رہا ہوں یہاں کوئی کرنل سرفراز نہیں ہے. تم پہلے اپنی

مکمل شناخت کراؤ"۔۔۔۔۔ سپاہی کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔

"شناخت بھی کرا دوں گا۔ میں کوئی مجرم نہیں ہوں سمجھے۔ کوئی بھی ائیر بیس کا انچارج۔ اس سے میری بات کراؤ"۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کرنل چوہان انچارج ہیں"۔۔۔۔۔ سپاہی نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"اس سے میری بات کراؤ فوراً"۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنی مکمل شناخت کراؤ"۔۔۔۔۔ اس سپاہی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"او۔ کے اگر تم اتنے ہی ضدی ہو تو کرا دیتا ہوں، یہ دیکھو کاغذات"۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں وہی چپٹی نالی والا پستول تھا۔ اس سے پہلے کہ مسلح سپاہی کچھ سمجھتے ڈائی جان نے ٹریگر دبا دیا۔ پستول سے یکلخت سرخ رنگ کی باریک شعاع نکلی اور شعاع جیسے ہی اس سپاہی کے جسم سے ٹکرائی دوسرے لمحے اس کا پورا جسم یکلخت دھواں بن کر کسی بگولے کی طرح فضا میں اٹھ گیا۔ باقی سپاہیوں کا بھی یہی حال ہوا اور فضا میں چار بگولے اٹھے اور پھر منتشر ہو گئے۔ اب جہاں وہ لوگ موجود تھے وہاں ان کی موجودگی کا ہلکا سا نشان تک نہ تھا۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں بھی ان کے جسموں کے ساتھ ہی دھوئیں میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ یہ دنیا کی سب سے خوفناک ریز تھیں

جو لیزر شعاعوں کی ترقی یافتہ شکل تھی۔ ان شعاعوں کا کوڈ نام بگش تھا۔ اور اسی لئے اس پستول کو بگش پسٹل کہا جاتا تھا۔ بگش شعاعیں جس مادے سے ٹکراتی تھیں چاہے وہ انسان ہو، چٹان ہو یا فولاد اسے پلک جھپکنے کے کروڑویں حصے میں گیس میں تبدیل کر دیتی تھیں۔ بگش پستول ایکریمیا کے دفاعی اسلحہ بنانے والے سائنسدانوں کی انتہائی جدید ترین ایجاد تھی۔ اور یہ پسٹل فی الحال صرف ٹاپ سپر ایجنٹس کو دیئے گئے تھے کیونکہ یہ شعاعیں انتہائی مہنگی تیار ہوتی تھیں۔ ایک بگش پسٹل کی تیاری میں اتنا خرچ ہو جاتا تھا کہ اس سے ایک کپڑے کی بڑی مل کھڑی کی جا سکتی تھی۔

"میں نے تو کوشش کی تھی کہ تم ضد نہ کرو، مگر اب میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ سوری"۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بگش پسٹل واپس جیب میں ڈال کر وہ اطمینان سے اب بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ بلڈنگ کا کمپاؤنڈ گیٹ بند تھا اور اس کی چار دیواری بھی خاصی اونچی تھی۔ پھاٹک سے باہر کوئی آدمی نہ تھا۔ ڈائی جان اطمینان سے چلتا ہوا پھاٹک کے پاس پہنچا اور پھر اس نے پھاٹک کی سائیڈ میں موجود کال بیل کے بٹن کو پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس سے نکلتا ڈائی جان پھرتی سے اندر داخل ہوا وہ باہر آنے والے فوجی سپاہی کو دھکیلتا ہوا اندر لے گیا تھا۔

"کرنل چوہان کے پاس چلو۔۔۔ جلدی ٹاپ ایمرجنسی"۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے انتہائی کرخت لہجے میں اس سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر — آئیے سر مگر سر" — سپاہی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میری شناخت کی فکر نہ کرو۔ میں باہر موجود سیکورٹی کی پوری تسلی کرا آیا ہوں" — ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سپاہی کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ڈائی جان نے ہوشیاری برتی تھی کہ اسے پھاٹک سے باہر نہ جھانکنے دیا تھا اور سپاہی کو بہرحال علم تھا کہ باہر سیکورٹی موجود ہے اس لئے وہ اطمینان سے ڈائی جان کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندرونی حصے کی طرف آ گیا۔ یہاں برآمدے میں چار مسلح فوجی سپاہی موجود تھے۔

"کرنل چوہان سے انہوں نے ملنا ہے — سیکورٹی کلیر ہے" — اس سپاہی نے برآمدے میں پہنچتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے سر ہلا دیا۔ درمیانی راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ دروازہ پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ سپاہی نے کال بیل کا بٹن دبایا تو دوسرے لمحے بلب سبز ہو گیا۔

دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اور سپاہی نے دروازہ دھکیل کر کھولا اور ڈائی جان کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ ڈائی جان دھیرے سے مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بڑی بڑی مونچھوں اور کرخت چہرے والا ایک ادھیڑ عمر فوجی بیٹھا ہوا تھا جس نے مکمل یونیفارم پہن رکھی تھی۔ اس کے سامنے میز پر ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور ٹیبل لیمپ کی

روشنی اس فائل پر پڑ رہی تھی۔

ڈائی جان بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتا ہوا اس ادھیڑ عمر فوجی کی طرف بڑھنے لگا۔ ادھیڑ عمر فوجی کی نظریں فائل پر ہی تھیں۔

"کیا بات ہے" — ادھیڑ عمر فوجی نے نظریں اٹھائے بغیر پوچھا۔ شاید وہ یہ سمجھا تھا کہ آنے والا اس کا کوئی ساتھی سپاہی ہے۔

"ایئر بیس کا راستہ کھول دیجئے کرنل چوہان صاحب" — ڈائی جان نے اس کے قریب پہنچ کر بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔ تو کرسی پر بیٹھا ہوا کرنل چوہان اس بری طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اس آواز نے واقعی اس پر الیکٹرک شاک جیسا اثر کیا تھا۔

"اطمینان سے کرنل چوہان — اس قدر بوکھلاہٹ کی کیا ضرورت ہے" — ڈائی جان نے جو جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر کون ہو تم" — کرنل چوہان واقعی بوکھلا گیا تھا۔ وہ اب حیرت سے سامنے کھڑے ڈائی جان کو دیکھ رہا تھا۔

"ایئر بیس کا راستہ کھولو کرنل چوہان — کیا تمہیں چیف کا حکم نہیں ملا" — ڈائی جان نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"چیف — کس چیف کی بات کر رہے ہو۔ کون ہو تم" — کرنل چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر گرا جو اس کے اٹھنے کی وجہ سے ذرا سی گھوم کر سائیڈ پر

ہوگئی تھی۔ ڈائی جان نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے اس کی ناک پر مکہ
جڑ دیا تھا۔ کرسی پر گرتے ہی کرنل چوہان کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے
اٹھیں۔ اس نے ڈائی جان کے پیٹ میں ٹانگیں مار کر اسے پیچھے گرانا چاہا
تھا۔ لیکن مکہ مارتے ہی ڈائی جان یکلخت پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی کرنل
چوہان کی ٹانگیں اوپر کو اٹھیں ڈائی جان نے یکلخت اس کی دونوں پنڈلیاں
پکڑ لیں اور انہیں پوری قوت سے جھٹکا دے کر کرسی کے دونوں پہلوؤں
پر دور تک دباتا گیا۔ کڑاک کڑاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کرنل چوہان کے
حلق سے چیخ نکلی اور اس کا اوپر والا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ اس
کے دونوں کولہوں کے جوڑ اکھڑ کر بیکار ہو چکے تھے اور ڈائی جان تیزی
سے پیچھا ہٹا۔ کرنل چوہان کی دونوں ٹانگیں ایک دھماکے سے نیچے گریں
اور کرسی کے نچلے حصے سے ٹکرا کر جھولنے لگیں۔ کرنل چوہان کا چہرہ
تکلیف کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔ اس کی اکڑی ہوئی مونچھیں اب
گلہری کی دموں کی طرح نیچے لٹکنے لگی تھیں، اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں
اور تکلیف کی شدت سے پسینے میں ڈوب چکا تھا لیکن وہ تھا ہوش
میں۔ لیکن بے پناہ تکلیف کی وجہ سے اس کا اوپر والا جسم بھی ایک لحاظ
سے مفلوج ہو گیا تھا۔

" خوامخواہ اپنا اور میرا وقت ضائع کیا ہے تم نے۔ اب بولو
کدھر ہے وہ دروازہ "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ وہ چیختا ہوا گھوم گیا، لیکن
گھومتے ہی وہ یکلخت اچھلا اور اس کی لات کرنل چوہان کے اس
ہاتھ پر پڑی جس میں اس نے بھاری سر دس ریوالور پکڑا ہوا تھا اور

ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ واقعی کرنل چوہان نے حیرت انگیز
صلاحیت کا مظاہرہ کیا تھا کہ اس قدر تکلیف کے باوجود اس نے
سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور کھینچ کر فائر کر دیا تھا۔ یہ تو واقعی ڈائی جان کی
قسمت اچھی تھی کہ گولی اس کے بازو سے رگڑ کھاتی ہوئی نکل گئی تھی۔
ورنہ اس بار ڈائی جان کی موت یقینی تھی۔ شاید ڈائی جان کے تصور میں بھی
نہ تھا کہ کرنل چوہان ایسی حالت میں بھی ایسی حرکت کرے گا۔ لیکن ڈائی
جان نے اپنی بے پناہ پھرتی کی وجہ سے کرنل چوہان کو دوسری گولی چلانے
کی مہلت نہ دی تھی۔

" اب بولو کہاں ہے راستہ ورنہ "۔۔۔۔۔ ڈائی جان نے اس کا
ایک بازو پکڑ کر غراتے ہوئے کہا۔

" نہیں "۔۔۔۔۔ کرنل چوہان نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے
کہا اور ڈائی جان نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا بازو کندھے سے اوپر
لے جا کر پیچھے کی طرف کر دیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کرنل چوہان
کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس کا کاندھا اتر گیا تھا۔ کرنل چوہان کی حالت
بے حد خراب تھی لیکن وہ بے ہوش نہ ہوا تھا۔ وہ واقعی انتہائی
مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ اگر غفلت میں نہ مارا جاتا تو شاید ڈائی
جان اسے اتنی آسانی سے بے کار نہ کر سکتا۔ ڈائی جان گھوم کر دوسری
طرف گیا اور اس بار اس نے بغیر کچھ بولے اس کا دوسرا بازو بھی کندھے
سے اکھاڑ دیا اور اس بار کرنل چوہان کی گردن ڈھلک گئی۔ لیکن ڈائی جان
اب وحشی درندے کا روپ دھار چکا تھا۔ اس نے پوری قوت سے
کرنل چوہان کے ڈھلکتے ہوئے چہرے پر خوفناک مکوں کی بارش کر دی۔

اور کرنل چوہان دو چار مکے کھا کر ہوش میں آ گیا۔
"بتاؤ کدھر ہے دروازہ ——— بتاؤ" ——— ڈائی جان نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر شہ رگ پر انگوٹھے کا دباؤ ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔ کرنل چوہان اس وقت مکمل طور پر بیکار ہو چکا تھا۔ اس کے دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں مکمل طور پر بیکار ہو چکی تھیں۔ ایک جبڑا ٹوٹ گیا تھا اور چہرہ خوفناک تکلیف کی وجہ سے بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔
"نہ نہ نہیں ——— میں چوہان ہوں اور چوہان کبھی غداری نہیں کرتا" اس حالت میں بھی کرنل چوہان نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔
"میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ تمہاری رگ رگ توڑ ڈالوں گا، بتاؤ" ڈائی جان نے بُری طرح بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"نہیں ——— مار ڈالو ——— اب ویسے بھی میں زندہ رہ کر کیا کروں گا لیکن میں ملک سے، قوم سے غداری نہیں کر سکتا" ——— کرنل چوہان نے گو رک رک کر اور اکھڑے ہوئے سانسوں میں فقرہ مکمل کیا لیکن اس نے اپنی جان دینا گوارا کر لی تھی مگر غداری سے انکار کر دیا تھا۔
"تت تت تم ——— تمہاری یہ جرأت" ——— ڈائی جان اس کے اس صاف جواب پر پاگل سا ہو گیا اور پھر اس نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی گردن پر رکھا اور وحشیانہ انداز میں وہ اس کی گردن دباتا چلا گیا اور چند لمحے بعد کرنل چوہان کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔
"اوہ اوہ یہ تو مر گیا ——— اوہ کیا پاکیشیائی اس قدر محب وطن بھی ہو سکتے ہیں مگر وہ آصف شیرازی بھی تو پاکیشیائی تھا" ——— ڈائی جان کو جیسے ہوش آ گیا۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے تیزی سے پیچھے ہٹا۔ شاید اس

کے ذہن میں اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر آصف شیرازی کی غداری موجود تھی۔ اس لئے اس نے یہی سمجھا تھا کہ پاکیشیا کا ہر شخص غداری کر سکتا ہے۔ دولت کے لئے بک سکتا ہے۔ مگر کرنل چوہان آصف شیرازی سے مختلف ثابت ہوا تھا۔ آصف شیرازی نے جو فائل دی تھی وہ ائیر بیس کے اندرونی تفصیلات پر مبنی تھی لیکن اس کا راستہ اس فائل میں درج نہ تھا۔ صرف اتنا درج تھا کہ راستہ انچارج کی اپنی صوابدید پر مبنی ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کرنل چوہان سے راستہ پوچھ رہا تھا۔
"اب تو بڑا مسئلہ بن گیا ——— اب راستہ کون بتائے گا" ——— ڈائی جان نے مڑتے ہوئے کہا لیکن مڑتے ہی اس کی نظر میز پر کھلی ہوئی فائل پر پڑی تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک پیدا ہو گئی کیونکہ فائل اس عمارت اور ائیر بیس کے متعلق تھی۔ ڈائی جان نے جلدی سے فائل اٹھائی اور پھر اس نے اس پر نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ فائل خاصی ضخیم تھی اس لئے انتہائی تیزی کے باوجود اسے فائل کو مکمل طور پر دیکھنے میں کچھ وقت لگ گیا۔ اس نے فائل ختم کر کے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا سارا مسئلہ اس فائل نے بڑے احسن طریقے سے حل کر دیا تھا۔ اس میں نہ صرف راستے کے متعلق پوری تفصیل موجود تھی بلکہ اس میں ائیر بیس میں موجود ڈی۔ ٹو طیارے کے متعلق بھی ایسی تفصیلات تھیں جو آصف شیرازی سے ملنے والی فائل میں نہ تھیں۔ اس فائل کی مدد سے وہ زیادہ لمبے چکر میں پڑنے کی بجائے انتہائی آسانی سے براہ راست ڈی۔ ٹو طیارے تک پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فائل اٹھا کر میز کے نیچے کھسکا دی اور پھر تیزی سے کرسی کے پیچھے دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ

گیا۔ الماری کے پٹ کھولنے کے بعد اس نے اس کے اندر موجود فائلوں کو تیزی سے گھسیٹ کر نیچے پھینکا اور پھر اندر کی طرف موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے الماری کا اندرونی حصہ ایک سائیڈ پر کھسک گیا اور اب الماری میں خلا سا بن گیا جس کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ ڈائی جان اس خلا کو کراس کر کے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ایک کمرے میں پہنچا تو سامنے ایک فولادی دروازہ موجود تھا جس میں ذرا برابر بھی کوئی رخنہ نظر نہ آ رہا تھا اور دروازے کے اوپر سفید رنگ کی آڑی ترچھی لہریں مسلسل جگنوؤں کی طرح چمک کر ختم ہو جاتیں اور پھر چمکنے لگتیں۔ ڈائی جان نے جیب سے سگریٹ کیس جتنا ڈبہ نکالا۔ یہ ہر قسم کی سائنس ریز کا حیرت انگیز توڑ تھا۔ اسے اے۔ ایس کہا جاتا تھا۔ ڈائی جان نے ڈبہ کا رخ دروازے کی طرف کیا اور اس کی سائیڈ میں موجود بٹن کو پریس کر دیا۔ ڈبے میں سے کوئی شعاع وغیرہ نہ نکلی لیکن دروازے پر بنتی مٹتیں سفید لہریں یکلخت ختم ہو گئیں اور اس پر جلنے والا بلب بھی بجھ گیا۔ ڈائی جان نے مسکراتے ہوئے ڈبہ واپس جیب میں ڈال اور پھر جیب سے بگش پسٹل نکال کر اس نے اس کا رخ دروازے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ سرخ رنگ کی باریک سی شعاع پستول کی چپٹی نالی سے نکل کر دروازے سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے وہاں دھوئیں کا بگولا سا اٹھا اور چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو وہاں دروازے کا نام و نشان تک موجود نہ تھا۔ البتہ آگے ایک طویل سرنگ تھی جو بتدریج نیچے کی طرف جا رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں بگش پسٹل تھا اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے اے۔ ایس ڈبہ نکالا اور اس کا رخ اس سرنگ کی طرف کر کے اس کا پش بٹن دبایا اور پھر دوڑتا ہوا اس

ـُب میں داخل ہو گیا۔ اے۔ ایس ڈبے کی کارکردگی کی رینج چونکہ صرف
ـز تھی اس لئے وہ اندازے سے سو گز تک دوڑنے کے بعد ایک بار
ـٹن دبا دیا۔ سرنگ نیچے بیٹھتی جا رہی تھی اور پھر کافی دور جانے کے
ـس کے سامنے ایک بار پھر پہلے جیسا فولادی دروازہ آ گیا۔ اس پر
ـیسی ہی آڑی ترچھی سفید رنگ کی لکیریں دوڑ رہی تھیں اور اوپر سرخ
ـ کا بلب بھی جل رہا تھا۔ ڈائی جان نے پہلے والا عمل یہاں بھی دوہرایا
ـ دروازہ غائب ہو گیا۔ اس خلا کو پار کر کے جب وہ دوسری طرف پہنچا
ـں کے لبوں پر مسکراہٹ سی پھیل گئی۔ یہ ایک وسیع و عریض ہینگر تھا۔
ـ کے اندر ایک بالکل ہی انوکھی ساخت کا طیارہ کھڑا تھا اور یہ ٹی۔ ٹو
ـ دہ تھا۔ طیارے کے سامنے ہینگر کا وسیع و عریض فولادی دروازہ
ـد تھا لیکن ہینگر کے اندر کوئی فرد موجود نہ تھا۔ یہ خفیہ راستہ کرنل چوہان کی
ـن سے اسے ملا تھا ورنہ تو یہاں تک پہنچنے کے لئے اسے ایئر بیس
ـ موجود ہر فرد کو ختم کرنا پڑتا اور نجانے کس قدر کٹھن مراحل سے گزر کر
ـ یہاں پہنچتا لیکن اس کی خوش قسمتی واقعی عروج پر تھی کہ وہ کسی کی نظروں
ـ آئے بغیر براہ راست طیارے تک پہنچ گیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے
ـگے بڑھا اور اس نے اچھل کر طیارے کے کاک پٹ کا دروازہ کھولنے
ـے لئے اس کے مخصوص ہینڈل کو جیسے ہی پکڑا اس کے جسم کو ایک
ـ دست شاک لگا اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دس گز دور سیمنٹ
ـرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ گو اسے خاصی چوٹ لگی تھی لیکن اس
ـے باوجود اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس کا ذہن
ـ سے اڑ گیا کیونکہ باوجود کوشش کے وہ اپنے جسم کو معمولی سی حرکت

بھی نہ دے سکا تھا۔ اس خوفناک شاک نے اسے مکمل طور پر مفلو
کر دیا تھا۔ اس کی یہ کیفیت اس کی یقینی موت کی واضح دلیل تھی۔ ظاہر
جیسے ہی کوئی آدمی ہینگر میں آیا وہ بے بس اور حقیر چوہے کی طرح
لیا جائے گا اور پھر سوائے موت کے اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔
صرف اس کا ذہن چل رہا تھا اور وہ اس حالت میں بھی اپنے آپ کو
کر رہا تھا کہ ٹاپ سپر ایجنٹ ہونے کے باوجود اس سے یہ حماقت کیا
ہو گئی کہ اس نے طیارے کے گرد حفاظتی نظام کو چیک کئے بغیر اسے
لگا دیا تھا لیکن ظاہر ہے حماقت ہو چکی تھی اور اس جیسے ٹاپ سپر ا
کی طرف سے ایسی حماقت یہی ظاہر کرتی تھی کہ اب قسمت واقعی اس سے
رُوٹھ چکی تھی۔

سرنگ کی طرف سے آنے والا خلا اس کی نظروں کے سامنے تھا
تی۔ لڑ طیارہ بھی جس کی خاطر وہ یہاں تک آیا تھا لیکن تقدیر کی ستم ظر
تھی کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ کر اس طرح بے بس اور لاچار ہو گیا تھا کہ
بے چارگی اور لاچاری کا اس نے کبھی تصور تک نہ کیا تھا۔ اس کے ذہن
اپنے گذشتہ کارناموں کی فلم سی چل رہی تھی۔ یہ مشن توان کارناموں کے
مقابل کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا تھا لیکن یہ آسان مشن ہی اس کے
موت کا پھندہ ثابت ہوا تھا اور پھر وہ یکلخت سرنگ کی طرف سے آ
والی آوازیں سن کر چونک پڑا۔ یہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں تھیں
ڈائی جان کی نظریں سرنگ کی طرف موجود خلا پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے یقین
تھا کہ یہ آوازیں انسانی قدموں کی نہیں ہیں بلکہ موت کی چاپ ہے۔ یقینا
موت کی چاپ، جو لمحہ بہ لمحہ اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ قدموں کی آواز

دیک آتی گئیں اور پھر جیسے ہی ایک انسانی جسم اس خلا میں نمودار
ہوا، ڈائی جان کا حرکت کرتا ہوا ذہن بھی اس کے جسم کی طرح ساکت
ہو گیا۔

سامنے موجود ٹرانسمیٹر سے اچانک مخصوص آواز نکلی اور کرسی پر
بیٹھا ہوا انتھونی بری طرح چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر
ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو فرام ٹی۔ آئی۔ ٹی ہیڈ کوارٹر کالنگ اوور" ——— ایک
بھاری آواز سنائی دی۔

"یس چیف ——— میں انتھونی بول رہا ہوں اوور" ——— انتھونی
نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انتھونی ——— ہیڈ کوارٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ تم طیارے کی بجائے
اس کی ٹیکنالوجی کی مخصوص فائل حاصل کرو گے اوور" ——— چیف
نے کہا اور انتھونی کا چہرہ شدید حیرت سے بگڑتا گیا۔

"بب بب باس ——— طیارے کے اغوا کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی
ہیں اوور" ——— انتھونی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا تم ہیڈ کوارٹر کے فیصلے کو قبول نہیں کر رہے یا تمہارے خیـ
کے مطابق ہیڈ کوارٹر میں موجود ماہرین احمق ہیں اوور"۔۔۔۔ دوسر
طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سس سوری باس ۔۔۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا۔ میں نے تو
لئے کہا تھا باس کہ میں نے ان تیاریوں پر بے پناہ محنت کی ہے اور مجھ
یقین ہے کہ میں طیارے کو ہر قیمت پر اغوا کر سکتا ہوں۔ صرف اس
اغوا کے بعد کہیں اتارنا مسئلہ تھا اور اس لئے میں نے آپ سے مزید ہدایـ
طلب کی تھیں اوور"۔۔۔۔ انتھونی نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے
کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم نے اپنی تیاریوں کی تفصیلات بتائی تھیں اور تمہا
منصوبہ واقعی فول پروف ہے۔ لیکن ہیڈ کوارٹر کی معلومات کے اور بھی ذر
موجود ہیں اور ان ذرائع سے جو معلومات موصول ہوئی ہیں اس کے مطا
اس طیارے میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ اسے جیسے ہی پاکیشیا کی حدود سے
باہر نکالا گیا طیارہ فوری طور پر تباہ ہو جائے گا۔ ایسا اس خدشے کے پیش
کیا گیا تھا کہ طیارہ اغوا ہو کر کسی اور سپر پاور کے پاس نہ پہنچ جائے اور یہ
سسٹم ستوگران نے تیار کر کے بھیجا ہے اور اس سے حکومت پاکیشیا
لاعلم ہے۔ اس لئے اس طیارے کو اغوا کرنا قطعاً بے سود ہے اور مز
معلومات بھی ہیڈ کوارٹر کے پاس موجود ہیں کہ ٹیکنالوجی کی یہ فائل جسے
ٹی۔ ٹو فائل کہتے ہیں، سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں رکھی گئی ہے اور ا
کی حفاظت سیکرٹ سروس کے ذمہ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی
خوفناک کارکردگی کی حامل ہے اور خاص طور پر سیکرٹ سروس کے لئے کا

کرنے والا ایک نوجوان علی عمران لیکن علی عمران کو ڈاکٹر آرنلڈ نے مخصوص
زہر دے کر ختم کر دیا ہے۔ اس لئے اس کی طرف سے ہر قسم کا خطرہ ختم
ہو چکا ہے۔ جہاں تک سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے، اس کے
متعلق جو تفصیلات معلوم ہیں وہ اتنی ہیں کہ وہ ایک قلعہ نما عمارت ہے جس
کے اندر انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی نظام نصب ہے۔ تم ایسا کرو
کہ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت اس ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرو۔ ایس۔ پی۔ آر سکس
ون مشین ساتھ لے جانا اس سے وہاں کے سائنسی نظام سے نمٹنے کے لئے
خاصی مدد ملے گی اور فائل حاصل کر کے اسے فوراً وہاں ہی سفارت خانے
کے سیکنڈ سیکرٹری کو پہنچا دینا۔ اسے ہدایات دے دی جائیں گی اوور"۔۔۔۔
چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ لیکن یہ عمارت ہے کہاں اوور"۔۔۔۔
انتھونی نے کہا اور چیف نے اسے عمارت کا مکمل پتہ بتا کر رابطہ ختم کر دیا
انتھونی ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس
چھوٹے سے کمرے سے نکل کر ایک اور بڑے کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ دفتر
کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور
اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس ۔۔۔ فرینک بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے
جواب ملا۔

"فرینک ۔۔۔ کیا مشن کے لئے سب تیار ہیں"۔۔۔۔ انتھونی
نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔۔۔ گروپ تیار ہے۔ آپ کے احکامات کا منتظر

ہے ۔" ____ فرینک نے جواب دیا ۔
"گروپ انچارج کو میرے دفتر بھیج دو ۔" ____ انتھونی نے کہا
اور رسیور رکھ کر وہ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا ۔ چند لمحوں
بعد سامنے والا دروازہ کھلا اور ایک چوڑے جسم والا نوجوان اندر داخل ہوا ۔
اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا ۔
"اوہ تو سپیشل گروپ کا انچارج تمہیں بنایا گیا ہے ڈکسن ۔" ____
انتھونی نے چونک کر کہا ۔
"یس باس ۔" ____ آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔
"ٹھیک ہے ___ فرینک نے واقعی اچھا انتخاب کیا ہے ۔ بیٹھو ۔"
انتھونی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈکسن خاموشی سے میز
کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا ۔
"کتنے آدمی شامل ہیں گروپ میں ۔" ____ انتھونی نے پوچھا ۔
"دس ۔" ____ ڈکسن نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا ۔
"فرینک نے تمہیں مشن کے بارے میں بریف کر دیا ہے ۔" ____
انتھونی نے کہا ۔
"یس باس ___ تمام تفصیلات کا ہمیں علم ہے اور ہم مشن کے
لئے ہر لحاظ سے تیار ہیں ۔" ____ اس بار ڈکسن کے لہجے میں حیرت
تھی ۔ اسے شاید حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ انتھونی نے یہ انٹرویو
لینا کیوں شروع کر دیا ۔
"تمہاری حیرت بجا ہے ___ ڈکسن ۔ لیکن میں اس وقت تم سے
زیادہ حیران ہوا تھا جب ہیڈ کوارٹر نے یہ مشن منسوخ کئے جانے کی

خبر سنائی ۔" ____ انتھونی نے کہا اور ڈکسن مشن کی منسوخی کی خبر سن کر
بری طرح اچھل پڑا ۔
"اوہ ۔ سر مگر کیوں ۔" ____ ڈکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔
"وجہ تمہیں نہیں بتائی جا سکتی ۔ البتہ انہوں نے نیا مشن ہمیں سونپ
دیا ہے اور میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے کہ میں تمہیں مشن
کے بارے میں تفصیلات بتا دوں ۔ یہ مشن شاید پہلے والے مشن سے بھی
زیادہ اہم ہے ۔" ____ انتھونی نے کہا اور ڈکسن ایک بار پھر چونک پڑا ۔
"یس باس ___ حکم فرمائیں ۔" ____ ڈکسن نے جواب دیا اور انتھونی
نے اسے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ اور باقی تفصیلات بتا کر
وہاں سے فائل لانے کے بارے میں بریف کرنا شروع کر دیا ۔
"ٹھیک ہے باس ___ بے فکر رہیں یہ کام مکمل ہو جائے گا ۔" ____
ڈکسن نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔
"مجھے تمہاری صلاحیتوں کا علم ہے ڈکسن ، لیکن تم شاید اسے آسان
مشن سمجھ رہے ہو حالانکہ میرے خیال میں یہ انتہائی سخت اور کٹھن
مشن ہے ۔" ____ انتھونی نے جواب دیا ۔
"باس ایس ۔ پی ۔ آر ۔ سکس دن جب موجود ہو گی تو پھر اس مشن
میں کوئی کٹھن بات باقی نہیں رہ جاتی ۔ وہاں اندر جو افراد موجود ہوں گے ، وہ
ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہیں ۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہاں ہمیں
گروپ نہیں لے جانا چاہیے بلکہ میں اکیلا جاؤں ۔ اس طرح زیادہ آسانی
رہے گی کیونکہ میرا تجربہ ہے جہاں اس قسم کے دفاعی سائنسی انتظامات
ہوں وہاں زیادہ آدمی نہیں ہوتے اور پھر زیادہ بھیڑ بھاڑ بعض اوقات

مشن کی ناکامی کا باعث بھی بن جاتی ہے "۔۔۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا۔

" لیکن ہو سکتا ہے وہاں واقعی زیادہ آدمی ہوں "۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

" ہوں گے بھی سہی تو کیا ہو جائے گا۔ ڈکسن کو کبھی اس بات کی پرواہ نہیں رہی "۔۔۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا۔

" او۔ کے ٹھیک ہے۔ بہرحال یہ مشن تم نے مکمل کرنا ہے اور فوری اس لئے جس طرح مناسب سمجھو کرو۔ البتہ میں تمہاری طرف سے کامیابی کی رپورٹ کا انتظار کروں گا۔ یہ بتانا تو بہرحال فضول ہے کہ ٹی۔ آئی۔ ٹی میں ناکامی کے لفظ کا معنی یقینی موت ہوتا ہے "۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا اور ڈکسن سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" یس باس "۔۔۔۔۔ ڈکسن نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ٹائیگر نے چوک پر رکنے کا اشارہ جلتے ہی اپنی موٹر سائیکل روک دی اس کے ساتھ ہی ایک کار بھی رکی ہوئی تھی اور ٹائیگر نے بے خیالی میں گردن موڑ کر جب دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کار کی سائیڈ سیٹ پر جو نوجوان بیٹھا ہوا تھا وہ وہی تھا جو مادام پروشیا پر دھاگے سے بندھا ہوا کیڑا اٹھائے ہوئے تھا اور مادام پروشیا نے اس کا نام ڈائی جان بتایا تھا۔ ٹائیگر کو دودھ والے نے رسیوں کی بندش سے رہا کیا تھا۔ اور ٹائیگر نے آزاد ہوتے ہی ایکسٹو کو پوری تفصیلات بتا دی تھیں لیکن ایکسٹو نے اسے مزید کوئی ہدایات نہ دی تھیں اس لئے وہ بھی خاموش ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے لاشعور میں ڈائی جان کے بارے میں تجسس موجود تھا کیونکہ ظاہر ہے مادام پروشیا کو ڈائی جان نے ہی رسیوں سے باندھا ہو گا اور مادام پروشیا جس انداز کی لڑاکا تھی اسے باندھ لینا کسی عام سے آدمی کا کام نہ تھا اس لئے اب جیسے ہی اچانک ڈائی جان اسے نظر آیا تو وہ

چونک پڑا۔ اسی لمحے ٹریفک کھل گئی اور ڈالی جان والی کار آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر اس وقت ایک کلب میں جانے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا لیکن ڈالی جان کو دیکھنے کے بعد اس نے کلب جانے کا ارادہ بدل دیا۔ وہ سے چیک کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے موٹر سائیکل کار کے پیچھے لگا دی۔ وہ بڑی احتیاط سے تعاقب کر رہا تھا تاکہ ڈالی جان کو شک نہ ہوسکے۔ گو ڈالی جان اس سے واقف نہ تھا لیکن بہرحال ٹائیگر جانتا تھا کہ ڈالی جان کبھی عام آدمی نہ ہے۔ پھر جیسے ہی ڈالی جان کی کار ایک چوک سے دائیں طرف شمال مشرق کی طرف جانے والی پہاڑیوں کی طرف مڑی ٹائیگر موٹر سائیکل سیدھا لے جاتا گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے اگر وہ ان کے پیچھے گیا تو لازماً چیک ہو جائے گا جبکہ ان پہاڑیوں پر جانے والے وہ ایک اور راستے سے واقف تھا۔ گو اس طرح اسے لمبا چکر کاٹنا پڑے گا لیکن وہ بہرحال انتہائی محفوظ طریقے سے اس تک پہنچ سکتا تھا۔ پہاڑیوں کو کراس کرکے یہ سڑک ایک تفریحی سپاٹ کی طرف جاتی تھی اور پہاڑیوں پر ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے ڈالی جان جیسے آدمی کو کوئی دلچسپی ہوتی۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈالی جان اسی تفریحی سپاٹ پر ہی جا رہا ہے اور وہ آسانی سے وہاں پہنچ سکتا ہے۔ موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ سڑک گھوم کر پہاڑیوں میں دائیں طرف سے داخل ہوتی تھی اور پھر باہر سے ہی ایک لمبا چکر کاٹ کر اس تفریحی سپاٹ تک پہنچتی تھی۔ اس طرح پہاڑی اونچ نیچ سے سفر کرنے والا بچ جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جاننے والے اس سڑک کو ہی اس تفریحی سپاٹ تک پہنچنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ہیوی انجن ــــ

موٹر سائیکل پوری رفتار سے دوڑ رہا تھا لیکن اس کے باوجود اس تفریحی سپاٹ تک پہنچنے میں اسے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ تفریحی سپاٹ پر پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل ایک طرف سٹینڈ کیا اور ادھر ادھر گھومنے لگا لیکن نہ ہی پارکنگ میں وہ کار نظر آ رہی تھی جس میں ڈالی جان سوار تھا اور نہ ہی ڈالی جان وہاں کہیں نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اب تک یہاں نہ پہنچا ہو جب کہ پہاڑیوں والا راستہ تو خاص شارٹ کٹ ہے"۔ ــــ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ ڈالی جان پہاڑیوں میں ہی رک گیا ہے لیکن کیوں ــــ پہاڑیاں تو بالکل ویران اور سنسان تھیں۔ وہاں البتہ معدنیات کی تلاش کے لئے ایک محکمے کا دفتر موجود تھا اور بس۔

"مجھے چیک کرنا چاہیے ــــ ضرور کوئی خاص گڑبڑ ہے"۔ ــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ موٹر سائیکل پر بیٹھا اس راستے کی طرف بڑھ رہا تھا جو پہاڑیوں سے گزر کر دوسری طرف جاتا تھا۔ موٹر سائیکل دوڑاتا وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ اسے دور سے معدنیات والے محکمے کی عمارت نظر آنے لگی لیکن ابھی وہ خاصا دور تھا کہ ایک پہاڑی سے نیچے اتر کر جیسے ہی اس کا موٹر سائیکل آگے بڑھا اسے دور سے گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے موٹر سائیکل کی رفتار تیز کر دی۔ فائرنگ کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی تھی لیکن اس کا اندازہ تھا کہ یہ آواز اس عمارت کی طرف سے ہی آئی ہے۔ عمارت کے رخ والی

سڑک پر آتے ہی اسے عمارت سے کچھ دور سڑک پر ملٹری کی ایک خالی جیپ کھڑی نظر آئی لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا اور اسی لمحے اس کا موٹر سائیکل عمارت کے پھاٹک کے سامنے پہنچ گیا اور ٹائیگر نے کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر پڑی ہوئی فوجیوں کی لاشیں دیکھ لی تھیں۔ اس نے انتہائی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل بند کر کے اسے سٹینڈ کیا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا پھاٹک کے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ یکلخت ایک طرف سے ریوالور چلنے کا دھماکہ ہوا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کی پسلیوں میں گھستی چلی گئی ہو۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں اس طرح ڈوبتا چلا گیا جیسے کسی نے اس کے ذہن میں موجود روشنی کا بٹن یکلخت آف کر دیا ہو۔

اچانک روتے روتے بلیک زیرو کے ذہن میں عمران کی دی ہوئی ہدایات کسی جگنو کی طرح چمکیں اور اس کے ساتھ ہی ٹی۔ ٹو طیارے کے سلسلے میں ساری صورت حال اس کے ذہن میں آگئی۔ وہ بُری طرح چونک کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے گھما کر تیزی سے ہسپتال کے پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وہ جذباتی پن کی ہر جس طرح اچانک آئی تھی اسی طرح اچانک چلی بھی گئی تھی۔ باہر سڑک پر آ کر بلیک زیرو نے جیب سے رومال نکالا اور اپنا چہرہ اور آنکھیں صاف کر کے رومال دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا ہوا وہ دانش منزل کے گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ گیٹ بند تھا۔ بلیک زیرو نے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا۔ یہ دانش منزل کے آٹومیٹک نظام سے منسلک کنٹرول کا بٹن تھا۔ اس بٹن کے دبتے ہی اندر موجود آٹومیٹک

نظام خود بخود پھاٹک وا کر دیتا لیکن اس نے دو تین بار بٹن دبایا مگر پھاٹک اسی طرح بند رہا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ وہ خود ہسپتال جاتے ہوئے آٹومیٹک نظام کو آن کر گیا تھا لیکن وہ آٹومیٹک نظام کھل ہی نہ رہا تھا وہ چند لمحے ہونٹ بھینچے اس عجیب سی صورت حال پر غور کرتا رہا پھر اس نے کار پیچھے ہٹائی اور اسے موڑ کر اسی طرف کو چل پڑا جدھر سے واپس آیا تھا۔ دانش منزل کی طویل دیوار کے خاتمے پر ایک سڑک سائیڈ پر سے گزر رہی تھی۔ اس نے اس سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی اور دانش منزل کے عقب میں موجود ایک چھوٹے سے پرائیویٹ باغ کے پھاٹک پر پہنچ گیا۔ اس کے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چند لمحوں بعد باغ کا پھاٹک کھل گیا۔ پھاٹک ایک ادھیڑ عمر آدمی نے کھولا تھا۔ بلیک زیرو کار اندر لے جاتا گیا۔ یہ باغ بھی سیکرٹ سروس کی ملکیت تھا اور یہ ادھیڑ عمر بھی سیکرٹ سروس کا ہی ملازم تھا لیکن وہ بلیک زیرو کو طاہر کے روپ میں ہی جانتا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ طاہر ایکسٹو ہے۔ اس طرف دانش منزل کے اندر جانے کا ایک ایسا خفیہ راستہ موجود تھا جس کا تعلق اندرونی نظام سے نہ تھا۔ یہ راستہ عمران نے اس مقصد کے پیش نظر بنایا تھا کہ اگر کبھی کسی وجہ سے اندرونی نظام فیل ہو جائے یا ایسی ہی کوئی گڑبڑ ہو جائے تو اس راستے کو استعمال کیا جا سکے۔ ویسے تو اس راستے کو اچانک استعمال کرنے کی کبھی نوبت نہ آئی تھی لیکن اب بہرحال اسے استعمال کرنا پڑ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے کار باغ کے اندر بنی ہوئی ایک بارہ دری کے نیچے کھڑی کی اور پھر اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس راستے کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت کے قریب آم کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔ بلیک زیرو اس

کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا دوسرے لمحے وہ کسی پھرتیلے بندر کی طرح اس درخت پر چڑھنے لگا۔ اوپر ایک دوشاخہ تھا۔ اس دوشاخے کے عین درمیان میں ایک سوراخ تھا جیسے عام طور پر طوطے پرانے درختوں میں بنا لیا کرتے ہیں۔ بلیک زیرو نے اس سوراخ کے اندر ہاتھ ڈالا اور پھر دائیں طرف ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹٹولنا شروع کیا۔ چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں ایک ابھری ہوئی کیل نما جگہ سے ٹکرائیں اور بلیک زیرو نے پوری قوت لگا کر اس کیل کو پریس کر دیا اور پھر جتنی تیزی سے اوپر چڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے وہ نیچے اتر آیا۔ ادھیڑ عمر آدمی اس طرف نہ آیا تھا۔ بلیک زیرو درخت سے اتر کر دانش منزل کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا۔ اور اس نے اس سنگی دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر جا کر اس کی جڑ میں زور سے بوٹ کی ٹھوکر ماری۔ دوسرے لمحے دیوار کے اندر ایک دروازہ نمودار ہو گیا جس کے پیچھے ایک طویل سرنگ نما راستہ نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو اس دروازے کو کراس کر کے آگے بڑھا اور اندر جا کر اس نے سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو دیوار دوبارہ برابر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سرنگ کی چھت سے روشنی نمودار ہو گئی۔ بلیک زیرو کو اس روشنی کے جلنے سے اور زیادہ حیرت ہوئی کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ دانش منزل میں الیکٹرک سپلائی موجود تھی۔ یہاں دوہرا نظام تھا۔ اگر سپلائی رک جاتی تو یہاں موجود ایک ہیوی جنریٹر خود بخود چل پڑتا تھا۔ اس طرح بجلی کی سپلائی ختم نہ ہوتی تھی۔ پھاٹک نہ کھلنے پر بلیک زیرو کو بھی خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے کسی وجہ سے ڈائریکٹ الیکٹرک سپلائی بھی نہ آ رہی ہو اور جنریٹر بھی خراب ہو گیا ہو لیکن بلب سے روشنی نکلنے کا مطلب تھا

کر بجلی کی سپلائی موجود تھی اور اس کے بعد آٹومیٹک نظام کے کام نہ کرنے کی اور کوئی وجہ باقی نہ رہی تھی۔ یہی سوچتا ہوا بلیک زیرو سرنگ میں آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دروازہ تک پہنچ گیا جو اس سرنگ کی طرف سے بند تھا اور اس پر ایک مخصوص قسم کا تالا لگا ہوا تھا جو مخصوص نمبروں سے کھلتا اور بند ہوتا تھا۔ بلیک زیرو نے چند لمحوں میں ہی لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوگیا۔ اب وہ دانش منزل کے اندر پہنچ چکا تھا۔ دانش منزل میں خاموشی تھی۔ بلیک زیرو مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا گیا لیکن آپریشن روم کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ یکلخت ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا تھا۔ آپریشن روم میں سے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی، کسی جیتے جاگتے انسان کی اور اس آواز نے بلیک زیرو کا ذہن بھک سے اڑا دیا تھا۔ اس وقت کسی اجنبی کی آپریشن روم میں موجودگی اس کے لئے ناقابل یقین تھی لیکن آواز بہرحال اب بھی آ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور آگے بڑھ کر دروازہ کو آہستہ سے کھولا اور پھر اس کی نظریں ایک نوجوان پر جم گئیں جو بڑے اطمینان سے اس کی کرسی پر بیٹھا ہوا ایکسٹو والے مخصوص ٹیلیفون پر بات کر رہا تھا۔ سامنے میز پر ایک عجیب سی پورٹیبل مشین رکھی ہوئی تھی چونکہ اس نوجوان کی اس دروازے کی طرف سائیڈ تھی اور فون میں مصروف تھا اس لئے بلیک زیرو کو وہ نہ دیکھ سکا تھا۔

"لیکن باس میں نے بے حد کوشش کی ہے مگر سوائے ایک دروازے کے اور کوئی دروازہ کھل ہی نہیں رہا اور وہ دروازہ بھی ایک

سرنگ سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں جا کر بند ہو جاتا ہے۔ اس کمرے کا دوسرا دروازہ باہر سے بند ہے۔ دروازے کی ساخت ایسی ہے کہ اس پر گولی بھی اثر نہیں کرتی۔ یہی پوزیشن دوسرے دروازوں کی ہے" اس نوجوان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر وہ چند لمحوں تک دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا چونکہ ٹیلیفون سے منسلک لاؤڈر بند تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز بلیک زیرو تک نہ پہنچ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ آپ ٹونٹی تھری بم بلاسٹر بھجوا دیں پھر میں آسانی سے یہ دروازے توڑ لوں گا لیکن جلد از جلد بھجوائیں کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی آدمی اچانک آ جائے۔ فی الحال تو ساری عمارت خالی پڑی ہوئی ہے" ۔۔۔ اس نوجوان نے کہا اور پھر چند لمحے دوسری طرف کی آواز سنتا رہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ آپ بھجوا دیں میں پھاٹک پر موجود ہوں گا۔ لیکن جلدی پلیز" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر ریسیور رکھ کر وہ اٹھا بلیک زیرو سائیڈ پر ہو گیا لیکن وہ نوجوان بجائے ادھر آنے کے کرسی سے اٹھ کر تیزی سے آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید پھاٹک پر جا رہا تھا۔ وہ عجیب و غریب سی مشین اسی طرح میز پر پڑی تھی۔ اس کے آپریشن روم سے باہر جاتے ہی بلیک زیرو دروازہ کھول کر اندر آیا لیکن میز کے قریب پہنچتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اب اسے اس عجیب سی ساخت کی مشین کا سامنے کا حصہ نظر آیا تھا اس پر بے شمار چھوٹے بڑے بلب موجود تھے جو

مسلسل جل بجھ رہے تھے اور مشین کی دوسری سائیڈ کی طرف سے نیلے
رنگ کے جگنو سے جل بجھ رہے تھے۔ بلیک زیرو نے اس مشین کا جائزہ
لیا اور پھر اس کی نظریں ایک سرخ رنگ کے بٹن پر پڑ گئیں جس کے
نیچے آف آن لکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے وہ بٹن پریس کر کے چھوڑا تو مشین
پر جلنے بجھنے والے بلب ساکت ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک
تیز سائرن سے گونج اٹھا۔ بلیک زیرو جھپٹ کر اس آٹو میٹک نظام کے
کنٹرول کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا آٹو والا بٹن آف کر دیا لیکن تیز
سائرن اسی طرح بج رہا تھا۔ بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے
دو بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی
اور سائرن بجنا بند ہو گیا۔ سکرین پر پھاٹک کے اندرونی طرف وہی نوجوان
زمین پر ساکت پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب
وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ یہ عجیب ساخت کی مشین کوئی جدید قسم
کا بلاکر تھا جس کی وجہ سے دانش منزل کا دفاعی نظام بلاک ہو کر رہ گیا
تھا۔ جیسے ہی مشین آف ہوئی سسٹم نے دوبارہ کام شروع کر دیا اور
چونکہ آٹو میٹک نظام چل رہا تھا اس لئے سسٹم کے چلتے ہی اجنبی
فرد کو چیک کر کے اس پر مفلوج کر دینے والی گیس کا فائر خود بخود ہو گیا
تھا یہی وجہ تھی کہ وہ پھاٹک کے قریب فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا۔
بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا اور بٹن بند کر کے اس نے دراز
سے نقاب نکال کر چہرے پر چڑھایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔ نوجوان واقعی پھاٹک کے سامنے مفلوج پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں
کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ حرکت نہ کر سکتا تھا۔ بلیک زیرو کے سامنے آنے

پر اس نوجوان کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار نمودار ہو گئے لیکن چونکہ
وہ مفلوج تھا اس لئے اس کی زبان حرکت نہ کر سکتی تھی۔ بلیک زیرو نے
جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ واپس پلٹا اور پھر اسے گیسٹ
روم میں بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ اب
سے اس آدمی کا انتظار تھا جسے لینے یہ نوجوان پھاٹک پر جا رہا تھا۔ اس
نے چند مخصوص بٹن دبائے تو سکرین پر پھاٹک کا بیرونی منظر نظر آنے
لگا۔ سڑک پر ٹریفک چل رہی تھی اور پھر اچانک ایک سرخ رنگ کی کار
تیزی سے مڑی اور پھاٹک کے سامنے آ کر رک گئی۔ اس میں سے ایک
غیر ملکی نوجوان باہر نکلا۔ پہلے تو اس نے پھاٹک کو دھکیل کر کھولنا چاہا
لیکن پھاٹک نہ کھلنے پر اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ کمرے
میں کال بیل کی مخصوص آواز گونجی۔ بلیک زیرو نے ایک بٹن دبایا اور
دراز کے ساتھ چپکا ہوا مائیک اٹھا لیا۔

"کون ہے باہر"۔۔۔۔ بلیک زیرو کے حلق سے آواز اسی
نوجوان جیسی نکلی جسے وہ گیسٹ روم میں بند کر آیا تھا۔

"اوہ ڈکسن ۔۔۔ میں جیکی ہوں۔ باس نے تو کہا تھا کہ تم پھاٹک
پر موجود ہو گے۔ میں وہ بلاسٹر لے آیا ہوں"۔۔۔۔ کمرے میں
ایک اجنبی آواز گونجی۔

"پھاٹک پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے یہاں کا کنٹرول
سنبھال لیا ہے۔ میں پھاٹک کھول رہا ہوں تم کار لے کر اندر آ جاؤ"۔
بلیک زیرو نے اسی لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے پھاٹک کھولنے
والا لیور کھینچ کر نیچے کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر پھاٹک کھلتا نظر

آیا اور پھر سرخ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ بلیک زیرو نے کار کے
اندر داخل ہوتے ہی مفلوج کر دینے والی گیس کا مخصوص بٹن پریس کیا
اور آگے بڑھتی ہوئی کار یکلخت ایک جھٹکے سے رک گئی۔ پھاٹک خود بخود
بند ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو اٹھا اور آپریشن روم سے باہر نکل کر سرخ
رنگ کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ غیر ملکی نوجوان سٹیرنگ پر بے حس و
حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس آدمی کو باہر
گھسیٹ کر اپنے کندھے پر ڈالا اور اسے دوسرے گیسٹ روم میں بند
کر کے وہ واپس کار کی طرف آیا۔ پچھلی سیٹ پر کینوس کے تھیلے میں
بند ایک بڑا سا ڈبہ پڑا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے اٹھایا اور پھر اسے لئے
ہوئے وہ آپریشن روم میں آ گیا۔ میز پر اسے رکھ کر اس نے اس پر چڑھ
ہوا کینوس کا تھیلا اتار دیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا واقعی انتہائی
طاقتور اور جدید طرز کا بم بلاسٹر تھا اور اگر بلیک زیرو بروقت نہ پہنچ
جاتا تو اس بم بلاسٹر سے تو پوری بلڈنگ تباہ کی جا سکتی تھی۔ دروازوں
کی تو اہمیت ہی نہ تھی۔ بلیک زیرو نے بم بلاسٹر ایک طرف رکھا اور پھر
کمرے سے باہر نکل کر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس
میں پہلا آدمی جسے ڈکسن کہہ کر پکارا گیا تھا موجود تھا۔ آٹومیٹک لاک
کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو ڈکسن ویسے ہی مفلوج کمرے کے درمیان
پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو آگے بڑھا اور اس نے اس کا مفلوج بازو پکڑ
اور اسے گھسیٹتا ہوا کمرے کی مخالف دیوار کے پاس لے گیا۔ وہاں اسے
چھوڑ کر وہ واپس پلٹا اور پھر دروازے کے قریب موجود کنٹرول پینل
پر دو بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز سے شفاف

شیشے کی ایک دیوار چھت سے اتر کر فرش میں غائب ہو گئی۔ اب کمرہ
دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ایک طرف بلیک زیرو کھڑا تھا دوسری
طرف وہ ڈکسن پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے پینل کے نیچے مخصوص
انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار کا ایک چھوٹا سا حصہ ایک طرف ہٹ گیا۔
اور ایک تختہ سا باہر کو نکل آیا جس پر بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے۔
بلیک زیرو نے ایک بٹن پریس کیا اور پھر مڑ کر ڈکسن کو دیکھنے لگا۔
اس بٹن کے پریس ہوتے ہی ڈکسن والے حصے میں چھت پر ہلکے نیلے
رنگ کی شعاعیں ایک بار چمکیں اور پھر بجھ گئیں۔ دوسرے لمحے ڈکسن
کے جسم میں خود بخود حرکت پیدا ہوئی اور اس نے سمٹ کر اٹھنے کی کوشش
کی۔ بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا دیا۔ ڈکسن والے حصے کی چھت نے
اس بار براؤن رنگ کا دھواں اگلنا شروع کر دیا۔ اور ایک لمحے میں یہ دھواں
ڈکسن والے حصے میں بھر گیا۔ دھوئیں کی وجہ سے ڈکسن نظر نہ آ رہا تھا۔
لیکن دھواں چند لمحے رہنے کے بعد خود بخود ہی غائب ہو گیا اور بلیک زیرو
نے دیکھا کہ ڈکسن دوبارہ فرش پر ساکت لیٹا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے ایک اور بٹن دبایا تو چھت سے سرخ رنگ کی شعاعوں
کا ایک دھارا سا نکل کر ڈکسن کے جسم پر پڑنے لگا۔ چند لمحوں بعد
بلیک زیرو نے بٹن آف کیا تو سرخ رنگ کی شعاعوں کا یہ دھارا سا ختم
ہو گیا۔ بلیک زیرو نے تختہ واپس دیوار میں دھکیلا اور پھر پینل پر موجود
ایک بٹن دبایا تو شیشے کی وہ دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ واپس چھت
میں غائب ہو گئی۔ بلیک زیرو تیز تیز قدم اٹھاتا ڈکسن کی طرف بڑھ گیا
اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک

موجود نہ تھی۔ بلیک زیرو نے اس کے قریب جا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اس کا نقاب اس قسم کا تھا کہ اس میں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ڈکسن"۔۔۔۔ ڈکسن کی زبان سے لفظ نکلا۔ مخصوص شعاعوں کی وجہ سے وہ ٹرانس میں آچکا تھا۔ اس کی قوت ارادی زیرو ہو چکی تھی۔ اس لئے بلیک زیرو نے ہپناٹزم کی مدد سے اس کے لاشعور کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا ورنہ جس قسم کا یہ آدمی نظر آ رہا تھا شاید وہ اتنی آسانی سے ٹرانس میں نہ آتا اور چونکہ بلیک زیرو جلد از جلد ہر بات معلوم کر لینا چاہتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے اس طریقے کو آزمانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"اس عمارت میں کیوں آئے تھے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ٹی۔ ٹوطیارے کی فائل لینے"۔۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غیر شعوری انداز میں بات کر رہا ہے اور اس کا جواب سن کر بلیک زیرو چونک پڑا لیکن پھر اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"کس گروپ سے تمہارا تعلق ہے اور تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے اور کیوں۔ پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمارے گروپ کا نام ٹی۔ آئی۔ ٹی ہے۔ روسیاہ کا سپیشل گروپ ہے۔ پہلے ہمارا چیف ڈاکٹر آرنلڈ تھا۔ ہم یہاں پاکیشیا کلب کا

ہُر چلا کر اہم ترین افراد کو بلیک میل کرتے تھے پھر ٹی۔ ٹوطیارے کا ہُر چل گیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ کو ہیڈ کوارٹر نے ختم کرا دیا۔ اب انتھونی ہمارا ۔۔س ہے۔ ہم نے کارال ائیر بیس پر ریڈ کرنے کی پوری پلاننگ کر لی ۔ی کہ ہیڈ کوارٹر نے یہ ریڈ منسوخ کر دیا اور پھر ہیڈ کوارٹر کے حکم سے ۔ں فائل لینے یہاں آ گیا"۔۔۔۔ ڈکسن نے بتایا۔

"ٹی۔ ٹوطیارے پر ریڈ نہ کرنے کی وجہ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ۔ چھا اور جواب میں ڈکسن نے وہ ساری تفصیلات بتا دیں جو اسے ۔نتھونی نے بتائی تھیں۔

"تم نے جس مشین سے یہاں کا نظام بیکار کیا ہے، اسے کیا ۔ہتے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ایس۔ بی۔ آر سکس ون"۔۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا۔

"ڈائی جان اور مادام پروشیا کو جانتے ہو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں"۔۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا۔

"اب انتھونی اور اپنے گروپ اور اس کے اڈوں اور افراد کی پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ڈکسن اس طرح شروع ہو گیا جیسے گراموفون ریکارڈ بجنے لگتا ہے ۔س نے واقعی مکمل تفصیلات بتا دی تھیں۔ بلیک زیرو نے منہ پھیر ۔یا اور پیچھے ہٹ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ۔س نے دروازے کے ساتھ موجود پینل پر دو بٹن بیک وقت دبا دیئے چھت سے نیلے اور زرد رنگ کی روشنیاں نکل کر ڈکسن پر پڑیں

اور بلیک زیرو دروازے کا لاک کھول کر باہر آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈکسن دوبارہ مفلوج ہو گیا ہے اور جب تک انٹی ریزر استعمال نہ کی جائیں وہ ہر قسم کی حرکت کرنے سے معذور رہے گا۔

آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا اور بلیک زیرو نے ڈکسن سے ملی ہوئی انکوائری، اس کے اڈے اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے فوری طور پر ان سپاٹس پر ریڈ کرنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"یس باس۔۔۔ کیا ان سب کو گرفتار کرنا ہے یا اڑا دینا ہے"۔۔۔ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"کوشش کرنا کہ زندہ گرفتار ہو سکیں ورنہ رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال آپریشن فوری طور پر مکمل ہونا چاہیے اور تنویر اور کیپٹن شکیل کو ساتھ مت لے جانا۔ میں نے انہیں ایک اور ڈیوٹی پر بھیجنا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"تنویر سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ تنویر کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"تنویر۔ کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر تم دارالحکومت کی شمال مشرقی پہاڑیوں میں موجود معدنیات کے ایک دفتر میں جاؤ۔ یہ عمارت دراصل کارال ائیر بیس کا کنٹرول آفس ہے۔ اس عمارت کے نیچے جدید ترین ائیر بیس ہے جس میں ایک طیارہ ٹی۔ ٹو موجود ہے۔ اس طیارے کو اڑانے کے لئے دو بین الاقوامی گروہ کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ڈائی جان ہے۔ وہ ایکریمیا کا ٹاپ سپر ایجنٹ ہے اور دوسری ایک تنظیم ہے بلیو برڈ، اس کی انچارج مادام پروشیا ہے۔ اس عمارت میں ملٹری انٹیلیجنس کے افراد موجود ہیں جن کا انچارج کرنل چوہان ہے۔ تم اسے جا کر اپنا نام بتانا اور اس کے بعد جب تک میں مزید ہدایات نہ دوں تم دونوں نے وہیں رک کر اس ائیر بیس کی حفاظت کرنی ہے۔ کرنل چوہان تمہارے ماتحت ہو گا۔ میں اسے ہدایات دے دیتا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ تنویر نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب ملٹری انٹیلیجنس کے چیف سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ کرنل چوہان کو ہدایات دے دے۔ بحیثیت ایکسٹو اس کا براہ راست کرنل چوہان سے بات کرنا وقار کے خلاف تھا۔ ملٹری انٹیلیجنس کے چیف نے جب کہا کہ وہ کرنل چوہان کو ہدایات دے دیں گے تو بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اس نے رسیور رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اسے

عمران کا خیال آیا تو وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ایک بار پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ڈاکٹر صدیقی سپیکنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"عمران کس پوزیشن میں ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا جیسے وہ رسماً یہ بات پوچھ رہا ہو ورنہ اسے عمران کے مرنے جینے سے کوئی تعلق نہ ہو۔ ظاہر ہے اس وقت وہ بطور ایکسٹو بات کر رہا تھا اور بطور ایکسٹو وہ ہر قسم کے جذبات سے بالاتر تھا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔۔ عمران صاحب کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی ہے۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ ہوش میں آ جائیں گے لیکن سر آپ ممبرز کو ان سے ملاقات سے روک دیں۔ پہلے بھی طاہر صاحب کی وجہ سے عمران صاحب کی حالت اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ میں واقعی مایوس ہو گیا تھا لیکن شاید ابھی قدرت کو عمران صاحب کی زندگی مقصود تھی اس لئے وہ اس قدر شدید خطرے سے بچ گئے لیکن اب کم از کم ایک ہفتے تک آپ کسی کو ان سے ملاقات نہ کرنے دیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور بلیک زیرو اپنے متعلق ڈاکٹر صدیقی کا ریمارک سن کر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ ڈاکٹر صدیقی کو کیا بتاتا کہ وہ اسی کی شکایت اس سے کر رہا ہے۔

"ڈاکٹر صدیقی۔۔۔۔ عمران سے زیادہ اہم ملکی معاملات ہوتے

ہیں۔ اس لئے اگر انتہائی ضرورت ہو گی تو ہو سکتا ہے کہ میں طاہر کو دوبارہ بھیج دوں۔ آپ نے اسے نہیں روکنا۔ مگر ایسا انتہائی ایمرجنسی میں ہو گا۔ ویسے عمران کے ہوش میں آنے کے بعد آپ اسے میرا پیغام دے دیں کہ سب اوکے ہو گیا ہے۔ میں ضرورت پڑنے پر خود اس سے فون پر بات کر لوں گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔۔ جیسے آپ کا حکم"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر واقعی اطمینان کے حقیقی تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران انتہائی آسانی سے ڈاکٹر آرنلڈ والے اس گروپ کا خاتمہ کر لیں گے۔ ادھر تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں ملٹری انٹیلیجنس سے مل کر ایئر بیس کی حفاظت بھی بخوبی کر لیں گے۔ اور اگر ڈائی جان اور مادام پروشیا وہاں نہ پہنچے تو ڈاکٹر آرنلڈ گروپ کے خاتمہ کے بعد وہ ممبران کو ان دونوں کی تلاش پر مامور کر دے گا۔

ڈائی جان کی آنکھوں میں شدید ترین حیرت کے تاثرات اس لئے نمایاں ہوئے تھے کہ اس نے سرنگ والے خلا میں سے مادام پروشیا کو نمودار ہوتے دیکھ لیا تھا۔ مادام پروشیا کے ساتھ چار اور آدمی تھے۔

" اوہ یہ طیارہ یہاں موجود ہے ــــ ویری گڈ "۔ ـــــــ مادام پروشیا نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" مادام ــــ ڈائی جان پڑا ہے، سامنے "۔ ـــــــ اسی لمحے مادام کے ایک ساتھی نے چیختے ہوئے کہا اور مادام پروشیا ڈائی جان کا نام سن کر بری طرح چونک پڑی اور دوسرے لمحے اس کی نظریں بھی زمین پر پڑے ڈائی جان پر پڑ گئیں۔

" اوہ تو یہ راستہ اس نے کھولا ہے۔ لیکن کیا یہ مر چکا ہے۔" مادام پروشیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے

ائی جان کی طرف بڑھی۔

" یہ زندہ ہے مادام ــــ لیکن مفلوج ہے۔ اسے فوراً گولی مار دینی چاہیے "۔ ـــــــ مادام کے ایک ساتھی نے تیز لہجے میں کہا۔

" ٹھہرو ــــ پہلے اس کی تلاشی لے لو۔ ڈائی جان کے متعلق مشہور ہے کہ یہ خصوصی مشن پر اپنے پاس انتہائی جدید ترین ایجادات رکھتا ہے ہر جس طرح یہ راستہ کھلا ہوا ملا ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے پاس خاص چیزیں ہوں گی "۔ ـــــــ مادام نے کہا اور اس کے دو ساتھی ڈائی جان پر جھک گئے اور چند لمحوں بعد ہی انہوں نے بگش پسٹل اور دفاعی نظام توڑنے والا باکس اور اس طرح کی کئی چیزیں اس کی جیبوں سے نکال لیں۔

" ویری گڈ ــــ بگش پسٹل، اوہ یہ تو انتہائی قیمتی ہے۔ گڈ شو "۔ مادام پروشیا نے بگش پسٹل ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

" مادام ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ایئر بیس کا براہ راست رابطہ اس عمارت سے نہیں ہے۔ اس لئے ابھی ایئر بیس میں موجود افراد کو موجودہ صورت حال کا علم نہیں ہے لیکن کسی بھی وقت علم ہو سکتا ہے اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے طیارہ نکال لے جانا چاہیے "۔ ـــــــ ایک نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو ڈیوڈ۔ لیکن یہ ڈائی جان ہم سے پہلے یہاں پہنچا اور پھر مفلوج ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ طیارے پر کوئی خاص دفاعی نظام موجود ہے جس نے اسے مفلوج کیا ہو گا "۔ ـــــــ مادام پروشیا نے کہا۔

"میں چیک کر لیتا ہوں مادام"۔ ـــــ ڈیلوڈ نے کہا اور اس نے جیب سے ایک پستول نما آلہ نکالا اور اس کا رُخ طیارے کی طرف کر کے اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے طیارے کی پوری سطح پر روشنیاں سی چمکیں اور پھر غائب ہو گئیں۔

"اوہ واقعی ڈائی جان اسی نظام کے ہاتھوں مفلوج ہوا ہے"۔ مادام پروشیا نے کہا۔

"مادام آپ نے ڈائی جان کے متعلق فیصلہ نہیں کیا۔" ـــــ ڈیلوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسے گولی مارنا فضول ہے۔ بہرحال یہ ایکریمیا کا ایجنٹ ہے کوئی غیر نہیں۔ اس کے لئے اتنی ہی سزا کافی ہے کہ ہم اس کی نظروں کے سامنے طیارہ لے کر نکل جائیں"۔ ـــــ مادام پروشیا نے کہا اور طیارے کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے اچک کر طیارے کے کاک پٹ کا دروازہ کھولا اور پھر اچھل کر اوپر چڑھ گئی

"میں چیک کرتی ہوں کہ کیا اس طیارے کے اندر بیٹھ کر ہم حفاظت سے ہینگر کا مین گیٹ کھول کر باہر رن وے پر نکل سکتے ہیں اور پھر ہمیں بند رن وے سے اوپر اڑانے کے لئے بھی تو چھت کھولنا پڑے گی"۔ مادام پروشیا نے اوپر چڑھتے ہوئے کہا اور ڈیلوڈ سمیت اس کے باقی ساتھی وہیں طیارے سے باہر ہی کھڑے رہ گئے۔ کاک پٹ کا دروازہ بند ہو گیا۔

"اسی لمحے اچانک ڈائی جان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں آہستہ آہستہ حرکت پیدا ہوا ہو رہی ہو۔ شاید مفلوج کر دینے والی

ریز مخصوص وقفے تک ہی کام کرتی تھیں اور وہ وقفہ پورا ہو چکا تھا لیکن ابھی اس نے محسوس کیا کہ وہ پوری طرح حرکت نہیں کر سکتا اس لئے وہ جان بوجھ کر اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا۔

"اس میں تو واقعی مکمل کنٹرول موجود ہے۔ اوہ ویری گڈ"۔ ـــــ طیارے کے اندر سے مادام پروشیا کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور باہر کھڑے ڈیلوڈ اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر مسرت کا آبشار سا بہنے لگا۔ اسی لمحے طیارے کے انجن سٹارٹ ہونے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور ڈائی جان سوچنے لگا کہ اب اسے اُٹھ جانا چاہیے۔

"ارے فیول تو ہے ہی نہیں ـــ ٹینک خالی ہیں۔ یہ چلے گا کیسے"۔ اچانک اندر سے مادام پروشیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور نہ صرف مادام پروشیا کے ساتھیوں بلکہ ڈائی جان کی اپنی امیدوں پر بھی اوس پڑ گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلے اس طیارے کو گھسیٹ کر باہر لے جانا پڑے گا۔ پھر اس میں تیل بھرا جائے گا اور اس کے بعد ہی یہ پرواز کر سکتا ہے۔

"مادام ۔ مادام ـــ ادھر فیول کنکشن موجود ہے"۔ ـــــ اچانک مادام کے ایک ساتھی نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ مڑ کر اس کمرے کے ایک کونے کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں واقعی ایک لمبا پائپ موجود تھا جس کے ساتھ فیول بھرنے والا مخصوص آلہ نصب تھا۔

"ویری گڈ ـــ جلدی بھرو فیول، جلدی کرو"۔ ـــــ مادام پروشیا کی آواز سنائی دی اور مادام پروشیا کے سارے ساتھی تیزی سے کمرے کے اس کونے کی طرف بڑھنے لگے اور ڈائی جان نے یہ موقع غنیمت

سمجھا۔ کیونکہ اب ان لوگوں کی اس کی طرف سے پشت تھی اور مادام
پروشیا طیارے کے اندر تھی۔ اس نے تیزی سے حرکت کی اور یہ دیکھ
کر اس کا دل بلیوں اچھل پڑا کہ اس کا جسم اب پوری طرح حرکت
کر رہا تھا۔ اٹھتے ہوئے اس نے انتہائی پھرتی سے کوٹ کی ایک مخصوص
جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اسے یقین تھا کہ تلاشی لینے والوں کے ہاتھ اس
جیب تک نہ پہنچ سکے ہوں گے اور واقعی ایسا تھا۔ اس جیب میں ایک
چپٹا اور پتلا سا لیکن انتہائی طاقتور پسٹل موجود تھا۔ دوسرے لمحے پسٹل
اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس کے اٹھنے کی سرسراہٹ سن کر کونے کی
طرف مڑنے والے چاروں افراد بیک وقت گھومے اور اس کے ساتھ ہی
ان چاروں کے ہاتھ برق رفتاری سے اپنی جیبوں میں رینگ گئے۔ وہ
تربیت یافتہ افراد تھے اس لئے مڑتے ساتھ ہی ایکشن میں آ گئے تھے۔
لیکن ڈائی جان بھی ان سے کم نہ تھا۔ اسی لئے اس سے پہلے کہ ان کے
ہاتھ جیبوں سے باہر آتے مسلسل چار دھماکے ہوئے اور وہ چاروں ہی
بری طرح چیختے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگے اور ڈائی جان اچھل کر
طیارے کے کاک پٹ سے دو قدم پیچھے کی طرف ہٹ گیا اور اس کی
توقع کے مطابق اسی لمحے کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور مادام پروشیا کی
تیز آواز ابھری۔

" کیا ہوا ۔۔۔ اوہ کیا ہوا "۔۔۔ مادام پروشیا نے فرش پر پڑے
تڑپتے ہوئے آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے حلق کے بل چیختے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔

" بس اب ہاتھ اٹھا دو مادام پروشیا "۔۔۔ ڈائی جان نے

آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور مادام پروشیا بجلی کی سی تیزی سے
مڑی اور پھر سامنے ڈائی جان کو صحیح حالت میں پسٹل ہاتھ میں پکڑے
دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

" تت تت تم ٹھیک ہو گئے ۔ اوہ کاش میں اسی حالت میں تمہیں
مار دیتی "۔۔۔ مادام پروشیا نے بری طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔

" تم نے ایکریمین ایجنٹ کا لحاظ کیا تھا اس لئے میں بھی تمہارا
لحاظ کر رہا ہوں۔ ورنہ جس طرح تمہارے ساتھی اب مردہ پڑے ہیں
اسی طرح اب تک تمہاری بھی لاش ان کے ساتھ شامل ہو چکی ہوتی لیکن
اب تم طیارے میں تیل ڈالو گی۔ اس کے بعد میں طیارہ لے کر چلا جاؤں گا
اور تم یہاں بندھی ہوئی پڑی رہو گی "۔۔۔ ڈائی جان نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

" تم میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہو ڈائی جان اور میں بھی تمہارے
متعلق سب کچھ جانتی ہوں۔ ہمارا اور تمہارا مفاد بہرحال مشترکہ ہے۔
اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ وقتی طور پر ہم دونوں صلح کر لیں اور اکٹھے
طیارہ لے جائیں۔ بعد میں حکومت خود فیصلہ کرتی رہے گی "۔۔۔
مادام پروشیا نے نرم لہجے میں کہا۔

" سوری مادام پروشیا ۔۔۔ میں اپنی کامیابیوں یا ناکامیوں میں کسی
کو شیئر کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ فیول بھر دو ورنہ "۔۔۔ ڈائی جان
نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا تمہاری مرضی "۔۔۔ مادام پروشیا نے مایوسانہ انداز

میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کونے کی طرف مڑی جدھر فیول کنکشن موجود تھا۔ ڈائی جان بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا کیونکہ وہ مادام پروشیا کی رگ رگ سے واقف تھا۔ لیکن مادام پروشیا شاید ہمت ہار بیٹھی تھی اس لئے اس نے بڑے اطمینان سے پہلے طیارے کے فیول وے کا ڈھکن کھولا اور پھر فیول پائپ اٹھا کر اس نے ساتھ لگے ہوئے ایک ہینڈل کو نیچے کر دیا اور فیول پائپ لے کر طیارے کی طرف بڑھی اس کے چہرے پر ایسی مایوسی تھی جیسے جواری اپنی آخری بازی ہار کر مایوس ہوتا ہے۔

ڈائی جان پسٹل ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ مادام پروشیا جیسی عورت کو اس طرح تابعداری سے کام کرتے دیکھ کر اسے واقعی عجیب سی مسرت کا احساس ہو رہا تھا۔

مادام پروشیا خاموشی سے طیارے میں فیول بھر رہی تھی اس کا جسم سکڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ مکمل طور پر مایوس اور شکست خوردہ ہو چکی ہو۔

"بس کافی ہے۔ اس سے زیادہ بھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے صرف کافرستان تک جانا ہے اور یہاں ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ڈائی جان نے کہا۔

"اوہ کافرستان میں ــــ وہاں ایکریمی اڈے زیرو ون پر" ــــ مادام پروشیا نے پہلی بار چونکتے ہوئے کہا لیکن اس نے فیول پائپ طیارے کے فیول ہینگر سے علیحدہ نہ کیا تھا۔

"ہاں ــــ سب سے قریب اور محفوظ جگہ وہی ہے" ــــ

ڈائی جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی ساتھ لے چلو پلیز ڈائی جان" ــــ مادام پروشیا نے نہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری" ــــ ڈائی جان کا لہجہ یکلخت پہلے کی طرح سرد ہو گیا لیکن دوسرے لمحے مادام پروشیا نے جو حرکت کی اس کا شاید ڈائی جان کو تصور تک نہ تھا اور ڈائی جان بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ مادام پروشیا نے یکلخت فیول پائپ نکال کر تیل کی موٹی سی دھار کا رخ سامنے کھڑے ڈائی جان کی طرف کر دیا تھا۔ یہ کام اس قدر پھرتی سے اور اچانک ہوا تھا کہ ڈائی جان سنبھل ہی نہ سکا اور تیل کی موٹی دھار نے اسے اچھل کر پشت کے بل نہ صرف نیچے گرا دیا تھا بلکہ پسٹل بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور مادام پروشیا نے انتہائی پھرتی سے جیب سے وہی خوفناک بکتش پسٹل نکال لیا۔ بکتش پسٹل سے سرخ شعاع نکلی لیکن پلک جھپکنے جیسے وقفے میں ڈائی جان اپنی جگہ سے ــــ مادام پروشیا کی طرف پہلے ہی پھسل چکا تھا۔ اس لئے سرخ شعاع اس کے جسم کے اوپر سے ہو کر گزر گئی۔ فرش پر تیل ہونے کی وجہ سے ڈائی جان کسی برق رفتار ٹرین کی طرح پھسلتا ہوا مادام پروشیا سے ٹکرایا اور مادام پروشیا چیختی ہوئی آگے کی طرف گری۔ بکتش پسٹل اس کے ہاتھوں سے اچانک دھکا لگنے سے نکل کر دور جا گرا تھا اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اچھل کر کھڑے ہوئے تھے۔ ڈائی جان اس طرح لگ رہا تھا جیسے تیل میں بھیگا ہوا چوہا ہو اور مادام کا لباس بھی تیل والی جگہ پر گرنے کی وجہ سے تیل سے

لتھڑ گیا تھا لیکن وہ بہر حال اس طرح نہ بھیگی تھی جس طرح ڈائی جان
بھیگا ہوا تھا۔

دونوں نے اٹھتے ہی ایک دوسرے پر بیک وقت چھلانگیں لگائیں
لیکن مادام پروشیا نے خوبصورت ڈاج دیا۔ وہ قریب پہنچتے ہی انتہائی
خوبصورتی سے اپنے جسم کو سائیڈ پر موڑ کر براہ راست ٹکراؤ سے بھی بچ
گئی اور ساتھ ہی اس کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے ڈائی جان کے
پیٹ پر پڑی اور ڈائی جان چیخ کر پیچھے الٹا۔ لیکن نیچے گرتے ہی
اس کی ٹانگیں سپرنگ کی طرح اوپر کو اٹھیں اور مادام پروشیا بری طرح
چیختی ہوئی اس کے سر کے اوپر سے اڑ کر اس کے سر کے پیچھے فرش
پر ایک دھماکے سے جا گری اور ڈائی جان نے الٹی قلابازی کھائی اور
پوری قوت سے اس کے پیر اس کے سر کے اوپر سے گھوم کر نیچے گرتی
ہوئی مادام پروشیا کی پشت پر پڑے اور مادام پروشیا چھپکلی کی طرح منہ
کے بل فرش پر جا گری اور ڈائی جان اس کی پشت پر ایک لمحے کے لئے
کھڑا نظر آیا اور دوسرے لمحے اس نے فضا میں اچھل کر دوبارہ اس
کی پشت پر ضرب لگانی چاہی مگر مادام پروشیا چکنی مچھلی کی طرح سائیڈ کی طرف
پھسلی اور ڈائی جان کے دونوں پیر فرش سے ٹکرائے اور فرش پر بھی تیل
موجود تھا اور اس کے جوتوں کے تلوں میں بھی تیل لگ چکا تھا۔ اس لئے اس
کے دونوں پیر آگے بڑھے اور وہ دھڑام سے پشت کے بل نیچے فرش پر
گرا۔ اسی لمحے مادام پروشیا مڑ کر اس کے اوپر آ گری۔ اس نے پوری
قوت سے ڈائی جان کے چہرے پر ٹکر ماری۔ ضرب خاصی زوردار تھی لیکن
اس دوران ڈائی جان نے گھٹنے سمیٹ کر اسے فضا میں اچھلنے پر مجبور

کر دیا تھا۔ مادام پروشیا کے اوپر اٹھنے سے ڈائی جان کے دونوں بازوؤں
کو حرکت کرنے کے لئے کھلی جگہ مل گئی اور دوسرے لمحے نیچے گرتی
ہوئی مادام اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھتی ہوئی سائیڈ کی دیوار سے
ایک دھماکے سے جا ٹکرائی اور ڈائی جان اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام
دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گری اور اس نے دوبارہ اٹھنے کی بھی کوشش
کی لیکن پھر نیچے گری اور اس طرح مڑنے تڑپنے لگی جیسے اس کے جسم میں
کوئی گھومنے والی مشین فٹ ہو گئی ہو۔ ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں
سے اپنا سر تھاما ہوا تھا۔ یقیناً اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے
ٹکرایا تھا اور اس ضرب نے اسے وقتی طور پر بے بس کر دیا تھا۔ ڈائی
جان مادام پروشیا کو اچھالتے ہی اٹھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اسی
طرف دوڑ پڑا جدھر اس کا بکش پسٹل پڑا تھا۔ بکش پسٹل اٹھا کر وہ
تیزی سے پلٹا۔ اس دوران مادام پروشیا سنبھل چکی تھی اور تقریباً اپنے
قدموں پر کھڑی ہو چکی تھی لیکن ڈائی جان نے گھومتے ہی بکش پسٹل کا
فائر اس پر کھول دیا اور سرخ شعاع پلک جھپکتے میں مادام پروشیا
کے جسم سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی دھوئیں کا بگولا نظر آیا اور پھر
تیزی سے فضا میں اٹھ کر منتشر ہو گیا۔ مادام پروشیا کا وجود تک ختم ہو چکا
تھا۔ ڈائی جان نے ایک طویل سانس لیا۔ مادام پروشیا خوفناک لڑاکا تھی
اور اس وقت جو پوزیشن تھی اس میں لازماً ایک کی موت یقینی تھی۔ اس
لئے ڈائی جان نے اس کا خاتمہ کر دینا ہی مناسب سمجھا تھا۔ مادام پروشیا
کے خاتمے کے بعد وہ تیزی سے طیارے کے فیول وے کی طرف بڑھا
اس نے ڈھکن سے اچھی طرح وے بند کیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ مادام

پروشیا نے کیوں اطمینان سے فیول بھر دیا تھا حالانکہ اس پر تیل کی دھار
ڈالنے والی حرکت وہ پہلے بھی کر سکتی تھی۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ پہلے
اطمینان سے فیول بھرے۔ اس کے بعد ڈائی جان کا خاتمہ کر کے یہاں
سے نکل جائے۔ اس لئے وہ مایوسی اور دل شکستگی کی اداکاری کر رہی تھی
تاکہ ڈائی جان کو مطمئن کر سکے۔

ڈھکن ایڈجسٹ کرنے کے بعد ڈائی جان تیزی سے کاک پٹ کے
کھلے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان
تھا۔ یہ واقعی اس کی خوش قسمتی تھی کہ ایئر بیس کا کوئی براہ راست تعلق اوپر
والی عمارت سے نہ تھا۔ اس لئے ایئر بیس پر کام کرنے والوں کو ابھی تک
اس ساری خوفناک صورت حال کا علم نہ ہو سکا تھا۔ گو ڈائی جان نے طیارے
کو اس ہینگر سے باہر لے جانا تھا اور ظاہر ہے اس طرح ایئر بیس پر
موجود افراد کو علم ہو جاتا لیکن ڈائی جان جانتا تھا کہ وہ کسی صورت بھی
طیارے کو تباہ کرنے کا فیصلہ نہ کریں گے اور اتنا تو وہ سن چکا تھا کہ
رن وے کے اوپر موجود چھت کھولنے کا کنٹرولر طیارے میں موجود ہے۔
اس لئے ڈائی جان کو یقین تھا کہ وہ آسانی سے طیارہ ایئر بیس سے نکال
لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اچھل کر کاک پٹ میں چڑھتے ہوئے
اچانک اسے عقب میں کھٹکا سا سنائی دیا اور ڈائی جان نے بری طرح چونک
کر سر موڑ کر پیچھے دیکھا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل
کر واپس فرش پر آ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں سے شدید ترین حیرت ٹپک
رہی تھی جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو۔

ٹائیگر کے ذہن سے آہستہ آہستہ تاریکی کا دبیز پردہ واپس کھنچنے
لگا اور یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سینے میں رکا ہوا سانس بحال ہو گیا
ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے موجود اندھیرا اب ہلکی سی روشنی
میں تبدیل ہونے لگ گیا تھا اور اسی لمحے دو افراد کے لڑنے کی آوازیں
اس کے کانوں سے ٹکرائیں تو اس کا آہستہ آہستہ بیدار ہوتا ہوا شعور یکلخت
ایک جھٹکے سے مکمل طور پر بیدار ہو گیا اور وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ اسے
اپنی دائیں پسلیوں کی طرف تکلیف کا شدید جھٹکا لگا اور بے اختیار اس
کی نظریں اپنی سائیڈ پر پڑیں تو اسے اپنے جسم کی دائیں طرف خون سے
لتھڑی ہوئی نظر آئی لیکن خون اب نکل نہ رہا تھا۔ جہاں وہ گرا ہوا تھا وہاں
بھی خون کا ایک چھوٹا سا تالاب بنا ہوا تھا۔ اور اب اسے احساس ہو گیا
تھا کہ اس کی پسلیوں میں گولی لگی ہے۔ اسی لمحے اسے گھٹی گھٹی چیخ کی
آواز سنائی دی اور وہ اپنی تکلیف بھول کر ادھر دیکھنے لگا۔ پھاٹک کے

قریب ہی دو غیر ملکی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو رہے تھے اور پھر
ایک کے حلق سے چیخ نکلی اور بُری طرح وہ پھڑکنے لگا جبکہ دوسرا ذرا
پیچھے ہٹ کر زور زور سے ہانپنے لگا تھا اور اس کی ناک اور منہ بھی خون آلود
ہو رہا تھا۔

"تت تت تم وکٹر ضرور ہو۔ لیکن مجھ پر وکٹری حاصل نہیں کر سکتے"
ہانپنے والے نے اسی طرح ہانپتے ہوئے قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔ گو اپنی
طرف سے وہ بڑبڑایا تھا لیکن ہانپنے کی وجہ سے اس کی آواز خود بخود اونچی
ہو گئی تھی۔

"ڈ۔ ڈ۔ ڈائی جان کا ساتھی شکست نہیں کھا سکتا۔ پروشیا کے
کتے" ۔۔۔ تڑپنے والے نے یکلخت ایک جھٹکے سے اُٹھتے ہوئے
چیخ کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اچھل کر ہانپنے والے پر جھپٹ
پڑے گا لیکن دوسرے لمحے وہ دھماکے سے پیچھے گرا اور پھر اس کے
ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔

"ہونہہ ۔۔۔ ڈائی جان کا آدمی" ۔۔۔ ہانپنے والے نے کہا۔ اب
وہ اپنے آپ پر قدرے قابو پا چکا تھا۔ ٹائیگر چونکہ ذرا ہٹ کر بیٹھا ہوا
تھا اس لئے لڑنے والوں کی نظریں اس پر نہ پڑی تھیں۔ ان کی ان باتوں
سے ساری صورت حال ٹائیگر کی سمجھ میں آگئی تھی۔ یہ دونوں مختلف گروپس
سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک کا تعلق ڈائی جان سے تھا اور دوسرے کا مادام
پروشیا سے۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈائی جان اس تفریح گاہ میں جانے
کی بجائے اس عمارت میں آیا تھا۔ مادام پروشیا کا آدمی اب اُٹھ کر کھڑا
ہو رہا تھا اور اس کی نظریں مخالف سمت میں قدرے دور پڑے ہوئے

ریوالور پر جمی ہوئی تھیں جو شاید لڑائی کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے
نکل گیا تھا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنی جیب
میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا ریوالور موجود تھا۔ اس نے پھرتی سے ریوالور نکالا
اور دوسرے لمحے ہونٹ بھینچتے ہوئے اس نے اس کا رُخ مخالف
سمت میں پڑے ہوئے ریوالور کی طرف بڑھتے ہوئے مادام پروشیا کے آدمی
کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس آدمی
کی پشت میں گھسی اور وہ چیخ مار کر منہ کے بل نیچے گرا۔ نیچے گر کر اس
نے تڑپ کر اور مڑ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے دوسری بار ٹریگر
دبا دیا اور دوسری گولی اس آدمی کے سینے میں گھس گئی اور وہ ساکت ہو گیا
ٹائیگر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پہلے تو تکلیف کی شدت سے وہ لڑکھڑایا اور اس
کے ذہن پر ایک بار پھر اندھیرے نے یلغار کی لیکن اس نے جلد ہی
اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا وہ ڈائی جان کے آدمی
وکٹر کی طرف بڑھا لیکن قریب جا کر وہ رک گیا۔ اس کے چہرے پر موجود
زردی اور چڑھی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔ وہ اب
عمارت کی طرف مڑا اور پھر اسے وہاں کئی فوجیوں کی لاشیں بکھری ہوئی
نظر آئیں۔ ان کے ساتھ ہی چار غیر ملکیوں کی لاشیں بھی بکھری پڑی تھیں۔
ٹائیگر کو سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس عمارت میں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے، اور
بظاہر تو یہ معدنیات کا دفتر تھا لیکن یہاں فوجیوں کی موجودگی اور پھر موت
کا ایسا بھیانک کھیل اس کے ساتھ ہی ڈائی جان اور مادام پروشیا کے
آدمیوں کی موجودگی، یہ سب کچھ بتا رہا تھا کہ یہاں کوئی اونچا کھیل کھیلا
جا رہا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ چلنے کی وجہ سے

اس کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی لیکن وہ دانتوں پر دانت جمائے اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا اور پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچا اسے دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ کہیں نیچے فائرنگ ہو رہی ہے اور فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا لیکن تیزی کی وجہ سے اس کے حواس ایک بار پھر اس کا ساتھ چھوڑنے لگے لیکن پوری قوت ارادی کو بروئے کار لا کر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ فائرنگ کی آوازیں دوبارہ سنائی نہ دی تھیں لیکن ٹائیگر کو آہستہ آہستہ چلنا پڑ رہا تھا کیونکہ جیسے ہی وہ تیزی سے چلتا اس کا ذہن چکرانے لگتا تھا اور تکلیف اور زیادہ شدت اختیار کر جاتی۔ آخر میں کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ میز پر موجود ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔ دفتری میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والے فوجی کرنل کی لاش دھنسی ہوئی تھی۔ اور اس کی پشت پر موجود ایک الماری کے درمیان راستہ سا نظر آ رہا تھا۔ باقی کمرہ خالی تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور پھر اس الماری والے خلا سے گزر کر وہ آگے بڑھا تو یہ ایک سرنگ نما راستہ تھا جو نیچے کی طرف بیٹھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اسی لمحے اسے دور سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دو افراد لڑ رہے ہوں۔ اس نے قدم تیز کرنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ آہستہ ہو گیا۔ مسلسل چلنے کی وجہ سے تکلیف اب بہت بڑھ گئی تھی اور اس کے پیٹ میں جیسے بگولے اٹھ کر اس کے ذہن کی طرف جا رہے تھے لیکن ٹائیگر اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر آگے بڑھتا گیا۔ سرنگ کے اختتام پر پہنچ کر وہ اچانک ٹھٹک کر رک گیا لیکن اس طرح رکنے کی

وجہ سے اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے گر گیا لیکن ٹائیگر نے جو کچھ سرنگ کی دوسری طرف موجود بڑے سے ہینگر نما ہال میں دیکھا تھا اس سے وہ اتنا حیرت زدہ ہوا کہ ریوالور اٹھانا ہی بھول گیا۔ اس ہال نما کمرے میں ایک انتہائی عجیب ساخت کا ایک جنگی طیارہ کھڑا تھا اور ایک نوجوان آدمی کاک پٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ اسی لمحے اس نوجوان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا وہ شاید ریوالور گرنے کے کھٹکے سے چونکا تھا اور اس کے مڑتے ہی ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ڈاگی جان تھا۔ گو اس کا چہرہ کچھ بگڑا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود وہ صاف پہچانا جاتا تھا اور پھر ڈاگی جان اچھل کر کاک پٹ سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھانے کے لئے جھکنے ہی لگا تھا کہ یکلخت ایک سرخ رنگ کی باریک شعاع ریوالور پر پڑی اور دوسرے لمحے وہاں براؤن رنگ کے دھوئیں کا مرغولہ سا نمودار ہوا اور پلک جھپکنے میں ہوا میں منتشر ہو گیا اور ٹائیگر کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیرت سے پھیل گئیں کہ جہاں ایک لمحہ پہلے ریوالور پڑا تھا اب وہ جگہ صاف ہو چکی تھی۔

"تم نے ریوالور کا حشر دیکھ لیا۔ یہی حشر تمہارا بھی ہو گا۔ کون ہو تم"۔ ڈاگی جان کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے چونک کر سامنے دیکھا تو ڈاگی جان کے ہاتھ میں ایک عجیب سی ساخت کا پسٹل تھا۔ جس کی نالی چپٹی اور لمبی تھی۔

"میرا نام ٹائیگر ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے اس ہال نما کمرے میں چار غیر ملکیوں کی لاشیں بھی دیکھ لی تھیں اور فرش پر کہیں کہیں پٹرول کے دھبے نظر آ رہے تھے اور پٹرول

کی تیز بو ہال میں پھیلی ہوئی تھی۔ پیٹرول بھرنے والا ایک پائپ بھی فرش پر پڑا ہوا تھا اور ٹائیگر یہ سچویشن دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ڈائی جان اس طیارے کو اغوا کرنا چاہتا ہے لیکن مادام پروشیا یا زندہ یا لاش کی صورت میں کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔

"تم مقامی ہو ___ کیا تمہارا تعلق ایئر بیس سے ہے"___ ڈائی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس نے براہ راست اس پر اس خوفناک شعاع کا فائر کیوں نہیں کھول تھا۔ وہ شاید یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ ٹائیگر کا تعلق کس سے ہے۔

"کیا تم طیارہ اغوا کرنا چاہتے تھے"___ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ جان بوجھ کر اس کا جواب گول کر گیا تھا۔

"جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ میں اپنے الفاظ دوہرایا نہیں کرتا"___ ڈائی جان نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ میرا تعلق ایئر بیس سے ہے"___ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ ___ تو اب تم مجھے بتاؤ گے کہ ایئر بیس میں کتنے افراد موجود ہیں اور رن وے کی چھت ہٹانے کا کنٹرول کہاں موجود ہے"___ ڈائی جان نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کے قریب آتے ہوئے کہا لیکن وہ شعاعی پستول بدستور اس کے ہاتھوں میں تھا۔

"اوہ ___ تم تو زخمی ہو۔ اس کا مطلب ہے تم جھوٹ بول رہے ہو"___ یکلخت ڈائی جان نے چیختے ہوئے کہا۔ شاید اس کی نظریں اب ٹائیگر کی خون آلود سائیڈ پر پڑی تھیں کیونکہ پہلے یہ سائیڈ طیارے کی دُم کی

اوٹ میں تھا۔

"اتنا بھی نہیں ہوں ڈائی جان کہ تمہیں طیارہ اغوا کرنے کی اجازت دے دوں"___ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کا جسم پہلے تو ہائی جمپ کے سے انداز میں سیدھا اوپر کی طرف اچھلا اور پھر اس کا جسم کسی پھرکی کی طرح گھومتا ہوا ڈائی جان کی سائیڈ سے ٹکرایا اور ڈائی جان کو ساتھ لیتا نیچے جا گرا۔ ڈائی جان نے نیچے گرتے ہی اسے انتہائی مہارت سے گھٹنے سمیٹ کر ایک طرف اچھال دیا تھا لیکن ٹائیگر کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ وہ اس انداز میں حملہ کرنے کی وجہ سے اس خوفناک سرخ شعاع سے بھی بچ نکلا تھا اور ڈائی جان کے ہاتھوں سے وہ شعاعی پستول گرانے میں کامیاب ہو گیا تھا گو وہ شدید زخمی تھا لیکن اب چونکہ اس کے ملک کے طیارے کے اغوا کا مسئلہ سامنے آ گیا تھا اس لئے اس نے اپنی جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ڈائی جان ٹائیگر کو اچھالتے ہی برق رفتاری سے اٹھا لیکن دوسرے لمحے وہ دھڑام سے واپس نیچے گرا کیونکہ جس جگہ اس کا پیر پڑا تھا وہاں ابھی تک پیٹرول کا ایک چھوٹا سا تالاب موجود تھا۔ شاید یہاں ہلکا سا گڑھا تھا۔ اس لئے یہاں پیٹرول کافی جمع ہو گیا تھا جو اڑ جانے کے باوجود ابھی تک باقی رہ گیا تھا اور اس گڑھے پر اٹھتے ہوئے ڈائی جان کا پیر پڑ کر پھسلا اور وہ سنبھل نہ سکنے کی وجہ سے دھڑام سے دوبارہ فرش پر جا گرا جبکہ ٹائیگر ایک بار پھر کھڑا ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید وہ شعاعی پستول

اُسے نظر آجانے لیکن وہ اسے نظر نہ آیا جبکہ ڈالی جان ایک بار پھر انتہائی
پھرتی سے اُٹھنے لگا تھا۔ ٹائیگر نے اچھل کر پوری قوت سے لات ماری اور
اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے اُٹھتے ہوئے ڈالی جان کی کنپٹی پر
پڑی اور ڈالی جان چیخ کر نیچے گرا لیکن اچھلنے کی وجہ سے ٹائیگر کا بھی
توازن برقرار نہ رہا اور وہ بھی پشت کے بل دھڑام سے نیچے گرا اور دوسرے
لمحے ڈالی جان بھوکے بیٹر کی طرح اس پر کودا۔ اس نے ٹائیگر کی ناک پر
بھرپور انداز میں ٹکر ماری اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ناک سے
خون کی دھار کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی نکلی جا رہی ہو۔ اس کا جسم
ایک لمحے کے لئے بے حس سا ہو گیا۔ ٹکر مارنے کے بعد ڈالی جان نے
اچھل کر دونوں مڑے ہوئے گھٹنے ٹائیگر کی ناف پر مارنے چاہے لیکن
ٹائیگر کے دونوں گھٹنے خود بخود بجلی کی سی تیزی سے سمٹ کر اوپر اٹھے
اور ڈالی جان بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح ہوا میں اچھل کر سائیڈ
پر سر کے بل گرا اور پھر قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن اسی دوران
ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اب ٹائیگر کے چہرے پر درندگی اور
وحشت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور اس بار ٹائیگر نے حملے میں پہل
کی۔ ڈالی جان نے تیزی سے اپنے جسم کو دائیں طرف جھکا کر ٹائیگر کے
حملے سے بچنا چاہا لیکن ٹائیگر کا جسم بجلی کی سی تیزی سے راستے میں ہی
گھوم گیا اور ٹائیگر اس کے دائیں طرف کو جھکتے ہوئے جسم سے ٹکرایا
لیکن دوسرے لمحے خود اچھل کر پیچھے موجود طیارے کے ساتھ کسی گیند
کی طرح ٹکرایا۔ ڈالی جان نے واقعی انتہائی مہارت سے اسے ہاتھوں
کی ضرب سے واپس دھکیل دیا تھا۔ ٹائیگر طیارے کی پشت سے ٹکرایا

ی تھا کہ ڈالی جان توپ کے دھانے سے نکلنے والے گولے کی طرح
اس پر آیا مگر ٹائیگر چکنی مچھلی کی طرح طیارے کی پھسلوان سطح سے نیچے
کھسک گیا اور ڈالی جان نے بڑی مشکل سے اپنے ہاتھوں کو سامنے کر کے
اپنا چہرہ پوری قوت سے طیارے سے ٹکرانے سے بچایا مگر ٹائیگر کو
ایک خوفناک داؤ لگانے کا موقع مل گیا۔ وہ نیچے بیٹھتے ہی بجلی کی سی تیزی
سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈالی جان کی
ناف پر دونوں ہاتھوں کا ملا ہوا پنجہ اس انداز میں مارا کہ ڈالی جان کا نچلا
جسم یکلخت ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھا اور اس کا اوپر والا جسم طیارے
کی سطح سے ٹکرا کر تیزی سے نیچے آیا۔ اس طرح وہ پشت کی بل طیارے
سے ٹکرایا کہ اس کا سر نیچے فرش پر اور نچلا جسم اوپر طیارے سے جا لگا
جیسے وہ طیارے کے ساتھ سر کے بل الٹا کھڑا ہوا اور یہی ٹائیگر
چاہتا تھا۔ وہ تیزی سے گھوما اور اس نے ہاتھ اونچے کر کے اس کی
دونوں پنڈلیاں پکڑ کر طیارے کی طرف دبائیں اور اس کی توقع کے
عین مطابق ڈالی جان جیسا ماہر لڑاکا بھی کراس کریپ کے خوفناک
داؤ میں پھنس گیا۔ جیسے ہی ٹائیگر نے اس کی پنڈلیاں دبائیں ڈالی جان
کا درمیانی جسم تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ ڈالی جان اس طرح
اپنے آپ کو اس داؤ سے بچانا چاہتا تھا لیکن اسے یہ احساس نہیں رہا
کہ ٹائیگر نے اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کے درمیان موجود جسم کو ذرا سا
پیچھے کر لیا تھا۔ اس طرح ایک گیپ سا بن گیا تھا اور ڈالی جان اس گیپ
کا اندازہ فوری طور پر نہ لگا سکا تھا اور اس وجہ سے اس جیسا ماہر لڑاکا
اس خوفناک داؤ میں خود ہی پھنس گیا تھا۔ اس کا درمیانی جسم جیسے ہی

اس گیپ میں پیچھے ہٹا اس کی اوپر اٹھی ہوئی ٹانگیں خود بخود نیچے کی طرف آئیں اور پھر ٹائیگر نے پوری قوت لگا کر انہیں اور زیادہ نیچے کر دیا۔ ڈائی جان کے کاندھوں کے نیچے اس کے پیر تھے اور اس نے ٹانگوں کی وجہ سے اس کے کاندھوں اور سینے کو طیارے کی باڈی کے ساتھ دبایا ہوا تھا چنانچہ ٹانگیں نیچے دیتے ہی ڈائی جان کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے یکلخت اپنے درمیانی جسم کو تڑپ کر طیارے کی طرف کرنا چاہا لیکن اس کا یہی تڑپنا اسے زیادہ پھنسا گیا۔ ٹائیگر نے یکلخت دباؤ مزید بڑھا دیا۔ اسے ڈائی جان کے تڑپنے کی وجہ سے مزید دباؤ ڈالنے کا موقع مل گیا تھا اور دوسرے لمحے ٹائیگر نے ذرا سی سائیڈ بدلی اور ڈائی جان کی ٹانگیں اس کے سر تک جھکا کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیر پیچھے کی طرف ہٹائے۔ ڈائی جان نے اس کے پیر کا دباؤ ہٹنے کی وجہ سے اس خوفناک داؤ سے بچنے کی آخری کوشش کی لیکن ٹائیگر نے اسے ایک لمحے کا بھی موقع نہ دیا اور اس کا جسم ہوا میں اچھل کر تیزی سے مڑا اور گھومتا ہوا زخمی پسلیوں کے بل وہ ڈائی جان کے مڑے ہوئے جسم پر پوری قوت سے ٹکرایا اور کڑ کڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ڈائی جان کے حلق سے اس قدر خوفناک چیخ نکلی کہ ہینگر کا وسیع ہال گونج اٹھا اور ٹائیگر بھی اس طرح کودنے کے بعد اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور الٹ کر نیچے فرش پر گرا تو ڈائی جان کا مڑا ہوا جسم لڑھک کر سائیڈ کے بل فرش پر جا گرا اور پھر اسی طرح مڑے تڑے انداز میں ہی وہیں پڑا رہ گیا۔ کراس کریپ کے اس خوفناک داؤ میں پھنس کر اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ٹوٹ گئے تھے اور

یہ کڑ کڑاہٹ کی آوازیں انہی مہروں کے ٹوٹنے کی تھیں۔ ٹائیگر نے نیچے گر کر اٹھنے کی لاشعوری کوششیں کی لیکن وہ چونکہ پسلیوں کے بل پوری قوت سے ڈائی جان کے جسم سے ٹکرایا تھا اور اس کی پسلیاں پہلے ہی شدید زخمی تھیں اس لئے اس کے زخم مزید پھٹ گئے اور ان سے فوارے کی طرح خون نکلنے لگا۔ وہ خود بھی جانتا تھا کہ اس طرح گرنے کے بعد اس کی یہی حالت ہو گی اور وہ یقیناً یکلخت اور بے تحاشا خون نکلنے یا زخموں پر زوردار ضرب لگنے سے ہلاک ہو سکتا ہے لیکن وہ پہلے ہی ملک کے مفاد پر اپنی جان قربان کر دینے کا فیصلہ کر چکا تھا اور جس زاویے سے اس نے ڈائی جان کو جکڑا ہوا تھا اس کے مطابق سوائے اس طرف کے گرنے کے اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ زخموں کے پھٹنے اور خوفناک چوٹ لگنے سے اس کے ذہن میں دھماکے سے ہوئے اور اسے پورا جسم آگ کے سمندر میں دھنستا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا سانس سینے میں جیسے اٹک سا گیا تھا اور پھر اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے۔ وہ واقعی اپنے ملک کے مفاد کی خاطر اپنی جان پر کھیل چکا تھا لیکن ذہن پر موت کی تاریکی چھانے سے پہلے ایک لمحے کیلئے اسے یہ مسرت بھرا احساس ضرور ہوا تھا کہ اس نے ڈائی جان کو بیکار کر دیا ہے اور اب وہ کم از کم طیارہ نہ لے جا سکے گا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے ڈاکٹر صدیقی کو اپنے آپ پر جھکے ہوئے دیکھا۔

"اوہ خدایا تیرا شکر ہے ـــ عمران صاحب مبارک ہو۔ آپ اس یقینی موت کے منہ سے بچ نکلے ہیں" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے تشکر بھری آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا۔

"شکریہ ڈاکٹر ـــ مگر وہ طاہر تھا میرے پاس" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ جس وقت وہ بیہوش ہوا تھا اس وقت واقعی بلیک زیرو اس کے پاس تھا۔ اس لئے اس کی موجودگی اس کے ذہن میں موجود تھی۔

"اوہ تو آپ سمجھ رہے ہیں کہ آپ کو فوری ہوش آگیا ہے۔ جی نہیں چار گھنٹوں بعد ہوش آیا ہے۔ طاہر صاحب چلے گئے تھے" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی

اس کے ذہن میں بلیک زیرو کے بتائے ہوئے تمام حالات کسی فلم کی طرح چلنے لگے اور اس کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔

"ڈاکٹر صدیقی مجھے فون دو، میں نے ایکسٹو سے بات کرنی ہے"۔ عمران کا لہجہ لیکلخت بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ جو حالات بلیک زیرو نے بتائے تھے وہ واقعی بے حد خطرناک تھے۔ بلیو برڈ، ڈانی جان اور ڈاکٹر آرنلڈ کا گروپ سب تنظیمیں انتہائی خطرناک تھیں اور چار گھنٹے طویل وقت تھا۔

"آپ ابھی ذہن پر زور نہ ڈالیں عمران صاحب ـــ ورنہ ہو سکتا ہے ....." ـــ ڈاکٹر صدیقی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"فون لا دیں ڈاکٹر فوراً ـــ مجھ سے زیادہ اہم میرا ملک ہے" ـــ عمران نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا بی ایزی ـــ میں ابھی لاتا ہوں" ـــ ڈاکٹر صدیقی عمران کا لہجہ سن کر اس طرح جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا جیسے عمران نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو اور پھر وہ تیزی سے گھوما اور خود ہی دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا حالانکہ وہاں دو نرسیں بھی موجود تھیں۔ عمران نے ہونٹ بھینچ کر آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں ابھرنے پر اس نے آنکھیں کھولیں تو ڈاکٹر صدیقی ہاتھ میں وائرلیس فون پیس اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"آپ سب باہر چلے جائیں" ـــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر صدیقی اور دونوں نرسیں خاموشی سے چلتی ہوئیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔ دروازہ بھی بند کر دیا گیا تھا۔ عمران نے

جلدی سے دانش منزل کے نمبر پریس کیے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بول رہا ہوں۔۔۔ کیا پوزیشن ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ آپ کو ہوش آگیا۔۔۔ خدا کا شکر ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنے اصل اور انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ہوش کو گولی مارو۔۔۔ میں نے کیا پوچھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سب ٹھیک ہے عمران صاحب۔۔۔ سب او۔ کے ہے۔ آپ کو ڈاکٹر صدیقی نے بتایا نہیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ آپ کو ہوش آئے تو آپ کو بتا دیا جائے کہ سب او۔ کے ہے۔ آپ ذہن پر دباؤ نہ ڈالیں، آرام کریں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں پوزیشن بتاؤ۔ تم مجھے بہلانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو"۔۔۔۔ عمران کی غراہٹ مزید بڑھ گئی۔

"عمران صاحب میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ سب ٹھیک ہے۔ آپ ذہن پر دباؤ نہ ڈالیں ورنہ۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہنا شروع کیا لیکن اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں

ہو گئے تھے۔ اس نے ہاتھ کھسکا کر بیڈ کی سائیڈ پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کو پوری قوت سے دبا دیا اور اس وقت تک دبائے رکھا جب تک باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں نہ ابھریں۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا۔ عمران صاحب۔۔۔ خیریت"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو۔۔۔ کار نکالو اور مجھے دانش منزل پہنچاؤ۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر بستر سے نیچے پیر لٹکاتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوئی اگر مگر نہیں۔۔۔ جلدی کرو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ لڑکھڑایا۔ ڈاکٹر صدیقی نے جلدی سے اسے سنبھال لیا۔

"عمران صاحب آپ ضد نہ کریں۔ آپ کی حالت بے حد خراب ہے اور اس بار بیہوشی کا حملہ ہوا تو پھر۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے ایک بار پھر عمران کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک نرس دوڑتی ہوئی اندر آئی۔

"ڈاکٹر صدیقی ایک سیریس مریض آیا ہے۔ انتہائی سیریس پلیز، جلدی کریں وہ مر جائے گا"۔۔۔۔ نرس نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کک کک کون آیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا کیونکہ یہ سیکرٹ سروس کا مخصوص ہسپتال تھا اس لئے ظاہر ہے یہاں سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہی ہو سکتا۔

"کوئی اجنبی ہے۔ پلیز ڈاکٹر مریض کی حالت بے حد سیریس ہے"۔ نرس واقعی بُری طرح بوکھلائی ہوئی تھی۔

"جاؤ ڈاکٹر"۔۔۔۔ عمران نے واپس بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ نرس بھی اس کے پیچھے ہی غائب ہو گئی۔ عمران کا ذہن دوبارہ چکرانے لگا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کی حالت قدرے سنبھلی تو اس نے بستر پر پڑا ہوا وائرلیس فون پیس اٹھایا اور ایک بار پھر بلیک زیرو کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس پیغام نوٹ کرادیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے میکانکی آواز ابھری اور عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اس کا مطلب تھا بلیک زیرو دانش منزل سے کہیں گیا تھا۔ کہاں گیا تھا اب یہ اسے معلوم نہ تھا۔ اور پھر کسی بے پناہ سیریس کنڈیشن میں اجنبی کی سیکرٹ سروس کے ہسپتال میں آمد۔ بلیک زیرو کا اسے بہلانا یہ سب باتیں اسے انتہائی پریشان کُن لگ رہی تھیں۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے اور بستر پر دوبارہ دراز ہو گیا۔ اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ اس بار اس کے ساتھ واقعی ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی بھیانک کھیل کھیلا تھا۔ اس کی حالت کسی طرح پوری طرح سنبھل ہی نہ رہی تھی اور وہ زندہ بچ جانے کے باوجود زندہ لاش بننے پر مجبور ہو گیا تھا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد ہی باہر تیز تیز قدموں کی آوازیں اُبھریں اور عمران چونک پڑا۔ اس کو خیال آیا تھا کہ شاید آنے والا بلیک زیرو ہو لیکن جب دروازے پر نرس نمودار ہوئی تو اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ نرس مسکراتی ہوئی اس کے قریب آئی اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹرے میں موجود دوا سے انجکشن تیار کیا اور عمران کے بازو میں انجکشن لگا کر اس نے رپورٹ پر اندراج کیا اور پھر مسکراتی ہوئی واپس چلی گئی لیکن عمران نے اپنی عادت کے برخلاف اس سے کوئی بات نہ کی۔ اس وقت واقعی اس کا ذہن بُری طرح اُلجھ گیا تھا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اُڑ کر دانش منزل پہنچ جاتا لیکن سوائے مسلسل طویل سانس لینے کے وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ ویسے بلیک زیرو کا اس طرح اسے ٹالنا اور پھر دانش منزل سے بھی غائب ہو جانا، یہ سب کچھ اسے انتہائی تشویشناک لگ رہا تھا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے جلدی سے وائرلیس فون پیس دوبارہ اٹھایا اور اس بار اس نے جولیا کے نمبر پریس کئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا جیسے کوئی خاص بات نہ ہوئی ہو۔

"جولیا میں عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے اپنی عادت کے خلاف سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ کیا ہسپتال سے بول رہے ہو"۔۔۔۔ جولیا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔۔۔ ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ چیف باس دانش منزل

میں موجود نہیں ہے اور مجھے ابھی ہوش آیا ہے۔ کیا سچویشن ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس کی سچویشن"۔۔۔ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ ڈائی جان، مادام پروشیا اور ڈاکٹر آرنلڈ وغیرہ کی"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے ذہن پر تو کوئی اثر نہیں ہو گیا۔ یہ تم کیسے نام لے رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے شاید یہ نام پہلی بار سنے تھے۔

"او۔ کے ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں کچھ معلوم ہی نہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"جولیا کو کچھ معلوم ہی نہیں، کیا مطلب۔ حالانکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے بلیک زیرو کو تفصیلی ہدایات دی تھیں۔ آخر یہ کیا چکر چل رہا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی الجھے ہوئے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ آج تک لوگوں کو سسپنس میں مبتلا کرتا آیا تھا لیکن آج وہ خود خوفناک سسپنس کی گرفت میں آ گیا تھا۔

لیکن اسی لمحے ایک بار پھر باہر قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے دروازے پر بلیک زیرو نمودار ہوا اور عمران اسے دیکھتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہو رہا ہے طاہر۔ تم نے پہلے مجھے ٹال دیا اور پھر دانش منزل سے ہی غائب ہو گئے۔ جولیا کو میں نے فون کیا ہے۔ اسے کسی بات کی خبر ہی نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت اور

جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ اطمینان سے لیٹ جائیے۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ اس لئے یہاں آیا ہوں لیکن راستے میں جان بوجھ کر رک گیا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر کی حالت بے حد خراب تھی اور میں نے سوچا کہ ٹائیگر کی فائنل پوزیشن چیک کر کے ہی آپ سے ملوں۔ ابھی ڈاکٹر صدیقی نے آپریشن تھیٹر سے نکل کر بتایا ہے کہ ٹائیگر بچ گیا ہے تو میں آپ کی طرف آ گیا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ تو جسے نرس اجنبی کہہ رہی تھی وہ ٹائیگر تھا۔ کیا ہوا تھا اسے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر نے شاید اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس کی وجہ سے ٹی۔ ٹو طیارہ اغوا ہونے سے بچ گیا ہے۔ ورنہ وہ ڈائی جان لازماً اسے اغوا کر کے نکل جاتا"۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو ڈائی جان ٹی۔ ٹو طیارے تک پہنچ گیا تھا"۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اور وہاں سے مادام پروشیا کے بھی کئی آدمی ملے ہیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ گروپ نے وہاں جانے کی بجائے دانش منزل پر سائنسی حملہ کر کے ٹی۔ ٹو طیارے کی فائل اڑانے کی کوشش کی۔ میں جب یہاں آپ کے پاس تھا تو ان کا ایجنٹ ڈکسن دانش منزل کے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ایک جدید مشین ایس۔ بی۔ آر سکس ون کی مدد سے دانش منزل کا آٹو میٹک دفاعی نظام مفلوج کر دیا لیکن

وہ آپریشن روم سے آگے نہ بڑھ سکا۔ کیونکہ نظام مفلوج ہونے کی وجہ سے تمام دروازے اور راستے بلاک ہو گئے تھے اس دوران میں وہاں پہنچ گیا اور ڈکسن پر قابو پالیا۔ ڈکسن سے مجھے ساری معلومات ملیں اور میں نے سیکرٹ سروس کے ممبران سے ڈاکٹر آرنلڈ کا گروپ جسے ٹی۔ آئی۔ ٹی کہتے ہیں پر ریڈ کرادیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ پہلے ہی مر چکا تھا۔ اب اس گروپ کا انچارج انتھونی تھا جس نے بلگرامی کو اغوا کر کے اس سے کارال ائیر بیس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ انتھونی اور اس کے دو ساتھی زندہ پکڑے جا سکے ہیں باقی مقابلے میں ہی ختم ہو گئے اور ان کے سارے اڈے بھی سیکرٹ سروس کے قبضے میں آگئے ہیں جن میں سے ایک اڈے سے وہ بلیک میلنگ سٹف بھی مل گیا ہے جو انہوں نے سول اور فوجی اعلیٰ حکام کو پاکیشیا کلب کا ڈھونگ رچا کر حاصل کیا تھا۔ میں نے تنویر اور کیپٹن شکیل کو حفاظت کے لئے کارال ائیر بیس بھیجا تھا اور ساتھ ہی ملٹری انٹیلیجنس کے چیف سے کہا تھا کہ وہ وہاں موجود کرنل چوہان کو ان کے متعلق بریف کر دے۔ چیف نے بریف کر دیا لیکن جب تنویر اور کیپٹن شکیل وہاں پہنچے تو وہاں کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ ملٹری انٹیلیجنس والوں نے کارال ائیر بیس کو مکمل طور پر محفوظ کرنے کی غرض سے وہاں موجود تمام عملے کو جبری رخصت پر بھیج دیا تھا اور وہ خود ائیر بیس کے اوپر موجود عمارت میں بیٹھ کر نگرانی کرنے لگے۔ جب کیپٹن شکیل اور تنویر وہاں پہنچے تو عمارت قتل گاہ بنی ہوئی تھی۔ وہاں فوجیوں اور غیر ملکیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک کمرے میں ایک فوجی کرنل ہلاک ہوا

پڑا تھا۔ اس کمرے سے ایک سرنگ نما راستہ نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں وہاں پہنچے تو وہاں انہوں نے ٹائیگر کو انتہائی زخمی اور نازک حالت میں پڑا دیکھا۔ اس کے علاوہ چار غیر ملکیوں کی لاشیں بھی پڑی تھیں اور ایک غیر ملکی البتہ زندہ بھی تھا اور ہوش میں لیکن اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ٹوٹے ہوئے تھے اور وہ جلیبی بنا طیارے کے پاس پڑا تھا۔ طیارے میں فیول بھرا ہوا تھا اور اس کا کاک پٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس غیر ملکی کو تو دانش منزل پہنچایا گیا اور ٹائیگر کو میرے حکم پر انہوں نے یہاں پہنچا دیا کیونکہ اس کی حالت بے حد خراب تھی۔ اس غیر ملکی نے اپنا نام ڈائی جان بتایا تھا۔ یہ تھی ساری صورت حال جب آپ کا فون آیا لیکن ڈاکٹر صدیقی نے چونکہ مجھے خاص طور پر منع کیا تھا کہ ہوش آنے کے بعد آپ کے ذہن پر کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے کیونکہ اس بار بیہوش ہونے کی صورت میں بچنا ناممکن ہو جاتا۔ اس لئے میں ٹال رہا تھا اور پھر آپ نے جس انداز میں فون بند کیا تھا اس سے مجھے آپ کی جھلاہٹ کا اندازہ ہوا اور میں فوراً وہاں سے چل پڑا لیکن میں جانتا تھا کہ ٹائیگر کی حالت شدید خطرے میں ہے اس لئے اگر میں نے اس خطرے والی حالت سے آپ کو آگاہ کر دیا تو لازماً آپ کے ذہن پر دباؤ پڑے گا۔ اس لئے میں آپریشن تھیٹر کے باہر رک گیا اور اب جبکہ ڈاکٹر صدیقی نے بتایا ہے کہ ٹائیگر خطرے کی حد سے باہر نکل آیا ہے اور اسے ہوش بھی آگیا ہے تو میں یہاں آیا ہوں"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے مادام پروشیا کا ذکر نہیں کیا جبکہ اس کے ساتھیوں

کی بات کی ہے :" ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں اس غیر ملکی نے خود ہی بتا دیا کہ اس کا نام ڈائی جان ہے۔ اور اسی نے مادام پروشیا کو بگش پسٹل سے دھواں بنا کر غائب کر دیا ہے اور باقی لاشیں مادام پروشیا کے ساتھیوں کی ہیں۔ اسی نے یہ بتایا ہے کہ اس زخمی نوجوان نے عین اس وقت مداخلت کی جب وہ مادام پروشیا کا خاتمہ کر کے طیارہ لے جانے والا تھا۔ اس نے جس نوجوان کی طرف اشارہ کیا تھا وہ ٹائیگر تھا اور پھر ٹائیگر نے شدید زخمی ہونے کے باوجود اس ڈائی جان سے انتہائی خوفناک جنگ لڑی اور ایک لحاظ سے اپنی جان پر کھیل کر اس نے ڈائی جان کو ناکارہ کر کے طیارہ اغوا ہونے سے بچا لیا۔ ویسے یہ ڈائی جان بھی بے حد دلیر آدمی ہے۔ اس نے بغیر کسی تشدد کے سب کچھ اس طرح بتا دیا جیسے وہ ہمارے ملک کا دشمن نہ ہو دوست ہو :" ___ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بگش پسٹل ___ اوہ، ڈائی جان کے پاس بگش پسٹل تھا۔ کہاں ہے وہ :" ___ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" دانش منزل میں ہے۔ کوئی شعاعی پستول ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ ڈائی جان نے اس بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شعاع اس قدر طاقتور ہو کہ انسان کو دھویں میں بدل دے :" بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں ___ ڈائی جان جیسے پائے کا ایجنٹ جھوٹ نہیں بولا کرتا اگر واقعی یہ بگش پسٹل ہے تو پھر اس کی بات درست ہے۔ میں نے بھی بگش ریز کے متعلق پڑھا ہے لیکن یہ ریز انتہائی مہنگی ہیں اس لئے

مجھے تصور ہی نہ تھا کہ اس قدر قیمتی ریز کا پسٹل بھی عام استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال یہ میرے غسل صحت کا سب سے بہترین تحفہ ہو گا :" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب اس تحفہ دینے والے کا کیا کرنا ہے۔ میں نے اسے دانش منزل میں اس لئے رکھا تھا کہ آپ خود ہی اس کے متعلق فیصلہ کریں۔ کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ وہ ایکریمیا کا سپر ٹاپ ایجنٹ ہے :" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

" بلیک زیرو ___ اب یہ تو مروت کے خلاف ہے کہ تحفہ دینے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ وہ واقعی سپر ٹاپ ایجنٹ ہے اور انتہائی دلیر اور مارشل آرٹ میں دنیا کے بہترین لڑاکوں میں سے ایک ہے اور اسی بات سے میرے دل میں ٹائیگر کی عظمت اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ ٹائیگر نے زخمی ہونے کے باوجود اس سپر ٹاپ ایجنٹ کو شکست دے دی ہے۔ بہر حال تم اس کا علاج کراؤ اور پھر اسے قانون کے حوالے کر دیا جائے گا :" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" بات تو وہیں رہی۔ قانون نے بھی تو اسے بہر حال سزائے موت ہی دینی ہے :" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

" کمال ہے میں نے ڈائی جان کی اتنی تعریف کی ہے لیکن تم پھر بھی یہ بات کر رہے ہو۔ ٹھیک ہونے کے بعد دنیا کی کوئی جیل اسے قید نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ قانون کے حوالے کر دینے کا مطلب

ہے کہ میں نے بھی بگش پسٹل کے تحفے کے جواب میں اسے زندگی کا تحفہ دے دیا ہے۔" ــــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار سر ہلا کر رہ گیا۔

" ایک تحفے کی درخواست میں بھی کر دوں" ــــــ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

" ارے کہیں رقیب روسیاہ والا سلسلہ تو نہیں۔ مم، میرا مطلب ہے جولیا۔ ۔ ۔ ۔" ــــــ عمران نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" جی نہیں ــــ یہ بات نہیں۔ جولیا تو میری چھوٹی بہن ہے۔ میرا مطلب تھا کہ اگر آپ ٹائیگر کو باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل کر لیں تو یہ میرے اور سیکرٹ سروس دونوں کے لئے تحفہ ہوگا۔ میں اس کی بے پناہ جرأت، دلیری اور مہارت سے بے حد متاثر ہوا ہوں" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" تو یوں کہو کہ تم یہ بات کر کے اپنی کمزوری چھپانا چاہتے ہو" عمران نے کہا اور اس بار چونکنے کی باری بلیک زیرو کی تھی۔

" کمزوری ــــ کیسی کمزوری، میں سمجھا نہیں" ــــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" کمزوری نہیں تو اور کیا کہوں اسے۔ ٹائیگر سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اور نہ ہی تم نے اسے کارال ایئر بیس جانے کی ہدایت کی لیکن اس کے باوجود وہ نہ صرف وہاں پہنچ گیا بلکہ اس نے اپنی

جان پر کھیل کر طیارہ اغوا ہونے سے بچا لیا۔ اگر وہ وہاں نہ پہنچتا تو ڈائی جان یا مادام پروشیا طیارہ لازماً لے جانے میں کامیاب ہو جاتے اور تم اس وقت بجائے ہنسنے اور قہقہے لگانے کے منہ لٹکائے بیٹھے ہوتے" ــــــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو کی آنکھیں بے اختیار جھک گئیں۔ اسے معلوم تھا کہ عمران درست کہہ رہا ہے۔

" ارے ارے اب تو منہ لٹکانے کی ضرورت نہیں رہی یا پھر آئندہ کے لئے ریہرسل کر رہے ہو" ــــــ عمران نے بلیک زیرو کو سر جھکاتے دیکھ کر کہا۔ اور بلیک زیرو جھینپی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ واقعی اگر ٹائیگر وہاں نہ پہنچ جاتا تو نتیجہ لازماً یہی نکلتا۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اب آپ ٹائیگر کو باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل کر دیں" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہیں ٹائیگر سے کیا دشمنی ہے" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" دشمنی ــــ کیا مطلب، مجھے کیا دشمنی ہو سکتی ہے" ــــــ بلیک زیرو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" کسی باکار کو بے کار کر دینا دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ اب ٹائیگر بھی سیکرٹ سروس میں شامل ہو کر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں جیسا ہو جائے" ــــــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔

"عمران صاحب ___ سیکرٹ سروس کے ممبران بیکار نہیں ہیں اصل بات یہ ہے کہ آپ کی کارکردگی نے انہیں بیکار کر دیا ہے ۔ آپ اس تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں کہ سارا مشن آپ اکیلے ہی مکمل کر لیتے ہیں اور ان بیچاروں کے لئے کرنے کو کچھ بچتا ہی نہیں" ___ بلیک زیرو نے اپنے ممبران کا تحفظ کرتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"ارے ارے ___ اب تم اپنے ممبران کی نااہلی کو میرے سر نہ تھوپ دو ۔ میں تو سیکرٹ سروس کا ممبر ہی نہیں ہوں ۔ میں کیا کارکردگی دکھا سکتا ہوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ آئندہ آپ کو ممبران سے شکایت نہ ہوگی" ___ بلیک زیرو نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم سارے ممبران کو چھوڑو ، صرف ایک سے ہی جو شکایت ہے وہی دور کرا دو تو تمہاری مہربانی ہوگی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک سے شکایت ___ کیا مطلب ، کس سے اور کیسی شکایت" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم ۔ میرا مطلب ہے ، وہ میرے کنوارہ رہ جانے والی بات ، اب میں کیا کہوں شرم آتی ہے" ___ عمران نے واقعی اس طرح شرماتے ہوئے انداز میں کہا کہ بلیک زیرو بھی ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

"یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے ۔ آپ جانیں اور آپ کی شکایت

بہرحال میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا اشارہ جولیا کی طرف ہے۔

"یہی تو مسئلہ ہے ۔ اگر خالی دعاؤں کے ساتھ یہ شکایت دور ہو سکتی تو مجھ جیسے ہزاروں کا بھلا نہ ہو جاتا ۔ اس ملک میں سب سے سستی چیزیں دعائیں ہی تو ہیں ۔ ایک روپیہ کسی کے ہاتھ پر رکھو دعاؤں کا ٹیپ پوری رفتار سے بجنے لگ جاتا ہے ۔ مم ___ مم مگر یہاں تو میرے پاس روپیہ بھی نہیں ہے جو متوقع دعاؤں کے لئے تمہارے ہاتھ پر رکھ سکوں" ___ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار جھینپے ہوئے انداز میں ہنستا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

شیڈاگ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

شیڈاگ —— ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم —— ایک ایسی تنظیم جو صرف ایٹمی اسلحہ چراتی تھی۔

شیڈاگ —— جس نے پاکیشیا کا ایٹمی اسلحہ چرانے کا منصوبہ بنا لیا۔

مادام شیری —— شیڈاگ کی ایسی ایجنٹ —— جس نے اپنی تیز رفتار کارکردگی کا لوہا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی منوا لیا۔

مادام شیری —— جس نے اس قدر مہارت اور تیز رفتاری سے پاکیشیا کا ایٹمی اسلحہ چوری کر لیا کہ عمران اور اس کے ساتھی سنبھل ہی نہ سکے۔

وہ لمحہ —— جب شیڈاگ کو معلوم ہوا کہ پاکیشیا میں مشن مکمل کر لینے کے باوجود وہ ناکام رہے ہیں —— کیوں اور کیسے —— ؟

وہ لمحہ —— جب شیڈاگ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس —— اس کے ہیڈ کوارٹر اور علی عمران کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا۔

وہ لمحہ —— جب دانش منزل۔ رانا ہاؤس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور علی عمران —— سب شیڈاگ کے ہاتھوں ریت کے ڈھیر بنتے چلے گئے —— کیسے —— ؟

شیڈاگ —— جو اس قدر جدید ترین مشینری اور اسلحے کا بے دریغ استعمال کرتی تھی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس ان کا کوئی توڑ ہی موجود نہ تھا —— پھر کیا ہوا —— ؟

- کیا شیڈاگ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی —— ؟
- کیا دانش منزل تباہ ہو گئی —— ؟
- کیا علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سب شیڈاگ کے ہاتھوں انجام کو پہنچ گئے —— یا —— ؟
- کیا عمران شیڈاگ کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر سکا —— ؟

انتہائی تیز رفتار اور نہ ختم ہونے والا مسلسل ایکشن

ریڑھ کی ہڈی میں خون منجمد کر دینے والا سسپنس

انتہائی حیرت انگیز دلچسپ اور انوکھے واقعات

ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں یادگار حیثیت کا حامل ثابت ہوگا

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

جعلی اور نقلی ادویات جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔

جعلی اور نقلی ادویات جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کے خلاف فورسٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جا رہی تھیں۔

مکروہ جرم جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز بھی حیران رہ گئے۔ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا؟

ایسے مجرم جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابل نفرت مجرم تھے

وہ لمحہ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانون مکافات عمل حرکت میں آگیا۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ

- وہ لمحہ جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی ان مکروہ مجرموں کے ساتھ اغوا کر لیا اور پھر موت کے بے رحم پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے۔
- کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا۔ کیا وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ یا؟ سماجی برائی کے اس قابل نفرت جال کو فورسٹارز نے کس طرح توڑا۔ توڑ بھی سکے ——— یا ——— نہیں؟
- انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہوگیا۔